بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بایٰتہ مومنین ۝

گیارھویں شریف

مکتبہ نوریہ رضویہ
۱۱۔ گنج بخش روڈ ۝ لاہور

یا رسول اللہ

یا غوث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَّہٗ قَدَمٌ وَّ اِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

شانِ غوثِ اعظم

جلد دوم

ہمدم

۱۰/-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس ناچیز خدمت کو ماوائے کونین ملجائے دارین غوث الثقلین۔ غیاث الملوین۔ فرزندِ مصطفےٰ۔ دلبندِ مرتضےٰ جگر پارۂ فاطمۃ الزہرا۔ حضور پُر نور۔ محبوب سبحانی۔ قطبِ صمدانی۔ شہباز لامکانی۔ حضرت شیخ۔ سیّد۔ پیر۔ عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی البغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہُ عنا کے نام نامی و اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں۔

؎ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را۔

ہکا م

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ

گیارہویں شریف

جلد دوم

ھمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شانِ غوثِ اعظم

بیاں ہو کس طرح رتبہ ترا محبوب سبحانی
بصیرت ہمچوں پیغمبر بصورت مرتضیٰ ثانی

علیم علمِ ربّانی امامِ رازِ یزدانی
شہنشاہِ ولایت قبلۂ حاجاتِ روحانی

خدائے پاک کے پیارے رسول اللہ کے جانی
سراجِ فاطمہ زہرا علی کے ماہِ تابانی

تمہارے دوشِ اقدس پر قدم محبوب اکرم کا
قدم ولیوں کے کاندھے پر تمہارا شاہِ جیلانی

کوئی ہو نقشبندی۔ قادری چشتی۔ سہروردی
تمہیں سے فیض سب پاتے ہیں اے محبوبِ صمدانی

تمہارے در پہ کوئی چور اگر آتا ہے چوری کو
بنا دیتے ہو اس کو اک نظر سے قطبِ ربّانی

بلائیں گر دہ والا یہ ہمدم کو شہ جیلانی
میں سمجھوں گا کہ مجھ کو مل گئی دنیا کی سلطانی

ہمدم

یا اللہ

یا رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیاتہ مؤمنین

گیارہویں عرس و فاتحہ خوانی

من

آیاتِ کتابِ رحمانی

از تصنیفات

حضرت۔ مولنا۔ حافظ۔ قاری۔ ابو المعانی۔ عبد المصطفٰے محمد
خانصاحب ہمدم۔ نقشبندی۔ قادری۔ توکلی۔ مرتضائی۔ ٹبیالوی۔
فاضل دار العلوم حزب الاحناف لاہور خطیب و مدرس دار العلوم جامعہ عربیہ
حنفیہ تجوید القرآن جامع مسجد چھانگا مانگا ضلع لاہور۔

ناشر

مکتبہ ہمدم منڈی چھانگا مانگا تحصیل چونیاں

ضلع لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باعثِ تالیف

میں نے اور مولانا محمد دین صاحب قادری ناظم مدرسہ جامعہ عربیہ تجوید القرآن ہوشیار پور عالم نبیل فاضل جلیل حضرت مولٰنا - حافظ - قاری - صوفی - ابو المعانی عبد المصطفٰے مہر محمد خاں صاحب ہمدم نقشبندی - قادری - ٹپیالوی - فاضل دار العلوم حزب الاحناف لاہور سے کئی بار مخلصانہ گذارش کی کہ آپ مشہور ترین مذہبی مسائل پر ایک کتاب ایسی تالیف فرمائیں - جو نہایت ہی احسن طریقہ پر قلمبند ہو - طرزِ تحریر اس قدر دلکش اور وجد آور ہو - کہ پڑھنے والا اگر ایک بار شروع کر دے - تو اس کو بغیر ختم کئے محبوب سے جدائی اختیار کرنے کے مترادف ہو - دلائل اس قدر قوی ہوں کہ مخالف بھی انکار نہ کر سکے - سوالات کے جوابات اس قدر احسن طریقہ پر قلمبند ہوں کہ مخالف بھی آپ کے محققانہ انداز کا اعتراف کرے طریق تحریر اس قدر آسان ہو کہ حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام کے علاوہ معمولی لکھے پڑھے حضرات بھی اس کو پڑھ کر حق و باطل کا فیصلہ کر سکیں - مگر حضرت مولٰنا موصوف از راہِ کسرِ نفسی

یہی معذرت فرماتے رہے کہ آپ حضرات کے سامنے مذہبی مسائل پر قلم اٹھانا سورج کے سامنے چراغ جلانا ہے اکابر کے سامنے ایک طفل مکتب کا تحریر یا تقریر کرنا باعث ندامت ہی نہیں بلکہ سوئے ادب بھی ہے۔ حضرت مولانا عارف رومی ارشاد فرماتے ہیں ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از لطف رب

الغرض۔ آپ نے ہماری مخلصانہ گذارشات کو قبول فرما کر کتاب لکھنے کا وعدہ فرما لیا اور کتاب کا نام انوار مہر ہدایت رکھا گیا ۹ ماہ کے بعد حضرت مولانا ممدوح نے کتاب انوار مہر ہدایت کو تالیف فرما کر مجھے دکھایا۔ جو ذیل کے گیارہ حصوں پر مشتمل تھی۔ کتاب ہذا کے گیارہ حصوں کی ترتیب ملاحظہ ہو۔

(۱) تفسیر نورانی من آیات قرآنی
(۲) معراج جسمانی من آیات فرقانی
(۳) مختار سلطنت ربانی من آیات کتاب حقانی
(۴) علم غیب انبیائے رحمانی من آیات کتاب لاثانی
(۵) شاہد مملکت سبحانی من آیات کتاب نورانی
(۶) عصمت انبیائے ربانی من آیات کتاب حقانی

(۷) میلادِ رسول رحمانی من آیات کتاب ربّانی
(۸) وسیلۂ اولیائے ربانی من آیات کتاب سبحانی
(۹) تقلید آئمہ سبحانی من آیات کتاب رحمانی
(۱۰) حیاتِ انبیائے رحمانی من آیات کتاب ربّانی
(۱۱) گیارہویں عرس و فاتحہ خوانی از اقوال اولیائے رحمانی

میں یہ ترتیب رسائل دیکھ کر بہت مسرور ہوا بغور مطالعہ کیا تو کتاب اسرارِ معرفت کی طرح اس کو بھی نہایت دلکش اور وجد آور اور عام فہم پایا ہر رسالہ ایک مقدمہ اور چار ابواب پر تقریباً مشتمل پایا۔ حضرت نے یہ کتاب مذہبی جذبات سے بالاتر ہو کر نہایت ہی محققانہ اور منصفانہ طریقہ پر لکھی ہے۔ ہر رسالہ بے شمار خوبیوں کا حامل ہے۔ آگے بھی مذکورہ بالا مسائل پر اگرچہ بہت سے رسائل قلمبند ہو چکے ہیں مگر ان کو عموماً حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام یا اعلیٰ التعلیم یافتہ حضرات ہی کماحقہٗ سمجھ سکتے ہیں۔ اور یہ کتاب انوارِ مہرِ ہدایت جہاں حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام اور اعلیٰ التعلیم یافتہ حضرات کے لئے ایک نیاز مندانہ ہدیہ و تحفہ ہے وہاں معمولی لکھے پڑھے حضرات کے لئے معلّمِ اعتقادیات اور مشعلِ ہدایات بھی ہے۔

اس سے مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کلام خود کلیم کی تفسیر

ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے محبوب معظمؐ اور صحابہ و اہلبیت محتشم اور اولیائے محترم کے طفیل نافع و مقبول فرمائے اور حضرت مولّف کے لئے ذریعہ نجات بنائے آمین ثم آمین یا ارحم الراحمین۔

سیّد نادر علی شاہ خطیب جامع مسجد ہوشیار پور
۲۸ر شوال ۱۳۶۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عذرِ مؤلف

مجھے حضرت مولانا سید پیر نادر علی شاہ صاحب نقشبندی قبلہ خطیب جامع مسجد ہوشیارپور اور حضرت مولانا محمد دین صاحب قادری ناظم مدرسہ جامعہ عربیہ تجویدالقرآن ہوشیارپور نے ارشاد فرمایا کہ آپ گیارہ مشہور مذہبی مسائل پر ایک کتاب نہایت ہی دلکش اور عام فہم طریقہ پر قلمبند کریں احقر نے اپنے ممدوحان سے دست بستہ عرض کیا کہ آپ حضرات کے سامنے میرا قلم اٹھانا گویا سورج کے سامنے چراغ جلانا ہے۔ اور اکابر کے سامنے طفلِ مکتب کا تحریر یا تقریر کرنا باعثِ ندامت ہی نہیں۔ بلکہ سوئے ادب بھی ہے۔ مگر ممدوحان نے مجھے اس قدر مجبور کیا کہ الامر فوق الادب کے ماتحت کچھ لکھنا ہی پڑا۔ کتاب ھذا کو انوارِ مہر ہدایت کے نام سے موسوم کیا گیا اور گیارہ حصوں پر مشتمل کیا۔ حضرات علمائے کرام اور مشائخ عظام سے نہایت ہی پُر خلوص گزارش ہے۔ کہ کتاب ہذا میں جہاں جہاں اغلاط ملاحظہ فرمائیں۔ کمترین کو فوراً مطلع فرمائیں تاکہ بصد شکریہ

اصلاح کر دی جائے۔ دعا فرمائیں اللہ رب العزت اپنے محبوب اکرم اور صحابہ و اہلبیت و اولیائے معظم کے طفیل نافع و مقبول فرمائے آمین یا ارحم الراحمین:۔

ھمدم

طبع بارِ اول ۱۳۶۶ھ

طبع بارِ دوم ۱۳۶۸ھ

طبع بارِ سوم ۱۳۸۰ھ

طبع بارِ چہارم ۱۳۸۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گیارھویں شریف کا تعارف

حضرتِ اقدس -۱- فصیح الفصحائ - تاج الشعراء استاذ العلماءٔ
شیخ العرفاءُ - رومی زماں - جامی دوراں مظہر حسّاں استاذ
شعراۓ ہند و پاکستان - سیّدی و سندی - مولائی و ملجائی
حضرت استاذی المعظم - ذو المجد و الکرم جناب مولانا
الحاج **علاّمہ محمّد یعقوب حسین شاہ صاحب**
ضیائؔ القادری البدایونی دامت برکاتہم العالیہ - جوہر آباد کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم -

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

مکرّم و معظم حضرت مولانا حافظ قاری مہر محمّد خان
صاحب ھمدمؔ - جس طرح مشہور عالم و فاضل و خطیب
ہیں - اسی طرح ناظم و شاعر و ادیب بھی ہیں - آپ کثیر تصانیف

اہل قلم ہیں۔ آپ کا ذخیرہ تالیفات اگر ایک طرف شعر و ادب کا مخزن ہے تو دوسری جانب تاریخی۔ ادبی۔ مذہبی نثر نگاری کا معدن ہے۔ آپ کے شاعرانہ افکار بھی لطافتِ سخن سے مرصّع ہیں۔ آپ کی محققانہ قلم کاریاں بھی معلومات کا مرقّع ہیں۔ ان تمام فاضلانہ خوبیوں کے ساتھ ساتھ آپ بلند پایہ عارف و صوفی بھی ہیں آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے شیخ طریقت اور صاحب درس بھی ہیں۔ مذہب حقّہ اہلسنت کی تبلیغ آپ کا مشرب و مسلک ہے۔ پاکستان کے علماء و مشائخ آپ کے معترف ہیں۔ فقیر ضیاء القادری کے لئے یہ آپ کی محبّت باعثِ صد ناز و افتخار ہے کہ آپ نے شاعرانہ حیثیت سے حمد و نعت و مناقب میں اس فقیر سے رشتہ تلمذ قائم کر کے ضیائی شعراء میں شرکت قبول فرمائی۔ آپ نے نظم و نثر میں کتبِ ذیل تصانیف فرمائی ہیں۔ (۱) شاہنامہ اسلام جدید چار جلد (۲) انوار المصابیح دو جلد (۳) شانِ مصطفےٰ (۴) شانِ نورِ مصطفےٰ (۵) شانِ قرآن (۶) شانِ اسلام (۷) شانِ امتِ مصطفےٰ (۸) معجزاتِ مصطفےٰ (۹) معجزاتِ انبیاء (۱۰) شانِ صدیق (۱۱) شانِ فاروق (۱۲) شانِ عثمان (۱۳) شانِ علی (۱۴) شانِ فاطمہ (۱۵) شانِ حسن (۱۶) مظلومِ کربلا (۱۷) شہید کربلا (۱۸) تغیر

نورانی (۱۹) معراجِ جسمانی (۲۰) مختار سلطنتِ ربانی (۲۱) علم غیب انبیائے رحمانی (۲۲) شاہد مملکت سبحانی (۲۳) عظمتِ انبیاء ربانی (۲۴) میلادِ رسول رحمانی (۲۵) وسیلۂ اولیائے ربانی (۲۶) تقلیدِ ائمہ سبحانی (۲۷) حیاتِ انبیائے رحمانی (۲۸) گیارہویں عرس و فاتحہ خوانی (۲۹) اسرارِ معرفت (۳۰) شیخ کامل (۳۱) تسہیل البیان (۳۲) مصحفِ ہمدم دو جلد (۳۳) معراج نامہ اسلام (۳۴) مناظرہ ہوشیارپور۔

آپ کی بکثرت تالیفات میں گیارھویں شریف بہت مشہور کتاب ہے۔ میں نے کتاب گیارھویں شریف کو اول سے اخیر تک پڑھا۔ اندازِ بیان نہایت ہی محققانہ ہے۔ اور جاذبیت اس قدر ہے۔ اگر ایک مرتبہ شروع کر دیا جائے تو بغیر ختم کئے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔

یہ کتاب مولانا موصوف نے جذبات سے بالاتر ہو کر تصنیف فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کا فیضِ خطابت و کتابت وسیع سے وسیع تر فرمائے۔ اور آپ کی ہر تصنیف اہلِ علم و اہلِ ذوق میں مقبول ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

دعاگو۔ فقیر ضیائی القادری غفرلہٗ جوہرآباد کراچی ۲۳-۱۲-۱۹

(۲)

حضرتِ مہر محمّد ذی وقار — عالم و فاضل خطیب و شیخ و پیر
بو المعانی نقشبندی قادری — عارفِ حق صوفی روشن ضمیر
شاعرِ بے مثل و ناثر لاجواب — ماہرِ اصنافِ شعر و نظم گیر
خوش نگارِ حلقۂ اہلِ قلم — صاحبِ تالیف و تصنیفِ کثیر
آپ کے حسنِ بیاں کے معترف — عارف و محمود مولانا بشیر
آپکے واصف شہِ فیض الحسن — ہیں مناقب خواں معین الدین مدیر
آپ کے مدّاح احمد یار خاں — کاظمی و ازہری روشن ضمیر
شاہنامہ نیز تسہیل البیاں — نیز تفسیر نورانی نیز انوارِ منیر
مصحف و اسرار و شانِ فاطمہ — الغرض شانِ حسن ہے بے نظیر
ذوقِ تصنیف آپکا ہے لاجواب — آپ اپنے فن کے ہیں مہرِ منیر
تا ابد فیض آپ کا جاری رہے — آپ پر ہو رحمتِ ربِّ قدیر
ہوں تصانیف آپکی مقبول سب — ہوں بیانات آپکے سب شہد و شیر
قادریت ہو مبارک آپ کی — آپ کے حامی ہوں پیرِ دستگیر
مجھ سے نسبت آپ کی میں کیا کہوں — آپ عالی منزلت میں اک فقیر

ہے یہ شانِ غوثِ اعظم بے مثال
ہوش افزا شاہنامہ بے نظیر

۶۲ ھ ۱۹

ہمدم خوش بیاں کی ہر تصنیف
ہے عجب بے مثال اے دل لکھ
بہترین شانِ غوث اعظم ہے
شاہنامہ ضیائے محفل لکھ

۶۲ — ۱۲ — ۱۹

دعاگو۔ فقیر ضیاءُ القادری بدایونی غفرلہٗ جوہر آباد کراچی

تعارف (۲)

حضرت مولانا سید بشارت علی شاہ صاحب

قادری پٹیالوی زید فیوضہم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔

ناچیز نے حضرت مولانا حافظ قاری نور محمد خان صاحب ہمدم نقشبندی۔ قادری۔ پٹیالوی۔ فاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی تالیف کردہ کتاب اول سے آخر تک نہایت ذوق و شوق سے پڑھی۔ حضرت موصوف نے کتاب ھذا کو گیارہ حصوں پر مشتمل فرمایا اور ہر حصے کو ایک مقدمہ اور چہار ابواب سے مزین فرمایا اور ہر حصے کے مقدمہ کو ضروری مباحث سے مرتب فرما کر کتاب ھذا کے حسن و جمال کو دوبالا فرما دیا ہے۔ ہر باب اوّل کو قرآنی آیات سے

مفصّل فرمایا۔ ہر باب دوم کو احادیث سے مکمّل کیا۔
ہر بابِ سوم کو تفاسیر سے اکمل کیا گیا۔ ہر بابِ چہارم
کو اقوال سے مطوّل کیا گیا ہے ہر رسالہ کا مقدمہ اس قدر
جاذب ہے کہ پڑھنے والا بصد ذوق جھومنے لگتا ہے اردو
اسقدر عام فہم ہے کہ معمولی لکھا پڑھا بھی بے تکلف پڑھ
سکتا ہے۔ اندازِ تحریر اتنا بہترین ہے کہ منکر بھی کتاب ھذا
کی تعریف کرنے لگتا ہے۔ اندازِ بیان اتنا محققانہ ہے کہ کوئی
منکر بھی اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ غرضیکہ کتاب ھذا تمام
محاسن سے مالامال ہے۔ حضراتِ علماء کرام اور مشائخ عظام
اور عوام اہلسنت کے لئے بہترین ھدیہ و تحفہ ہے۔ اللہ
کریم اس کو نافع و مقبول فرمائے اور حضرتِ مؤلّف کے لئے
ذریعہ نجات بنائے آمین یا ارحم الراحمین۔

سیّد بشارت علی پٹیالوی عفرلہٗ ۱۲ر شوال ۱۳۷۶ھ

تعارف

مناظر اسلام حضرت مولانا الہ دین صاحب

قادری ہوشیاری

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ فقیر نے کتاب انوار ہدایت کو بغور پڑھا جو گیارہ مسائل کا مجموعہ ہے۔ ہر رسالہ ایک مقدمہ اور چہار ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر رسالہ بے شمار خوبیوں کا حامل ہے۔ ہر رسالہ کو جواہر قرآن و حدیث اور تفاسیر و اقوال سے مزین و مجلّی کیا گیا ہے۔ ہر رسالہ کو اسقدر دلائل اربعہ سے مفصّل تحریر فرمانا۔ حضرت مؤلف کا خداداد حصّہ ہے۔ طرز تحریر اتنا بے نظیر ہے کہ پڑھنے والا وجد کرتا نظر آتا ہے۔ نثر کے ساتھ ساتھ نظم کو قلمبند فرما کر اور بھی جاذبیت پیدا فرما دی گئی ہے۔ بعض بعض مقامات پر اپنے اشعار کو بھی تحریر فرما کر مزین فرمایا گیا ہے۔ طرز بیان اس قدر انوکھا ہے۔ کہ منکر بھی مؤلف کی خداداد قابلیت کا اعتراف کرنے لگتا ہے۔ اور اپنے خیالات فاسدہ سے رجوع کرنا ہی نجاتِ اخروی سمجھتا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں

پڑھنے اور اغیار کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا احکم الحاکمین۔

احقر الہ دین ہوشیارپوری ۱۵ شوال ۱۳۶۶ھ

تعارف

حضرت مولانا محمد دین صاحب قادری

ناظم مدرسہ جامعہ عربیہ تجوید القرآن ہوشیارپور

حامداً و مصلیاً۔ اما بعد۔ فقیر نے کتاب انوارِ مہر ہدایت کو دیکھا۔ جو گیارہ حصوں پہ قلمبند ہے۔ ہر مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے۔ ہر رسالہ کے شروع میں ایک مستقل مستند اور دلکش مقدمہ ہے پھر اس کے بعد چہار ابواب ہیں۔ ہر چہار ابواب میں قرآن و حدیث تفاسیر و اقوال سے بحث کی گئی ہے۔ ہر رسالہ خاص و عام کے لئے بے حد مفید ہے ہر رسالہ اتنا جاذب ہے کہ پڑھنے والے پر ایک کیف طاری ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو مقبول فرمائے اور اہلسنت کے لئے نفع بخش ہو اور حضرت مولانا مدظلہ صاحب قبلہ کے لئے وسیلہ نجات ہو۔ آمین یا رب العٰلمین۔

فقیر محمد دین ہوشیار پوری ۲۱ شوال ۱۳۶۶ھ

تعارفہ

حضرت مولانا پیر نادر علی شاہ صاحب

نقشبندی خطیب جامع مسجد ہوشیار پور

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ امابعد ناچیز نے کتاب انوار مہر ہدایت کا بغور مطالعہ کیا ۔ جو دلائل قرآن و حدیث تفاسیر واقوال سے مدلّل ہے ۔ یہ کتاب گیارہ مذہبی مسائل پر لکھی گئی ہے فی زمانہ اس کتاب کی بڑی ضرورت تھی ۔ جس کو حضرت مولانا مہر محمد خان صاحب ہمدم پٹیالوی فاضل دارالعلوم حزب الاحناف نے کسی حد تک پورا فرما کر افراد ملّت پر بہت بڑا احسان اور عنداللہ اجر عظیم حاصل کیا ہے ۔ اس سے قبل اسقدر اہم اور جاذب و جامع میرے پڑھنے میں کوئی کتاب معمولی لکھے پڑھے حضرات کے لئے دیکھنے میں نہیں آئی ہے ۔ جب فقیر نے اس کتاب کو پڑھنا شروع کیا تو حصہ اول تفسیر نورانی من آیات قرآنی کے مقدمہ نے مجھے اسقدر محو کیا کہ آنکھوں سے اشکباری شروع ہو

گئی اور مستانہ وار وجد کرنے لگا۔ ہر رسالہ میں یہی دلکشی اور جاذبیّت پائی گئی ہے۔ اِس کتاب کے مطالعہ نے مجھے اس قدر مسرور کیا جو بیان سے باہر ہے۔ الحمد للہ فقیر کے نزدیک یہ ایک بہت بڑی کمی تھی جو پوری ہو گئی ہے یہ کتاب خواص کے لئے باعثِ مسرّت اور عوام کے لئے موجب فرحت مخالفین کے لئے مشعلِ ہدایت ہے۔ اللّٰہ جلّ مجدہٗ اِس کو نافع و مقبول فرمائے آمین آمین یارب العٰلمین۔

سیّد نادر علی شاہ خطیب جامع مسجد ہوشیار پور

۲۸ شوال ۱۳۶۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

مقدمہ

سوال - کیا اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں - اور اپنے زائرین سے کلام فرماتے ہیں اور انہیں جانتے اور پہچانتے ہیں اور اپنے احباب سے ملاقات فرماتے ہیں اور اپنے نیازمندوں کی امداد فرماتے ہیں - اور انہیں دشمنوں کی ہلاکت سے بچاتے ہیں - جہاں چاہیں باذن اللہ آتے جاتے ہیں - اور نیازمندوں کی حاجت روائی - مشکلکشائی فرماتے ہیں بعض مولوی کہتے ہیں کہ تمام انبیاءؑ و اولیاء مر کر مٹی میں مل گئے ہیں تفصیل سے جواب ارشاد فرمائیں -

جواب اس مسئلہ پر ہم اپنی کتاب حیاتِ انبیاء رحمانی اور حیاتِ شہداء میں تفصیل سے بحث کر آئے ہیں - وہاں ملاحظہ فرمائیں - نیز اسی کتاب شانِ غوثِ اعظم کی جلدِ اوّل میں بھی ہم کافی دلائل پیش کر آئے ہیں - منگوا کر ملاحظہ فرمالیں - یہاں پر بطور مقدمہ اولیاء اللہ کے چند واقعات بحوالہ کتب عرض کرتے ہیں - ربّ العزت اپنے محبوبِ مکرّم اور

اولیاءِ معظم کے طفیل تمہیں کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العٰلمین۔

حضرتِ عمیر کی شہیدوں سے ملاقات

عمیر بن سلمٰی فرماتے ہیں کہ مجھے اور میرے آٹھ ساتھیوں کو رومی فوج نے گرفتار کر لیا۔

شاہِ روم نے ہمیں آکر بہت کچھ ڈرایا اور دھمکایا کہ اے مسلمانو تمہیں سولی دے دیا جائے گا۔ تمہیں شکنجوں میں کسا جائے گا۔ تمہیں سنگسار کرا دیا جائے گا۔ تمہیں بر سرِ بازار قتل کرایا جائے گا۔ اگر تم نے ہمارا عیسائی مذہب قبول فرما لیا تو تمہیں بڑے بڑے عہدوں پر فائز المرام کر دیا جائے گا تمہیں بہت کچھ انعام و اکرام دیا جائے گا۔ تمہاری حسینانِ روم سے حسبِ منشا شادیاں کر دی جائیں گی۔ تاکہ تمہیں اپنی ازواج کا خیال نہ آئے۔ غرضیکہ تمہارے قدموں پر سلطنتِ رومیہ کی ہر اک دولت نثار کر دی جائے گی۔ مگر ہم نے روم کی ہر نعمت اور دولت کو مارے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اِس پر انہوں نے میرے آٹھ ساتھیوں کو شہید کرا دیا اور مجھے مخاطب کر کے بادشاہ نے یوں کہا۔

بادشاہ۔ اے عمیر دیکھو تمہارے سامنے تمہارے تمام ساتھیوں کو طرح طرح کی سزائیں دے کر شہید کرا دیا گیا ہے۔ اب یا تو تم فوراً عیسائی ہو جاؤ۔ ورنہ تمہیں بھی بے جگری سے شہید کرا دیا جائے گا۔ یہ سن کر ایک امیر نے بادشاہ سے آگے بڑھ کر یہ عرض کیا۔

امیر۔ اے شاہِ روم آپ عمیر کو میرے سپرد فرما دیں تاکہ میں اسے اپنے تدبّر سے راہِ ہدایت پہ لا سکوں۔ اے شہنشاہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ مسلمان لوگ عاشقانِ رسول ہیں موت کو حیاتِ ابدی خیال کرتے ہیں۔ آپ عمیر کی جوانی پہ رحم فرماؤ اور میرے حوالہ کر دو تاکہ انہیں میں ہدایت کر دوں۔

بادشاہ۔ اے امیر اچھا میں عمیر کو تیرے حوالہ کرتا ہوں جس طرح بھی ہو سکے تم ان کو عیسائی بناؤ۔

امیر۔ اے عمیر آج سے میں تمہارا ہوں اور تم ہمارے ہو یہ گھر بار یہ باغات یہ مال و زر یہ غلام و کنیز یہ سب کچھ تمہارے ہیں تم جس طرح چاہو انہیں تصرّف میں لاؤ۔

عمیر۔ اے امیر یہ سب کچھ دولتِ دنیا ہے اور ہم طالبِ دنیا نہیں ہیں۔ ہم تو طالبِ مولیٰ ہیں۔ ہم عاشقانِ رسول دولتِ دنیا کو نظر اٹھا کر بھی کبھی نہیں دیکھتے ہیں۔ اَلدُّنیا جِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُھَا کِلَابٌ۔

امیر- اے بیٹی میں نے عمیر کے سامنے مال وزر باغات اور غلام اور کنیزیں سب کچھ پیش کیا مگر وہ انہیں نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے ہیں۔ اے بیٹی آج سے میں تجھے عمیر کی نذر کرتا ہوں تو خود قیمتی پارچات و زیورات سے آراستہ ہو کر عمیر کی خدمت میں جلد اپنا نذرانہ حسن پیش کر دے۔ شاید یہ تیرے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر عیسائی مذہب قبول کر لے ٹھیک ہے نا۔

لڑکی- ابا جان میں آج آپ کے حکم کی تعمیل کرتی ہوئی اور اپنے حسن و جمال کا ان کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتی ہوں دیکھوں کہ وہ رد کرتے ہیں یا قبول فرماتے ہیں۔

عمیر- اے امیرزادی خیر تو ہے آج تو نے خوب ہی اعلےٰ کپڑے اور اعلیٰ زیورات پہن رکھے ہیں۔ آج کیا کوئی میلہ ہے۔

لڑکی- اے عمیر آج اس سے بڑھ کر اور کوئی کیا بڑا میلہ ہو سکتا ہے۔ میں اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں شادی کے لئے پیش کرتی ہوں آپ میری جوانی پر رحم فرمائیں اور آپ مجھے قبول فرمالیں ؎

بہ کریاں کارہا دشوار نیست

عمیر- اے امیرزادی تو کیا اور تیری دولت کیا اور تیرے باغات کیا میں تو اپنے ایمان کو تمام دنیا کی شہنشاہی کے بدلہ بھی نہیں فروخت کر سکتا ہوں۔ تو اور تیرا حسن کیا چیز ہے

ہم طالب زن نہیں ہیں بلکہ ہم تو طالب مصطفےٰ ہیں۔

لڑکی۔ اے عمیر اچھا اگر تم مجھے قبول نہیں فرماتے تو اس کا نتیجہ تمہاری موت ہے۔ میں نہیں چاہتی ہوں کہ آپ کو ناحق شہید کیا جائے۔ رات کا وقت ہے۔ آپ اپنے وطن میں چلے جائیں۔ یہ سن کر عمیر گھر سے نکلے اور مدینہ شریف کا راستہ لیا رات کو سفر کرتے دن کو چھپ جاتے آپ یہ سفر اسی طرح طے فرماتے رہے۔ ایک رات آپ کو چند آدمی گھوڑوں پر سوار آتے ہوئے نظر آئے۔ یہ سمجھے کہیں رومی فوج آگئی ہے

عمیر۔ اے سوارو میں نے تمہارا کیا نقصان کیا ہے جو تم مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہو۔ آخر قصہ کیا ہے۔

شہدار۔ اے عمیر تم نے ہمیں پہچانا نہیں ہے۔ ہم تو تیرے وہ آٹھ مجاہد بھائی ہیں جنہیں شاہ روم نے تیرے سامنے ہمیں شہید کرایا تھا ہم زندہ ہیں آج امیرالمؤمنین عمرو بن عبدالعزیز کا وصال ہو گیا ہے ان کا جنازہ پڑھنے جا رہے ہیں۔

عمیر۔ اوہو بھئی تم تو واقعی وہی میرے مجاہد بھائی ہو۔ جنہیں شاہ روم نے شہید کرا دیا تھا۔ اب میں نے تم حضرات کو خوب پہچان لیا ہے

شہید۔ اے عمیر اب باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔ ہم نے امیرالمؤمنین عمرو بن عبدالعزیز کے جنازہ میں شرکت کرنی ہے

جلدی کرو۔ اور آؤ میرے پیچھے تم بھی سوار ہو جاؤ تاکہ تمہیں تمہارے مکان پر پہنچا دیا جا سکے یہ سن کر میں ایک شہید کے گھوڑے پر پیچھے سوار ہو گیا۔ مجھے ایک جگہ پر گھوڑے سے نیچے گرا دیا گیا۔ جب میں نے دیکھا تو میں اپنے مکان کے باہر نزدیک ہی موجود تھا (ابن عساکر)

معلوم ہوا کہ شہدائے کرام زندہ ہیں۔ خدا کے حکم سے عالم میں سیر کرتے ہیں۔ جنازے پڑھتے ہیں۔ احبابِ کی ضرورتیں پوری فرماتے ہیں۔ اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا اسی پر ناطق ہے۔

دورِ قرآن

ایک مرید اپنے شیخِ طریقت کے ساتھ قرآن شریف کا صبح دور کیا کرتا تھا جب ان کا وصال شریف ہو گیا تو صبح جس وقت دور ہوتا تھا وہ مرید اپنے شیخ کی قبر پر گیا اور حسبِ معمول دس آیات پڑھ کر اپنے شیخ کو سنائیں۔ جب دس آیات پوری ہو گئیں۔ تو وہی دس آیات حسبِ معمول شیخ نے پڑھیں۔ پھر مرید نے دس آیات شیخ کو سنائیں پھر شیخ نے قبر سے دس آیات سنائیں۔ غرضیکہ یہ دور مرید و شیخ کا دیر تک

جاری رہا۔

ایک روز مرید نے اپنے شیخ کامل کی اس کرامت کا کسی سے ذکر کیا پھر جب وہ مرید قبر پہ دور کرنے گیا تو شیخ نے دور ترک فرما دیا۔ (مظاہر الحق جلد ۲ ص۲۹۷)

یہ واقعہ اس حدیث کی تائید کرتا ہے۔ جس میں آیا ہے کہ صحابی نے سورۂ ملک کی آواز صاحب قبر سے سنی پھر حضور سے عرض کیا حضور نے تائید فرمائی۔ معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور بلند آواز سے قرآن بھی پڑھتے ہیں اپنے مریدوں کا دور بھی کرا سکتے ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے شکم مادر میں نصف قرآن حفظ کر لیا تھا۔ جب قاضی حمید الدین ناگوری نے پوچھا کہ اے قطب الدین آگے کچھ قرآن شریف پڑھا ہے۔ تو فرمایا کہ ہاں نصف قرآن شکم مادر ہی میں اپنی والدہ سے سن کر یاد کر لیا ہے۔ آپ وہ سن لیں۔ باقی نصف آپ پڑھا دیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شکم مادر سے حافظ انجیل پیدا ہوئے حضرت مریم فرمایا کرتی تھیں کہ جب حضرت عیسیٰ میرے شکم میں انجیل پڑھتے تو میں ان کی آواز سنا کرتی تھی ان واقعات کے لئے دیکھو (ثمرۃ العارفین اور مثنوی)

فرزند کی بشارت

ایک بار شاہ عبدالرحیم صاحب محدّث دہلوی خواجہ قطب الدین صاحب علیہ الرحمتہ کے مزار پر زیارت کے لیے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ اے عبدالرحیم تیرے ہاں لڑکا پیدا ہو گا اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ شاید یہ مطلب ہو کہ پوتا پیدا ہو گا کیونکہ بیوی عمر رسیدہ ہو گئی ہے۔ خواجہ صاحب نے دوبارہ فرمایا اے عبدالرحیم نہیں پوتا مراد نہیں ہے۔ بلکہ خود تیرے ہاں لڑکا پیدا ہو گا۔ اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا یہ بات شاہ عبدالرحیم صاحب کو بھول گئی۔ لڑکا پیدا ہوا آپ نے ولی اللہ نام رکھا۔ جب وہ بشارت یاد آئی دوبارہ نام قطب الدین احمد نام رکھا۔

(انفاس العارفین ص۱۱۰)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ زندہ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں آئندہ واقعات کا بھی باذن اللہ علم ہوتا ہے اور نام بھی خود ہی تجویز فرمایا کہ لڑکے کا نام قطب الدین احمد رکھنا مولانا فرماتے ہیں۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

شیخ سعدی سے ملاقات

ایک بار حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب محدّث دہلوی تشریف لا رہے تھے اور حضرت شیخ علیہ الرحمتہ کی یہ رباعی پڑھ رہے تھے

جز یاد دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است
جز سرّ عشق ہرچہ بخوانی لبطالت است
سعدی بشو لوح دل از نقش غیر حق
علمیکہ راہِ حق نہ نماید جہالت است

آپ رباعی کا چوتھا مصرعہ بھول گئے ایک بزرگ ظاہر ہوئے فرمایا اے شیخ عبدالرحیم چوتھا مصرعہ یہ ہے یہ سن کر آپنے اس بزرگ کا شکریہ ادا کیا آپ نے اس بزرگ کی خدمت میں پان پیش کیا مگر آپنے کھانے سے انکار کر دیا۔ شاہ صاحب نے فرمایا آپ کیوں نہیں کھاتے فرمایا کہ کیا آپ مصرعہ بتانے کا اجر دیتے ہیں۔ عرض کیا نہیں یہ تو ہدیہ شکرانہ ہے۔ جب وہ چلنے لگے تو پوچھا کہ آپ کا اسم شریف کیا ہے۔ تاکہ آپکے نام کی

فاتحہ دلا دیا کروں۔ آپ نے جاتے ہوئے فرمایا میرا ہی نام فقیر سعدی ہے یہ کہہ کر غائب ہو گئے۔ (انفاس العارفین ص)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنے برزخوں میں مقید نہیں ہیں وہ جہاں چاہیں سیر فرما سکتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ جہاں سے چاہیں باذن اللہ آوازیں سن سکتے ہیں اور حاجتیں پوری فرما سکتے ہیں۔

شاہ عبدالرحیم سے ملاقات

والد۔ اے بیٹا عبدالرحیم تمہاری بھتیجی کریمہ بی بی سخت بیمار ہے۔ میں اُسے ملنے آیا ہوں گھر میں کریمہ بی بی کے پاس عورتیں بیٹھی ہیں انہیں اٹھا دو تاکہ میں کریمہ بی بی سے ملاقات کر لوں۔

عبدالرحیم۔ یہ سن کر اٹھے عورتوں کو تو وہاں سے اٹھانا دشوار تھا۔ کریمہ اور عورتوں کے درمیان ایک پردہ کر دیا گیا تاکہ ادھر نظر نہ پڑ سکے اور اباجی شہید علیہ الرحمتہ کریمہ سے پوری طرح ملاقات کر سکیں اس کے بعد اباجی علیہ الرحمتہ کریمہ کے پاس تشریف لائے۔ انہیں میرے اور کریمہ کے سوا کوئی نہ دیکھ سکتا تھا۔

والد۔ اے کریمہ بی بی سناؤ اب کیا حال ہے۔

کریمہ بی بی۔ سبحان اللہ دادا جی آپ کو تو لوگ شہید کہتے ہیں آپ تو زندہ ہیں۔

والد۔ اے کریمہ بیٹی کل تو فجر کے وقت شفائے کاملہ پا جائے گی یہ فرما کر آپ دروازے کی طرف بڑھے۔ میں بھی ابا جی کے پیچھے پیچھے چلا۔

والد۔ اے بیٹا عبدالرحیم اب تم یہاں ہی ٹھہرو۔ یہ فرما کر آپ نظروں سے غائب ہو گئے۔ جب فجر ہوئی تو کریمہ بی بی فوت ہو گئی۔ (انفاس العارفین ص۴۱)

قبر سے آواز

شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں۔ میں اکبر آباد میں تھا۔ ایک دوست کولے کر سید عبداللہ شاہ کی قبر پہ گیا مجھے دوست نے دوسری قبر کا اشارہ کیا۔ میں نے وہاں بیٹھ کر قرآن شروع کیا تو مجھے پشت کی طرف سے آواز آئی کہ میری قبر تو یہ ہے آپ تلاوت کرلیں یہ ختم پڑھ کر صاحب قبر کو ایصالِ ثواب کر کے میری قبر پہ آجائیں۔ ایصال کے بعد میں نے اپنے اِسی دوست سے

پوچھا کہ حضرت سید عبد اللہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی قبر یہی ہے یا کہ کوئی اور ہے اس نے بھی بتایا کہ یہ قبر نہیں ہے بلکہ مجھے مغالطہ ہو گیا ہے۔ وہ قبر تو آپ کی پشت کے پیچھے ہے۔ پھر میں سید عبد اللہ شاہ کی قبر پہ گیا اور قرآن پڑھنا شروع کیا۔ پریشانی کے حال میں مجھ سے کچھ قرآنی قواعد رہ گئے سید عبد اللہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ فلاں فلاں مقام پہ آپ نے غلطی کی ہے قرآن کے بارے میں جزم سے کام لینا چاہیئے

(انفاس العارفین ص۱۵)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور زائرین کو فیض پہنچاتے ہیں اور ان سے کلام بھی فرمانے پہ قادر ہیں۔ اگر زائرین قرآن پڑھنے میں غلطیاں کریں تو انہیں غلطیوں سے مطلع بھی فرمانے پہ قادر ہیں۔

مریدہ کو پانی پلانا

حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب محدث دہلوی کے ناناجان کے جدِ اعلیٰ محمد شاہ صاحب نے وصال فرمایا ان کی مریدات میں ایک بڑھیا تھی۔ خدا کی شان وہ سخت بیمار ہو گئی۔ تپ

والد۔ اے کریمہ بی بی سناؤ اب کیا حال ہے۔

کریمہ بی بی۔ سبحان اللہ دادا جی آپ کو تو لوگ شہید کہتے ہیں آپ تو زندہ ہیں۔

والد۔ اے کریمہ بیٹی کل تو فجر کے وقت شفائے کاملہ پا جائے گی یہ فرما کر آپ دروازے کی طرف بڑھے۔ میں بھی ابا جی کے پیچھے پیچھے چلا۔

والد۔ اے بیٹا عبدالرحیم اب تم یہاں ہی ٹھہرو۔ یہ فرما کر آپ نظروں سے غائب ہو گئے۔ جب فجر ہوئی تو کریمہ بی بی فوت ہو گئی۔ (انفاس العارفین صا۴)

قبر سے آواز

شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں۔ میں اکبر آباد میں تھا۔ ایک دوست کو لے کر سید عبداللہ شاہ کی قبر پہ گیا مجھے دوست نے دوسری قبر کا اشارہ کیا۔ میں نے وہاں بیٹھ کر قرآن شروع کیا تو مجھے پشت کی طرف سے آواز آئی کہ میری قبر تو یہ ہے آپ تلاوت کریں یہ ختم پڑھ کر صاحب قبر کو ایصال ثواب کر کے میری قبر پہ آجائیں۔ ایصال کے بعد میں نے اپنے اسی دوست سے

پوچھا کہ حضرت سید عبد اللہ شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کی قبر یہی ہے یا کہ کوئی اور ہے اس نے بھی بتایا کہ یہ قبر نہیں ہے بلکہ مجھے مغالطہ ہو گیا ہے۔ وہ قبر تو آپ کی پشت کے پیچھے ہے۔ پھر میں سید عبد اللہ شاہ کی قبر پہ گیا اور قرآن پڑھنا شروع کیا۔ پریشانی کے حال میں مجھ سے کچھ قرآنی قواعد رہ گئے سید عبد اللہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ فلاں فلاں مقام پہ آپ نے غلطی کی ہے قرآن کے بارے میں جزم سے کام لینا چاہیئے
(انفاس العارفین ص۱۵۱)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور زائرین کو فیض پہنچاتے ہیں اور ان سے کلام بھی فرمانے پہ قادر ہیں۔ اگر زائرین قرآن پڑھنے میں غلطیاں کریں تو انہیں غلطیوں سے مطلع بھی فرمانے پہ قادر ہیں۔

مریدہ کو پانی پلانا

حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب محدث دہلوی کے ناناجان کے جدِ اعلیٰ محمد شاہ صاحب نے وصال فرمایا ان کی مریدات میں ایک بڑھیا تھی۔ خدا کی شان وہ سخت بیمار ہو گئی، تپ

لرزہ کا اس قدر زور ہوا کہ وہ اس سے سخت پریشان ہوئی۔ گھر میں اسے کوئی پانی پلانے والا اور لحاف اوڑھانے والا بھی نہ تھا کہ اسے کوئی آدمی آکر پانی پلاتا اور لحاف اوڑھاتا حضرت محمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ ظاہری جسم سے تشریف لائے اس مریدہ کو پانی بھی آپ نے پلایا اور اُسے لحاف بھی اوڑھایا پھر آپ غائب ہو گئے۔

(انفاس العارفین ص۱۸۲)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ دنیا کے حالات سے مطلع ہیں اور خصوصًا اپنے مریدوں کے حالات کو خوب جانتے ہیں ان کی حاجتیں پوری فرماتے ہیں انہیں پانی پلاتے ہیں کھانا کھلاتے ہیں۔ لحاف اوڑھاتے ہیں اور ظاہری جسم سے تشریف لاکر زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔

دعوتِ طعام

حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی ایک بار قصبہ ڈاسنہ میں حضور مخدوم اللہ دیا کے مزار پر تشریف لے گئے جب آپ فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر آنے لگے تو حضور مخدوم

اللہ دیا رحمتہ اللہ علیہ نے مزار شریف سے یہ آواز دی -
مخدوم - اے عبدالرحیم آپ کچھ دیر تشریف رکھیں ابھی کھانا آجاتا ہے - آج آپ ہمارے مہمان ہیں آپ کھانا کھا کر جائیں -

عبدالرحیم - بھئی یہ بھی عجیب بات ہے کہ آپ دعوت فرما رہے ہیں اور رات کا وقت ہے - فی الحال کھانے کا کوئی مزار پہ انتظام نہیں ہے - کھانا کہاں سے آئے گا -

خیر سر تسلیم خم ہے جو دل سرکار میں آئے

آپ ارشاد گرامی سن کر بیٹھ گئے تھوڑی دیر میں ایک عورت کھانا لے کر حضرت مخدوم اللہ دیا کے مزار پہ آئی -

عورت - یا حضرت میں یہ کھانا لے کر آئی ہوں آپ اس کھانے پر ختم شریف پڑھ دیں اور طعام و کلام کا ثواب حضور مخدوم کو ایصال فرما دیں اور یہ کھانا آپ تناول فرما دیں -

شاہ عبدالرحیم - اے بی بی یہ کھانا کیسا ہے اور تو کیوں لے کر آئی ہے - آخر قصہ کیا ہے -

عورت - یا حضرت میرا شوہر باہر گیا ہوا تھا میں نے نذر مان رکھی تھی کہ اے مخدوم علیہ الرحمتہ آپ دعا فرمائیں تاکہ میرا شوہر پردیس سے بخیریت اپنے گھر پہ آجائے - جس وقت میرا شوہر آگیا میں حضور کی نذر کا کھانا لے کر حاضر ہوں گی

یا حضرت میرا شوہر آج ہی پردیس سے آیا ہے میں نے اُسی وقت کھانا تیار کیا اور حضور کے مزار پر لے کر حاضر ہوئی ہوں آپ فاتحہ خوانی فرما کر حضور کو ایصال فرما کر کھانا تناول فرمائیں یہ کھانا حضور مخدوم کی نذر ہے (انفاس العارفین فتاوی افریقہ)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور اپنے زائرین کی دعوتیں قبول فرماتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی نیاز دینی اور کھانی جائز ہے۔ اگر نیاز ناجائز ہوتی تو شاہ عبدالرحیم اسے نہ کھاتے اور مخدوم اللہ دیا اس نیاز سے دعوت نہ فرماتے یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کو حسب مراتب عالم کا علم ہوتا ہے۔

پیر کی نیاز

حضور عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم صاحب خلف امام ربانی حضور مجدد الف ثانی سرہندی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک روز آپ اپنی خانقاہ میں تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ کا ہاتھ مبارک اور آپ کی آستین پانی سے تر ہو گئے حاضرین نے تعجب سے یہ عرض کیا۔

حاضرین ۔ یا حضرت یہ آپ کا دستِ اقدس اور آستین اقدس کیوں تر ہے ۔

خواجہ محمّد معصوم ۔ بھئی ہمارا ایک مرید جہاز میں سفر کر رہا تھا قریب تھا کہ جہاز گرداب میں غرق ہو جائے اس مرید نے ہمیں مدد کے لئے پکارا یا مخدوم محمد معصوم المدد ہم نے اپنے ہاتھ سے اس جہاز کو گرداب سے نکال کر فوراً کنارے پہ لگا دیا ہے ۔

سوداگر ۔ یا حضرت مخدوم حضور کی یہ نذر ہے جو میں نے مانی تھی ۔ حضور اسے قبول فرمالیں ۔

مخدوم محمد معصوم ۔ اے خادم اس نذر کو خزانہ میں ڈالدو

حاضرین ۔ اے سوداگر بھئی ہمیں بھی تو کچھ بتا یا جائے کہ یہ کیسی نذر مانی تھی تمہاری کیا مراد تھی جو پوری ہو گئی ہے جو تم نذر لے کر آئے ہو ۔

سوداگر ۔ بھئی ایک روز میں جہاز میں سفر کر رہا تھا اچانک ہمارا جہاز گرداب میں آ گیا قریب تھا کہ غرق ہو جاتا میں نے فوراً پیر و مرشد حضور عروۃ الوثقیٰ محمد معصوم شاہ صاحب کی نذر مانی اور یا مخدوم محمد معصوم المدد کا نعرہ لگایا اچانک ایک دستِ اقدس غائب سے ظاہر ہوا اور ہمارے جہاز کو دھکا دے کر گرداب سے نکال کر کنارے پہ پہنچا دیا

یہ وہی نذرانہ ہے جو آج لے کر حاضر ہوا ہوں (جواہر معصومیہ ص۳۱)

دشمن کی ہلاکت

ایک شخص - یا حضرت فلاں شخص شیعہ ہے وہ صحابہ کرام کو بہت برائی سے یاد کرتا ہے۔ ان کی شان میں نازیبا الفاظ بکتا ہے۔

مخدوم محمد معصوم - بھئی وہ بہت گستاخ ہے جو حضور کے جانثاروں کو برا کہتا ہے۔ آپ اسی وقت جلال میں آ گئے ایک چھری لے کر فرمایا تو ہم آج اس کا سر کاٹتے ہیں آپ جس چھری سے خربوزہ کاٹ کر کھا رہے تھے اسی چھری سے خربوزے کو کاٹ دیا وہ شیعہ اسی روز مر گیا۔

(جواہر معصومیہ ص۳۲)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنے نیازمندوں مریدوں کو بچاتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک فرماتے ہیں ؎

مطلق آں آواز از اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

مخدوم صابر کی نماز

جب حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمتہ کا وصال شریف ہوا تو انہیں حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی نے غسل دیا اور کفن پہنایا جب جنازہ تیار ہو گیا تو غیب سے ہزاروں بزرگ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لائے۔ ایک نقاب پوش گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور آکر ان نقاب پوش نے جنازہ پڑھایا اور چلد یئے۔ حضرت خواجہ شمس الدین نے آگے ہو کر عرض کیا کہ حضور نے میرے شیخ طریقت حضور خواجہ مخدوم علی احمد صابر کلیری کا جنازہ پڑھایا ہے۔ میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر کل مجھ سے کسی نے پوچھا کہ تیرے شیخ کا جنازہ کس نے پڑھایا تھا تو میں کیا بتاؤں گا۔ نقاب پوش نے چہرہ سے نقاب اٹھا کر فرمایا کہ اے شمس الدین فقیر کو چاہیئے کہ وہ اس قابل ہو کہ اپنا جنازہ خود پڑھ سکے یعنی آپ خود ہی مخدوم صابر علیہ الرحمتہ تھے۔ تھوڑی دور تک جاتے نظر آئے پھر نظروں سے غائب ہو گئے۔ (جلال صابر صٓ۸۵)

فقیر کی شان

حاجی - یا شیخ موسےٰ سہروردی آپ میرے حال پر رحم فرمائیں - اور مجھے حج کرا دیں میں ایک غریب آدمی ہوں

شیخ موسےٰ - اے حاجی آپ لاہور سے باہر فلاں مقام پر جائیں - وہاں ویرانہ میں ایک فقیر پڑا ہوا ہے اسے میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ مجھے شیخ موسےٰ سہروردی نے فرمایا ہے کہ تمہارے اس نیازمند کو حج کرا دے -

حاجی - اے فقیر میں حضور موسیٰ سہروردی کی خدمت میں حج کی درخواست لے کر گیا تھا - حج ہونے والا ہی ہے آپ مجھے مکہ معظمہ میں پہنچا دیں تاکہ میں حج میں شریک ہو جاؤں مگر انہوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ سلام فرماتے ہیں اور حج کرانے کا حکم فرماتے ہیں -

فقیر - اے حاجی وعلیکم السلام اچھا تمہیں ہمارے قطب نے بھیجا ہے - اچھا تم میرے قدموں پر اپنے قدم رکھو - آنکھیں بند کر لو - حاجی نے قدموں پر قدم رکھ کر آنکھیں بند کر لیں تھوڑی دیر کے بعد فقیر نے فرمایا کہ آنکھیں کھولو جب آنکھیں کھولی

تو فرمایا کہ لو اب تم مکّہ معظمہ میں آ گئے ہو۔ حاجی لوگ طواف کر رہے ہیں جاؤ طواف کرو اور حج ادا کرو۔ حج سے فارغ ہو کر پھر اسی جگہ آ جانا تمہیں لاہور پہنچا دیا جائے گا۔ کیونکہ تم میرے قطب کی امانت ہو۔ حاجی نے حج کیا روضہ منورہ کی حاضری دی وہ حاجی پھر اسی جگہ آ گیا۔

فقیر۔ اے حاجی تم حج سے فارغ ہو گئے ہو۔

حاجی۔ اے فقیر میں حج سے فارغ ہو گیا ہوں اب مجھے پھر آپ لاہور پہنچا دیں۔

فقیر۔ اے حاجی اچھّا میرے قدموں پر اسی طرح قدم رکھو جس طرح لاہور رکھے تھے تھوڑی دیر کے بعد فقیر نے فرمایا۔ آنکھیں کھولو لاہور آ گیا ہے۔ ٹھیک ہے نا۔ اے حاجی اچھّا میرا میرے قطب حضور شیخ موسےٰ سہروردی کو نیازمندانہ سلام مسنون عرض کرنا۔ اور یہ بھی عرض کرنا کہ میں نے حضور علیہ السّلام کے حکم سے آپ کی خدمت میں چلّہ پورا کر لیا ہے اب لوگ مجھے تنگ کریں گے۔ میں جا رہا ہوں۔ تھوڑی دور تک وہ فقیر جاتا نظر آیا پھر حاجی کی نظر سے غائب ہو گیا۔ حاجی نے آ کر یہ تمام قصّہ اپنے شیخ موسےٰ سے عرض کیا۔ (مناقب موسوی ص۵۴)

حضرت سلطان باہو کی بیعت

سلطان العارفین - برہان الواصلین - دُرِّ دریائے ملکوت شہبازِ جبروت - حضور سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ جب جوان ہوئے - تو آپ کو ایک دن شور کوٹ کے باہر ایک شہسوار ملے انہوں نے آپ کو اپنے گھوڑے پر سوار فرما لیا یہ دیکھ کر سلطان العارفین نے اس شہسوار سے یہ عرض کیا۔

سلطان باہو - یا حضرت آپ کا نامِ نامی و اسمِ گرامی کیا ہے آپ کون ہیں اور آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں ارشاد فرمائیں تاکہ اطمینان ہو۔

شہسوار - اے سلطان باہو میرا نام علی مرتضیٰ شیرِ خدا ہے میں حضور علیہ السلام کے حکم سے تمہیں بارگاہِ رسالت میں لے جا رہا ہوں - حضور رحمتہ اللعٰلمین - خاتم المرسلین تمہیں یاد فرماتے ہیں - لو اچھا اترو - حضور کا دربار گوہر بار آ گیا ہے - حضرت علی مرتضیٰ نے دربارِ رسالت میں حاضر کر دیا عرض کیا تو حضور آپکا محمد باہو آ گیا ہے - حضور کی بارگاہ میں حضور کے خلفاء راشدین کرام اور اہلبیت عظام بھی موجود تھے پہلے آپ

کو حضرتِ صدیق اکبرؓ نے زیارت سے مشرف فرمایا
پھر حضرتِ فاروقِ اعظمؓ نے پھر حضرتِ عثمانِ غنیؓ نے پھر
حضور نے مجھے اپنی بیعت سے فیضیاب فرمایا میرے دونوں
ہاتھ جب حضور نے اپنے مقدس ہاتھوں میں لئے اسی وقت
میرے تمام مقامات اور درجات طے ہو گئے کوئی حجاب باقی
نہ رہا لوحِ محفوظ کے حجابات اٹھ گئے ظاہر و باطن ایک ہو گیا
پھر حضور سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا نے مجھے فرمایا کہ اے باہو
تو میرا روحانی بیٹا ہے۔ پھر میں حضراتِ امامین سیدنا امام حسن
و حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے قدموں پہ جا گرا اور ان کے
قدموں کو بوسے دینے لگا۔ پھر حضور نے مجھے حضورِ غوثِ
اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سپرد فرمایا۔

غوثِ اعظم۔ اے بیٹا سلطان باہو آؤ میں تمہیں اسرارِ الٰہی
کی تلقین کرتا ہوں۔ پھر آپ نے اسرارِ حق کی تلقین کے بعد ارشاد
فرمایا کہ خدا کی مخلوق کو رشد و ہدایت کیا کرو خدا و رسول کا
فیض لوگوں تک پہنچایا کرو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ
السلام کی مجلس ظاہری میں جسم سے حاضر ہوا۔ جو کچھ میں نے
اپنے کانوں سے سنا وہ ظاہری کانوں سے سنا ہے۔ جو کچھ میں نے
دیکھا ہے۔ وہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جو میرے
سر میں موجود ہیں۔ (مناقب سلطانی و سوانح حیات ص۷)

معلوم ہوا کہ حضور اپنے جس امتی کو چاہیں دربار میں بلا کر فیض پہنچائیں ۔ جس امتی کو چاہیں خود تشریف لے جا کر فیض پہنچائیں ۔ معلوم ہوا کہ انبیاءؑ و اولیاءؒ ہزاروں میل کی مسافت آنِ واحد میں طے فرما لیتے ہیں ۔ اِن واقعات پر اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ شاہد ہے ۔

مرید کی امداد

حضرت سلطان العارفین ۔ برہان الواصلین ۔ قطب الاقطاب خواجہ پیر توکل شاہ صاحب انبالوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک مرید حاضر ہوا ۔ عرض کرنے لگا حضور میں ہلاک ہو گیا ۔ میں مارا گیا میری جو امداد قیامت میں کرنی ہے ۔ وہ ابھی فرما دیں میرے باپ کو پھانسی کا حکم ہو گیا ہے ۔ دس دن میعاد کے رہتے ہیں ۔ میں حضور کے در سے نہ اٹھوں گا ۔ جب تک آپ یہ حکم عدالت سے منسوخ نہ کرا دیں ۔ حضور میں کانپور کا رہنے والا ہوں میرا باپ ڈپٹی تھا ۔ میں اور میرا باپ دونوں ہی حضور کے مرید ہیں آپ ہمارے حال پر مہربانی فرمائیں ؎

برکریماں کارہا دشوار نیست

حضور۔ اے لڑکے شور مچانے کی ضرورت نہیں ہے جب ہم پچھلی رات کو شہر سے باہر نکلیں تو ہمارے ساتھ ہو لینا۔ جب حضور پچھلی رات چند درویشوں کو ساتھ لے کر باہر نکلے۔ یہ بھی حضور کے ہمراہ چلدیا۔ حضور مغربی تالاب پر پہنچے۔ حضور نے اِس مغربی تالاب میں جو کہ انبالہ شہر میں ہے ایسا غوطہ لگایا دیر تک تالاب ہی میں حبسِ دم کرتے رہے یہ دیکھ کر درویش گھبرا گئے۔

مریدین۔ بھئی خدا خیر کرے حضور شاہ صاحب قبلہ کو کافی دیر ہو گئی ہے۔ باہر تشریف نہیں لائے ہیں۔ کہیں ڈوب ہی نہ گئے ہوں۔ بھئی اس تالاب کا پانی بہت گہرا ہے۔ خدا خیر کرے۔

درویش۔ اے دوستو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ دیکھو حضور خدا کے فضل سے کنارے پر سلامت کھڑے ہیں۔ یہ سن کر تمام مریدین حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے اس کانپوری کو فرمایا۔

حضور۔ اے لڑکے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تمہارا باپ بری ہو گیا ہے۔ جاؤ کانپور جاؤ کچھ دنوں کے بعد وہ دونوں باپ بیٹا حضور کے دربار انبالہ شریف میں نذرانہ لے کر حاضر ہوئے۔ نہایت ادب سے سلام عرض کیا۔ قدم بوسی کی

انہیں دیکھ کر حضور نے فرمایا۔
حضور۔ بھئی تمہارا ابھی کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اے لڑکے تم تو کہتے تھے میرے باپ کو پھانسی کا حکم ہو گیا یہ پھانسی سے چھوٹ کر انبالہ کیسے آگیا ہے۔
ڈپٹی۔ حضور مجھے پھانسی کا حکم تو واقعی ضرور ہو گیا تھا۔ مگر جس روز حضور کا غلام کانپور پہنچا ہے۔ سشن جج نے میری مثل دیکھی جہاں پر پھانسی لکھا ہوا تھا۔ وہاں پر مجھے بری لکھا ہوا ہے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ مجھے بلا کر کہا میں نے ناحق تجھے قید کیا تو معافی نامہ لکھ کر پیش کر دے میں نے معافی نامہ لکھ کر سشن جج کے ہاں پیش کر دیا اس نے مجھے مقررہ تاریخ پر بری کر دیا
(ذکر خیر ص۲۷۶)
معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنے مریدوں کی امداد فرماتے ہیں حاضرانہ اور غائبانہ ان کی اعانت فرماتے ہیں انہیں پھانسی سے بچاتے ہیں ؎

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

حضرت امام کی نیاز

ایک درویش ہمیشہ بروز دسویں محرم شریف کو حضرت امام حسین اور شہیدانِ کربلا کے نام پر لوگوں کو شربت پلایا کرتا تھا اور کھانا کھلایا کرتا تھا اتفاقاً اسے سفر پیش آگیا۔ ایک وسیع جنگل میں پہنچ کر وہ راستہ بھول گیا اسے دور سے ایک لشکر آتا ہوا نظر آیا۔ جب سالارِ لشکر قریب تشریف لائے تو سلام عرض کیا۔ سالارِ لشکر نے اسے ارشاد فرمایا۔

سالار — اے درویش تمہیں اس قدر حیران اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کوئی بات نہیں ہے۔ آخر مسافر راستہ بھول ہی جایا کرتے ہیں۔ آؤ میں تمہیں راستہ بتاتا ہوں یہ فرما کر اس درویش کو ساتھ لیا اور لا کر سیدھے راستہ پر ڈال دیا۔ فرمایا یہی سیدھا راستہ ہے جاؤ۔

درویش۔ اے سالارِ لشکر آپ کا اسم کیا ہے۔ آپ کون ہیں آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ آپ مجھے کب سے جانتے ہیں آپ کے ساتھ یہ لوگ کون ہیں۔

سالار۔ میرا نام نامی۔ اسمِ گرامی امام حسین ہے۔ میں فرزند رسول۔ جگر پارہ بتول۔ شہید کربلا ہوں۔ اور یہ سب میرا ہی لشکر ہے

تو ہمیشہ دس محرّم الحرام کو ہماری نیاز دلاتا ہے۔ ہمارے نام سے شربت پلاتا ہے۔ کھانے کھلاتا ہے۔ اس کا ثواب ہمیں پہنچاتا رہتا ہے۔ ذکرِ خیر ص۲۱۳۔

؎ در نوائے زندگی سوز از حسین
اہلِ حق حرّیت آموز از حسین

اب ہم اس مختصر سے مقدمہ کو ختم کر کے اصل کتاب کو شروع کرتے ہیں۔ اور ربّ العزت اپنے حبیبِ مکرم و صحابہ و اہلبیتِ معظم اور اولیاءِ مفخم کے طفیل تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین آمین بحرمۃ سید المرسلین و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

ہمدم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

پہلا باب

خیرات وصدقات کا قرآنِ کریم سے ثبوت

سوال۔ یوم عید میلاد النبی۔ یوم صدیق۔ یوم فاروق یوم عثمان۔ یوم علی۔ یوم فاطمہ۔ یوم حسن۔ یوم حسین یعنی یوم عاشورا۔ یوم امام زین العابدین۔ یوم امام باقر۔ یوم امام جعفر صادق۔ یوم امام کاظم۔ یوم علی رضا۔ یوم تقی۔ یوم نقی۔ یوم غوث اعظم یعنی گیارہویں۔ یوم امام اعظم۔ یعنی عرس امام اعظم۔ عرس بزرگان دین۔ فاتحہ۔ تیجہ۔ دسواں۔ بیسواں۔ چہلم۔ سہ ماہی۔ ششش ماہی۔ برسی وغیرہ کرنا اور ان ایام میں خیرات وصدقات

کرنا خالصًا لوجہ اللہ شرعی طریق سے بکرے چھترے ۔ دنبے ۔ گائیں ذبح کرنا ۔ گوشت پکانا ۔ زردہ پلاؤ ۔ گوشت روٹی کھیر حلوہ ۔ دودھ ۔ دہی ۔ چائے ۔ لسی شربت پر ختم قرآن پڑھنا درود شریف پڑھ کر بزرگوں کے نام ایصال ثواب کرنا ۔ شرعاً کیسا ہے ۔ بعض مولوی جن کا نام لینا مناسب نہیں ہے ۔ اسے حرام ۔ نجس العین ناپاک کہتے ہیں ۔ آپ قرآن و احادیث ۔ تفاسیر و اقوال سے ثبوت پیش فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں ۔

جواب ۔ عبادت تین قسم پر ہے ۔ عبادتِ قولی ۔ عبادتِ فعلی ۔ عبادتِ بدنی ۔ پھر بعض عبادات انفرادی ہیں ۔ اور بعض عبادات مشترکہ ۔

(ا) عبادتِ قولی ۔ مثلاً کلمہ شریف پڑھنا ۔ درود شریف پڑھنا ۔ قرآن شریف تلاوت کرنا ۔ دیگر وظائف و اذکار کرنا یعنی جو عبادت زبان سے کیجاتی ہے ۔ اسے عبادت قولی کہتے ہیں ۔

(۲) عبادتِ بدنی مثلاً قیام کرنا۔ رکوع کرنا۔ سجدہ کرنا قعدہ کرنا۔ طوافِ کعبہ۔ طوافِ صفا و مروہ۔ وقوفِ عرفات یعنی جو عبادت بدن سے کی جاتی ہے۔ اسے عبادت بدنی کہتے ہیں۔ نماز عبادتِ قولی اور عبادتِ بدنی دونوں ہی کا مجموعہ ہے

(۳) عبادتِ مالی۔ مثلاً مسجد بنانا۔ دینی مدرسہ بنانا۔ کسی بزرگ کا مزار بنانا جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیا کرام کے مزارات بنے ہوئے ہیں۔ کنواں لگانا۔ سڑک بنانا۔ پل بنانا۔ کھانا کھلانا۔ کپڑے پہنانا۔ دودھ۔ لسی۔ چائے۔ شربت۔ ٹھنڈا پانی پلانا۔ یعنی جو عبادت مال سے کی جاتی ہے اسے عبادت مالی کہتے ہیں۔ حج۔ عبادتِ قولی۔ فعلی۔ مالی۔ تینوں عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں زبان سے ذکر کیا جاتا ہے۔ اعضاء سے فعلی احکام طوافِ کعبہ سعیِ صفا و مروہ کی جاتی ہے۔ مال سے حاجی۔ کرایہ گاڑی۔ کرایہ جہاز۔ قربانی اور دیگر اخراجات پورے کرتا ہے۔

● عبادت کا ثواب خود عابد کو بھی ملتا ہے۔ جیسا کہ نمازی کو

نماز کا ثواب اور حاجی کو حج کا ثواب۔ صائم کو روزہ کا ثواب
مصدّق کو خیرات و صدقات کا ثواب ملتا ہے۔ اگر عابد اپنی
عبادتِ قولی۔ فعلی۔ مالی کا ثواب کسی مومن کو ایصال کرنا
چاہے تو اس مومن کو بھی ثواب مل جائے گا۔ اور خود عابد
کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام
اپنی طرف سے اور اپنی آل اور امت کیطرف سے قربانی فرمایا
کرتے تھے۔ اور موتٰی کے لئے ایصالِ ثواب کا حکم فرمایا کرتے تھے
اور حضور علیہ السلام موتٰی کی نمازِ جنازہ پڑھا کرتے تھے اور ان
کے حق میں دعائے مغفرت فرمایا کرتے تھے اور آج اسی حکم کے
ماتحت ہم بھی اپنے موتٰی کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں اور دعاءِ
مغفرت کرتے ہیں۔ نمازِ جنازہ قولی فعلی دونوں عبادتوں کا مجموعہ
ہے۔ قربانی قولی۔ مالی دونوں عبادتوں کا مجموعہ ہے اسی طرح
حج اپنی طرف سے بھی ہوتا ہے دوسرے کی طرف سے بھی کیا جا
سکتا ہے۔ مذکورہ بالا ایّام میں مومنین جو خیرات و صدقات۔
اذکار و اشغال۔ مذاکرہ و مواعظ کرتے ہیں خالصًا لوجہ اللہ

انبیاؑ و اولیاؑ صلحاؑ و شہداؑ اور اپنے تمام جسمانی و روحانی آباؤ واجداد کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ انبیاؑ و اولیاؑ صلحاؑ و شہداؑ کے ایّام ولادت۔ ایّامِ بعثت۔ ایّام وفات باعثِ برکت موجب رحمت۔ سبب سلامتی و رافت ہوتے ہیں وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا اس پر ناطق ہے۔ خود حضور علیہ السلام نے اپنے زمانہ کو بہتر زمانہ فرمایا۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ۔ یعنی میرا زمانہ تمام زمانوں سے بہتر ہے۔ جن مسلمانوں نے وہ زمانہ پایا اور ایمانی نگاہ سے حضور کی زیارت کی یا صحبت حاصل کی وہ صحابہ کرام ہوئے ان کی مثل کوئی قیامت تک مسلمان نہیں ہو سکتا ہے۔ ہمیں ان حضرات کے ایّام ولادت۔ ایامِ بعثت ایام وفات دیکھنے تو نصیب نہ ہوئے۔ اور نہ ان اصل ایّام کی خیر و برکت رافت و رحمت حاصل ہوئیں۔ جب سال میں وہ مقدس ایّام تشریف لاتے ہیں۔ تو ان ایّام کو بحکم الٰہی وَذَکِّرْهُمْ بِاَیّٰامِ اللّٰهِ خیر و برکت والے سمجھتے ہیں۔ اور ان حضرات کے حالاتِ زندگی

کو جمع ہو کر سنتے سناتے ہیں اور ان حضرات کے لئے خالصًا لوجہ اللہ خیرات کرتے ہیں۔ اور ان حضرات کی ارواحِ طیبات کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ ایصالِ ثواب خواہ بلاتعیین ایّام ہو خواہ تعیین ایّام سے ہو۔ ہر طرح جائز و مستحسن اور باعثِ رحمت اور موجبِ خیر و برکت ہے۔

سوال یوم میلاد النبی۔ یوم صدیق۔ یوم فاروق یوم عثمان۔ یوم علی۔ یوم فاطمہ۔ یوم حسن۔ یوم حسین۔ یوم غوثِ اعظم یعنی گیارہویں۔ یوم امام اعظم یعنی عرس امام اعظم، عرس بزرگان دین ان تمام ایّام کی نسبت غیر اللہ کیطرف ہو گئی، جس چیز کی نسبت غیر اللہ کیطرف ہو جائے گی تو وہ حرام ہو گی۔ خدا فرماتا ہے وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی جو حلال چیز غیر اللہ کے نام سے پکاری گئی، وہ حرام ہے۔ لہٰذا عید میلاد النبی اور یوم صدیق۔ یوم فاروق۔ یوم عثمان۔ یوم علی یوم فاطمہ۔ یوم حسن۔ یوم عاشورا۔ گیارہویں۔ عرس بزرگانِ دین کے تمام تبرکات حرام ہوئے۔

جواب - اگر کسی چیز کی غیر اللہ کیطرف نسبت کرنے سے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے۔ پھر تو آپ کوئی چیز بھی حلال ثابت نہیں کر سکتے۔ مثلاً نماز فجر - نماز ظہر - نماز عصر - نماز مغرب نماز عشاء - نماز عید - نماز جنازہ - نماز شب قدر - نمازِ شب برات - مسجد نبوی - مسجد صدیق - مسجد عمر - مسجد عثمان - مسجد علی - مسجد فاطمہ - مسجد شاہی - مسجد وزیر خاں - مسجد اہلحدیث - جامعہ محمدیہ - جامعہ رشیدیہ - جامعہ اشرفیہ جامعہ قاسمیہ - تفسیر محمدی - تفسیر ثنائی - تفسیر ستاری فتاوی ثنائیہ - فتاوی ستاریہ - انوارِ محمدی - اخبار اہلحدیث صحیفہ اہلحدیث - غرضیکہ نہ تو کوئی مسجد حلال رہے گی نہ کوئی مدرسہ نہ کوئی نماز ہی پڑھنی حلال رہے گی نہ کوئی تفسیر نہ کوئی فتاوی نہ کوئی مدرسہ اور مسجد کے صدقات حلال رہیں گے - مذکورہ بالا تمام چیزوں کی نسبت غیر اللہ کیطرف ہو گئی ہے

ایں گناہیست کہ در شہرِ شما نیز کنند

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا جو ترجمہ سائل نے سوال میں

کیا ہے۔ وہ صریح قرآن و احادیث اور تمام آثار و تفاسیر کے
خلاف ہے۔ اصل ترجمہ یہ ہے۔ وہ حلال جانور جس پر ذبح کے
وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے حرام ہے ؎

ہم گناہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ اگر قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

انبیاءؑ و اولیاءؒ کے حالاتِ ولادت۔ اور حالاتِ زندگی اور
حالاتِ وفات بیان کرنا اور سننا اور سنانا موجب اجر و ثواب
باعثِ برکت و رحمت ہیں۔ قرآنِ کریم نے خود انبیاءؑ و اولیاءؒ کے
حالاتِ ولادت اور حالاتِ زندگی اور حالاتِ وفات بیان فرمائے
اور خود ربّ العزت نے حضورؐ کو اور حضورؐ کی امت کو حکم دیا کہ
انبیاءؑ و اولیاءؒ کے حالاتِ ولادت اور حالاتِ زندگی۔ حالاتِ وفات
بیان کیا کرو۔ حضرتِ آدم۔ حضرتِ ادریس۔ حضرتِ ہود حضرت
صالح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرتِ اسحاق۔ اور حضرتِ اسماعیل اور
حضرتِ یعقوب اور حضرتِ یوسف۔ حضرت موسیٰ۔ حضرتِ داؤد
حضرتِ سلیمان۔ حضرت زکریا۔ حضرتِ یحییٰ۔ حضرتِ عیسیٰؑ۔ حضرتِ

مریم - اور حضور رحمۃ للعلمین - خاتم المرسلین کے حالات تفصیل
سے بیان فرمائے - نیز صحابہ کرام اور اہلبیتِ عظام - اولیائے کرام
کے فضائل و محاسن بیان فرمائے - پھر حضور کی سیرتِ اقدس کو
صحابہ کرام اور اہلبیتِ عظام نے خوب تفصیل سے بیان کیا اولیائے
کرام کے حالات کو یکے بعد دیگرے علمائے کرام قلمبند کرتے
آئے - خود اکابر فرقہ دیو بندیہ وہابیہ نے اپنے بڑوں کی سیرتیں
قلمبند کیں - ان کے حالات اپنے جلسوں اور مسجدوں کے منبروں
پر بیان کرتے ہیں - بزرگوں کے عرسوں سے بھی بڑھ چڑھ کر اپنے
مدارس کے سالانہ جلسوں پر لوگوں سے چندہ مانگتے ہیں - طالب
علموں اور استاذوں کے نام سے روپے - پیسے - چاندی سونے
کے زیور کپڑے دانے وغیرہ خوب بٹورتے ہیں - مدرسوں اور
جلسوں کے لئے تمام خیرات و صدقات حلال - مگر جہاں عید میلاد
النبی کا موقع آیا - گیارہویں کا مہینہ آیا - یوم عاشورا الشریف
لایا - یوم امام جعفر صادق آیا - تمام خیرات و صدقات حرام ہوگئے
ناپاک اور نجس العین ہوگئے - معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

؎ الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

اب ہم چند فضائل صدقات اور فوائد خیرات عرض کرتے ہیں۔ تاکہ قارئین اندازہ لگالیں۔ کہ خیرات و صدقات فرمانے والے اور اپنے بزرگوں کے نام خالصًا لوجہ اللہ ایصال ثواب کرنے والوں کے کیا کیا فضائل ہیں۔ اور انہیں دنیا و آخرت میں کیا کیا فوائد عطا ہوتے ہیں۔ اور انہیں کن کن مراتب و مدارج سے نوازا جاتا ہے۔ اور ان خیرات و صدقات سے کیا کیا مشکلات حل ہوتی ہیں اور کتنی بڑی بڑی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔ ملاحظہ ہوں

فضائل خیرات۔ فوائد اذکار

(۱) صدقہ سے رب العزت خوش ہوتا ہے۔ بخل سے ناراض

۲۔ صدقہ شیطان کو دفع فرماتا ہے اُس کی قوت کو توڑتا ہے۔

۳۔ صدقہ دل سے تفکرات کو دور فرماتا ہے۔ رحمت کے نزول

کا سبب ہے۔

(۴) ۔ صدقہ دل اور بدن کو قوت بخشتا ہے ۔ بخل دل کو سیاہ کرتا ہے۔

۵ ۔ صدقہ دل اور چہرہ کو روشن فرماتا ہے۔

۶ ۔ صدقہ رزق کو بڑھاتا ہے۔ مال و اولاد میں برکت ہوتی ہے

۷ ۔ صدقہ اپنے مصدّق کے رعب کو بڑھاتا ہے یعنی اسے لوگ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں ۔

۸ ۔ صدقہ خدا کی محبت دل میں پیدا فرماتا ہے ۔ یاد رہے محبتِ خدا و رسول پر ہی دار و مدار نجات ہے ۔ محبت ہی ایمانی وعرفانی مدارج کا مرکز ہے۔ اگر محبت نہ ہو تو ایمان و اعمال دونوں بے روح ہیں ۔

(۹) ذکرِ حق خدا کی معرفت کا دروازہ کھولتا ہے خدا کی ہیبت دل میں پیدا کرتا ہے۔ خدا کی حضوری عطا فرماتا ہے۔

(۱۰) ۔ ذکر دل کو زندہ رکھتا ہے ۔ جسطرح پانی مچھلی کو زندہ رکھتا ہے۔

(۱۱) ذکر دل اور روح کی غذا ہے۔ اسے صوفیہ خوب جانتے ہیں۔

(۱۲) ذکر دل کے زنگ کو صاف فرماتا ہے۔

(۱۳)۔ ذکر خطاؤں کو مٹاتا ہے وحشت کو دور فرماتا ہے۔

(۱۴)۔ بندہ جو ذکر کرتا ہے وہ ذکر عرش کے چاروں طرف اس بندہ کا ذکر کرتا رہتا ہے۔

(۱۵) جو بندہ خدا کا ذکر راحت میں کرتا ہے۔ خدا اُسے مصیبت میں یاد فرماتا ہے۔ خدا اسے عذاب سے نجات دیتا ہے

(۱۶) ذاکر جب ذکر کرتا ہے۔ رحمتِ الٰہی کے فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں

(۱۷) ذکر کی برکت سے زبان بدگوئی۔ غیبت۔ چغلخوری سے محفوظ رہتی ہے۔

(۱۸) ذکر کے حلقے فرشتوں کے حلقے ہیں۔ لغویات کی مجالس شیطانی مجلسیں ہیں ؎

خریدا اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

(۱۹) ذکر کی برکت سے ذاکر اور ذکر سننے والا دونوں پر

خدا کی رحمت ہوتی ہے۔ دونوں شریکِ ثواب ہوتے ہیں۔ لغو مجالس میں شریک ہونے والا اور اس کا ساتھی دونوں ہی بدبخت ہوتے ہیں ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

(۲۰) ذکر کے ساتھ رونے والا بروزِ حشر گرمی محشر سے محفوظ رہے گا۔

(۲۱) ذاکر کو دعا کرنے والوں سے زیادہ عطا ہوتا ہے

(۲۲) جو شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ سو بار پڑھتا ہے۔ اسے ۱۰ غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے سو نیکیاں اس کے دفترِ عمل میں لکھی جاتی ہیں۔ سو بدیاں اس کی معاف کر دی جاتی ہیں۔ شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ شخص افضل الاعمال ہوتا ہے۔

(۲۳)۔ علمِ دین سیکھنا خوفِ خدا ہے۔ طلبِ علم کرنا عبادت ہے

اسے یاد کرنا تسبیح ہے۔ اس میں بحث کرنا جہاد ہے۔ اس کا پڑھنا صدقہ ہے۔ اسے اہل پر صرف کرنا قربت ہے راہِ جنت کا نشان ہے۔ وحشت میں جی بہلانے والا۔ سفر کا ساتھی ہے۔ تنہائی میں انیس ہے۔ رنج و غم میں دلیل ہے۔ دشمنوں پہ ہتھیار ہے۔

(۲۴) ذکر ہر وقت ترقی کا باعث ہے۔ بستر پہ اور بازار میں۔ صحت اور بیماری میں۔ لذتوں اور مصیبتوں میں۔ خواب اور بیداری میں۔ غرضیکہ ذاکر کے مراتب ہر وقت بڑھتے رہتے ہیں۔

(۲۵) ذکر کا نور۔ ذاکر کے ساتھ ہر وقت رہے گا۔ قبر میں بھی اور حشر میں بھی اور پلصراط پہ بھی آگے آگے چلے گا۔

(۲۶) ذکر اصلِ اصول ہے صوفیہ کے ہر اک سلسلہ میں رائج ہے۔ اذکار و اشغال کی پوری بحث ہماری کتاب اسرارِ معرفت میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۷) ذکر ایک درخت ہے۔ جس پر معارف کے پھل لگتے ہیں۔

(۲۸) ذکر غلام کے آزاد کرنے کے برابر ہے۔ اور مال خیرات کرنے کے برابر ہے۔ راہِ حق میں جہاد کے برابر ہے۔

(۲۹) ذکر شکر کی جڑ ہے یعنی جو ذکر نہیں کرتا ہے وہ شکر بھی نہیں کرتا ہے۔

(۳۰) خدا کے پرہیزگار بندوں میں زیادہ متقّی وہ لوگ ہیں۔ جو ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔ کیونکہ ذکر کا منتہیٰ محبّتِ حق ہے

(۳۱)۔ ذکر قلبی بیماریوں کا علاج ہے۔ ذکر خدا کی محبت کی جڑ ہے

(۳۲) ذاکر پر خدا کی اور ملائکہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

(۳۳) ذکر کی برکت سے ہر تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

(۳۴) ذکر کی برکت سے دل اور روح میں ایک ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے مومن وہ کام کرتا ہے۔ جو دوسروں کو حیرت میں ڈالتا ہے۔ جیسا کہ اولیا کرام کی صد ہا کرامتیں۔

(۳۵) ذکر جہنم کے لئے آڑ ہے۔ اگر ذاکر کسی وجہ سے جہنم کا مستحق ہو جائے۔ تو وہ ذکر اسے جہنم سے بچانے کے لئے آڑ بن جاتا ہے۔

(۳۶) ذاکر جس جگہ ذکر کرتا ہے وہ جگہ دوسری جگہ پر فخر کرتی ہے

(۳۷) ذاکر کے چہرہ پر دنیا و آخرت میں نور ہوگا۔

(۳۸) ذاکر کا ذکر جو چیز بھی سنتی ہے وہ بروز حشر اس کی گواہی دے گی۔ کہ یہ ذکر کیا کرتا تھا ہم سنا کرتے تھے۔

یاد رہے۔ ذکر ذاکر کا فعل ہے۔ صدقہ مصدق کا فعل ہے خیر مخیرؔ کا فعل ہے۔ جب ذاکر و مصدق کے اعمال صالحہ اور افعال صالحہ دافع البلا اور حاجت روا ہو سکتے ہیں۔ تو انبیاؑ و اولیاؒ مسلمانوں کے لئے مصائب و آلام میں بطریق اولیٰ مشکلکشا حاجت روا ہو سکتے ہیں۔ انبیاؑ و اولیاؒ اپنی حیاتِ ظاہری و باطنی میں لوگوں کی دور اور نزدیک سے لاکھوں مصیبتیں دور فرماتے ہیں۔ اور اکرامات و انعامات سے نوازتے ہیں۔ زائرین کے قلوب کو انوار و برکات سے منور فرماتے اور آلام و مصائب کو باذن اللہ دفع فرماتے ہیں ؎

حاکم حکیم دانہ و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

اب ہم قرآن و احادیث تفاسیر و اقوال سے ہر اک باب میں تفصیل وار۔ فضائل خیرات و فوائد صدقات نقل کرتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ مساجد و مدارس۔ مجالس میلاد و اعراس میں صرف کرنے والے اور انبیاء و اولیاء کے لئے خالصًا لوجہ اللہ ایصالِ ثواب کرنے والے کن کن مراتب و مدارج۔ انعامات و اکرامات کے دین و دنیا میں مستحق ہوتے ہیں نمبر وار دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (البقرہ ع ۲۴)

اور تم لوگ اللہ کے راستے میں خرچ کیا کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکی میں نہ ڈالو اور خرچ وغیرہ کو اچھی طرح کیا کرو۔ بیشک حق تعالےٰ نیکوں کو محبوب رکھتا ہے۔

(۲) وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (البقرہ ع ۲۷)

لوگ آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ خیرات میں کتنا خرچ کریں تو آپ فرما دیجئے کہ جتنا ضرورت سے زائد ہو۔

(۳) مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً ؕ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (بقرہ ۳۲)

کون ہے ایسا شخص جو اللہ جل شانہ کو قرض دے اچھی طرح قرض دینا پھر اللہ تعالیٰ اسکو بڑھا کر بہت زیادہ کر دے (اور خرچ کرنے سے تنگی کا خوف نہ کرو) کہ اللہ جل شانہ ہی تنگی اور فراخی کرتا ہے (یہ اسی کے قبضہ میں ہے) اسی کی طرف (مرنے کے بعد) لوٹائے جاؤ گے۔

(۴) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ (بقرہ ع ۳۴)

اے ایمان والو! خرچ کرو ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ تو خرید وفروخت ہو سکتی ہے نہ دوستی ہوگی نہ کسی کی (اللہ کی اجازت بغیر) شفاعت ہوگی

(۵) مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

جو لوگ اللہ کے راستے میں (یعنی خیر کے کاموں میں) اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔

كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

(بقرہ ع ۳۵)

ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ ایک دانہ ہو۔ جس میں سات بالیں اگی ہوں اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔ (تو ایک دانہ سے سات سو دانے مل گئے) اور اللہ جل شانہ جس کو چاہے زیادہ عطا فرما دیتا ہے اللہ جل شانہ بڑی وسعت والا ہے۔ اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں) اور جاننے والا ہے۔ (کہ خرچ کرنے والے کی نیت کا حال بھی، اس کو خوب معلوم ہے۔

(۲) اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

(بقرہ ع ۳۶)

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر نہ تو (جس کو دیا اس پر) احسان جتاتے ہیں۔ (اور نہ کسی اور طرح) اس کو اذیت پہنچاتے ہیں تو ان کے لیے ان کے رب کے پاس اس کا

ثواب ہے۔ اور (قیامت کے دن) ان کو نہ تو کسی قسم کا خوف ہو گا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(۷) اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَیُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ○
(البقرہ ع ۳۷)

صدقات کو اگر تم ظاہر کر کے دو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر تم ان کو چھپکے سے فقیروں کو دے دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور حق تعالےٰ شانہٗ تمہارے کچھ گناہ معاف کر دے گا۔ اللہ تعالےٰ تمہارے عمل سے خبردار ہے

(۸) یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ (البقرہ ع ۳۸)

حق تعالےٰ شانہٗ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے

(۹) لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط
(آل عمران ع ۱۰)

اے مسلمانو تم (کامل) نیکی کو حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اس چیز کو خرچ نہ کرو جو تم کو (خوب) محبوب ہو۔

(١٠) وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران ۱۴ع)

اور دوڑو اس بخشش کیطرف جو تمہارے رب کیطرف سے ہے اور دوڑو اس جنت کیطرف جس کا پھیلاؤ سارے آسمان اور زمین ہیں جو تیار کی گئی ہے ایسے متقی لوگوں کے لئے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں فراخی میں بھی اور تنگی میں بھی اور غصّہ کو ضبط کرنے والے اور لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ جل شانہٗ محبوب رکھتاہے۔ احسان کرنے والوں کو۔

(١١) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ

بس ایمان والے تو وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ جل شانہٗ کا ذکر آجائے تو اس کی عظمت کے خیال سے اُن کے دل ڈر جائیں۔ اور جب اللہ

يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ٥
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ
وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ٥
(انفال ع ۱)

جل شانہٗ کی آیتیں ان کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان کو زیادہ مضبوط کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔ اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کیواسطے) خرچ کرتے ہیں بس یہی ہیں سچے ایمان والے ان کے لئے بڑے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور ان کے لئے مغفرت ہے اور ان کے لئے عزت کی روزی ہے۔

(۱۲) وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ
اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ
(انفال ۸)

اور جو کچھ تم اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے اسکا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا۔ اور تم پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے گا۔

(۱۳) قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ

جو میرے خاص ایمان والے بندے ہیں

اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خِلٰلٌ ۝ (ابراہیم ع ۵)

ان سے کہہ دیجئے کہ وہ نماز کو قائم رکھیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے رہیں پوشیدہ طور سے بھی اور علانیہ بھی ایسے دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی۔

(۱۴) وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ عَلٰی مَآ اَصَابَھُمْ وَالْمُقِیْمِی الصَّلٰوۃِ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ (حج - ع ۵)

آپ خوشخبری دیجئے ان عاجزی کرنے والے مسلمانوں کو جو ایسے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو مصیبتیں ان پر پڑتی ہیں ان پر صبر کرتے ہیں اور نماز کو قائم رکھنے والے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے۔ اسمیں سے خرچ کرتے ہیں۔

(۱۵) وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ

اور جو لوگ (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور اس پر بھی ان

اِنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ
اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى
الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا
سٰبِقُوْنَ ۝ (مومنون ۴)

کے دل اس سے ڈرتے رہتے ہیں
کہ وہ اللہ کے پاس جانیوالے ہیں
یہی لوگ ہیں جو نیکیوں میں دوڑتے
والے ہیں اور یہی ہیں وہ لوگ جو
نیکیوں کیطرف سبقت کرنیوالے ہیں

(۱۶) وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ
مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا
اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ
وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا
تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (نور ع۳)

اور جو لوگ تم میں (دین کے اعتبار سے
بزرگی والے اور (دنیا کے اعتبار سے)
وسعت والے ہیں وہ اس بات کی قسم
نہ کھائیں کہ وہ اہل قرابت کو اور
مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت
کرنے والوں کو نہ دیں گے اور ان کو
یہ چاہیئے کہ وہ معاف کر دیں اور در
گذر کر دیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو
معاف کر دے (پس تم بھی تاہمی اپنے قصور واروں کو معاف کر دو)
(بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے)

(١٧) قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ ط وَمَآ
اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ
یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ
(سبا ع ٥)

آپ کہہ دیجیے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے روزی کی وسعت عطا کرتا ہے اور جس کو چاہے روزی کی تنگی دیتا ہے اور جو کچھ تم اللہ کے راستے میں خرچ کروگے۔ اللہ تعالے اسکا بدل عطا کرے گا۔ اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

(١٨) اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ
کِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ
تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ لِیُوَفِّیَهُمْ
اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدَهُمْ
مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ
(فاطر ع ٤)

جو لوگ قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں گھاٹا نہیں ہے اور یہ اس لئے تاکہ حق تعالے شانہٗ ان کو ان کے اعمال کے ثواب بھی پورے پورے عطا کرے۔

اور اس کے علاوہ اپنے فضل سے (بطور انعام کے) اور زیادہ عطا کرے
بے شک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے

(۱۹) وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (شورٰی ع ۴)

اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز کو قائم کیا اور ان کا ہر مہتم بالشان کام مشورہ سے ہوتا ہے۔ اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے رہتے ہیں ایسے
لوگوں کے لئے حق تعالےٰ شانہٗ کے یہاں جو عطیات ہیں وہ دنیا کے ساز و
سامان سے بدرجہا بہتر اور پائیدار ہیں۔

(۲۰) وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ (ذٰریٰت ع ۱)

اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور (سوال نہ کرنے والے) کا حق ہے۔

(۲۱) اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ط

تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جس مال میں اس نے تم کو دوسروں کا قائم مقام بنایا ہے اس

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ
اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ
(حدید ع ۱)

میں سے (اس کی راہ میں) خرچ کرو جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں) خرچ کیا ان کیلئے بہت بڑا اجر ہے۔

(۲۲) وَمَا لَكُمْ اَنْ لَّا تُنْفِقُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ
مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ
مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ
اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ
الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ
بَعْدُ وَقٰتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ
اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝
(حدید ع ۱)

اور تمہیں کیا ہوگیا کیوں نہیں خرچ کرتے اللہ کے راستے میں حالانکہ سب آسمان زمین آخر اللہ ہی کی میراث ہے جو لوگ (مکہ مکرمہ کے فتح ہونے سے پہلے اللہ کے راستے میں خرچ کر چکے ہیں۔ اور جہاد کر چکے ہیں وہ برابر نہیں ہو سکتے (ان لوگوں کے جنکا ذکر آگے ہے) بلکہ وہ بڑھے ہوئے ہیں درجہ میں ان لوگوں سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا اور اللہ تعالٰے نے ثواب کا وعدہ تو سب

ہی سے کر رکھا ہے۔ (چاہے فتح مکہ سے پہلے خرچ اور جہاد کیا ہو یا بعد میں) اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے۔

(۲۳) مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗٓ اَجْرٌ کَرِیْمٌ۔ (بقرہ ۳۲)

کون شخص ہے ایسا جو اللہ جل شانہٗ کو قرض حسنہ دے پھر اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو اس کے لئے بڑھاتا چلا جائے۔

(۲۴) اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَھُمْ وَلَھُمْ اَجْرٌ کَرِیْمٌ (حدید ع ۲)

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں (اور یہ صدقہ دینے والے) اللہ جل شانہٗ کو قرضہ حسنہ دے رہے ہیں ان کا ثواب بڑھا دیا جائیگا اور ان کے لئے نفیس اجر ہے۔

(۲۵) وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ یُحِبُّوْنَ

(اور اسمیں ان لوگوں کا بھی حق ہے) جو لوگ دار السلام میں (یعنی مدینہ منورہ

مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(الحشر ع ۱)

پہلے سے رہتے تھے اور ایمان میں ان (مہاجرین کے آنے) سے پہلے سے قرار پکڑے ہوئے ہیں یعنی ان مہاجرین کے آنے سے پہلے ہی وہ ایمان لے آئے تھے (اور یہ ایسی خوبی کے لوگ ہیں کہ) جو لوگ ان کے پاس ہجرت کرکے آتے ہیں ان سے یہ لوگ (یعنی انصار) محبت کرتے ہیں - اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ اپنے دلوں میں کوئی غرض نہیں پاتے (کہ اس کو لینا چاہیں یا اس پر رشک کریں اور ان مہاجرین کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں چاہے خود ان پر فاقہ ہی کیوں نہ ہو اور (حق یہ ہے کہ) جو شخص اپنی طبیعت کے لالچ سے محفوظ رہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں -

(۲۶) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ

اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کر

اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ
يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ وَاَنْفِقُوْا
مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ
اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ
وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ
وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا
جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (المنافقون ع ۲)

دیں اور جو ایسا کریگا ایسے ہی لوگ
خسارے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے تم
کو دیا ہے اس میں سے اس سے پہلے
پہلے خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کو موت
آجائے اور کہنے لگے اے میرے
رب مجھ کو تھوڑے دن کی اور مہلت
کیوں نہ دیدی کہ میں خیرات کر دیتا
اور نیک لوگوں میں ہو جاتا اور اللہ
جلّ شانہ کسی شخص کو بھی جب اس کی
موت کا وقت آجائے ہرگز مہلت
نہیں دیتا اللہ تعالےٰ کو سب کاموں
کی خبر ہے۔

(۲۷) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ
لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو
اور ہر شخص یہ غور کرلے کہ اس نے کل
(قیامت) کے دن کے واسطے کیا چیز

خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۝ وَلَا تَكُوۡنُوۡا | آگے بھیجدی ہے اللہ سے ڈرتے رہو
كَالَّذِيۡنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنۡسٰهُمۡ | بیشک اللہ تعالےٰ کو تمہارے اعمال کی
اَنۡفُسَهُمۡ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ هُمُ | سب خبر ہے اور ان لوگوں کی طرح مت
الۡفٰسِقُوۡنَ ۝ لَا يَسۡتَوِىۡۤ | ہو جنہوں نے اللہ تعالےٰ کو بھلا دیا
اَصۡحٰبُ النَّارِ وَاَصۡحٰبُ | پس (اس کی سزا میں) اللہ تعالےٰ نے
الۡجَـنَّةِ‌ؕ اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ | خود ان کو ان کی جان سے بھلا دیا یہی

هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ۝ (حشر ع ۳) لوگ فاسق ہیں (اور یاد رکھو) جنت
والے اور جہنم والے برابر نہیں ہو سکتے۔ جنت والے ہی کامیاب ہیں (حقیقی
کامیابی صرف جنت والوں ہی کی ہے۔

(۲۸) اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ | اس کے سوا دوسری بات نہیں کہ
وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ‌ ؕ وَاللّٰهُ | تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے
عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ۝ فَاتَّقُوا | لئے ایک آزمائش کی چیز ہے (پس جو شخص
اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ وَاسۡمَعُوۡا | ان میں پڑ کر بھی اللہ کو یاد رکھے تو) اس
وَاَطِيۡعُوۡا وَاَنۡفِقُوۡا خَيۡرًا | کے لئے اللہ کے پاس بڑا اجر ہے پس
لِّاَنۡفُسِكُمۡ‌ؕ وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ | جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو

نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(تغابن ع ۲)

اور اس کی بات سنو اور مانو اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہا کرو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہوگا اور جو شخص اپنے نفس کے یعنی لالچ سے محفوظ رہا پس یہی لوگ فلاح کو پہنچنے والے ہیں۔

(۲۹) اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْہُ لَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

(تغابن ع ۲)

اگر تم اللہ جل شانہٗ کو اچھی طرح (یعنی اخلاص سے) قرض دوگے تو وہ اس کو بڑھاتا چلا جائیگا۔ اور تمہارے گناہ بخشدیگا اور اللہ جل شانہٗ بڑی قدر کرنیوالا ہے (کہ تھوڑے سے عمل کو بھی قبول کرلیتا ہے) اور بردبار ہے (کہ بڑے سے بڑے گناہ پر بھی مواخذہ میں جلدی نہیں کرتا) پوشیدہ اور ظاہر اعمال کا جاننے والا ہے زبردست حکمت والا ہے۔

(۳۰) وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا

اللہ جل شانہٗ کو قرضہ حسنہ دیتے

حَسَنًا ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(مزمل ع ۲)

رہو۔ اور جو نیکی تم اپنے لئے ذخیرہ بنا کر آگے بھیج دو گے اس کو اللہ جل شانہ کے پاس جا کر اس سے بہت بہتر اور ثواب میں بڑھا ہوا پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ سے گناہ معاف کراتے رہو بے شک اللہ جل شانہ مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

(۳) اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاۗءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ

بے شک نیک لوگ (جنت میں) ایسے جام شراب پئیں گے جن میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ ایسے چشموں سے بھرے جائیں گے جن سے اللہ کے خاص بندے پیتے ہیں (ان چشموں میں یہ عجیب بات ہوگی) کہ وہ جنتی لوگ ان چشموں کو جہاں چاہے لے جائیں گے (یعنی یہ چشمے ان کے اشاروں کے تابع ہوں گے) یہ ایسے لوگ ہیں جو منتوں کو پورا کرتے ہیں (اور اسی طرح دوسرے واجبات کو) اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس دن کی سختی پھیلی ہوئی ہوگی (یعنی عام ہوگی)۔

رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا
فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ
الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً
وَّسُرُوْرًا ۝ وَجَزٰهُمْ
بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ
حَرِيْرًا ۝ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا
عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ
فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا
وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا
وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا
وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ
مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ
كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۝ قَوَارِيْرَا
مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا
تَقْدِيْرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا
كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا
زَنْجَبِيْلًا ۝ عَيْنًا فِيْهَا
تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝ وَ
يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ

ہر شخص کچھ نہ کچھ اسدن پریشانی
میں مبتلا ہوگا) یہ وہ لوگ ہیں جو
اللہ تعالےٰ کی محبت میں کھانا
کھلاتے ہیں مسکین کو اور یتیم کو اور
قیدی کو (باوجودیکہ وہ قیدی کافر
اور لڑائی میں برسر پیکار ہوتے تھے)
اور وہ لوگ اپنے دل میں یا زبان سے)
کہتے ہیں کہ ہم تم کو محض اللہ کے
واسطے کھلاتے ہیں۔ نہ تو ہم اسکا
تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ اس کا شکریہ
چاہتے ہیں (بلکہ اسوجہ سے کھلاتے ہیں)
کہ ہم اپنے رب کیطرف سے ایک سخت اور
تلخ دن کا (یعنی قیامت کے دن کا) خوف
رکھتے ہیں۔ پس اللہ جل شانہٗ ان کو
اسدن کی سختی سے محفوظ رکھے گا اور
ان کو تازگی اور سرور عطا کریگا اور ان کو
اس پختگی کے بدلے میں جنت اور ریشمی
لباس عطا کریگا۔ اس حالت میں کہ وہ
جنت میں مسہریوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے

مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ
حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا
مَّنْثُوْرًا ۝ وَ اِذَا رَاَیْتَ
ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ
مُلْكًا كَبِیْرًا ۝ عٰلِیَهُمْ
ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ
وَّ اِسْتَبْرَقٌ ؗ وَ
حُلُّوْٓا اَسَاوِرَ
مِنْ فِضَّةٍ ؗ وَ سَقٰىهُمْ
رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا
اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ
جَزَآءً وَّ كَانَ سَعْیُكُمْ
مَّشْكُوْرًا ۝

دھر ع ۱

ہوں گے نہ وہاں گرمی کی تپش پائیں گے
نہ سردی (بلکہ معتدل موسم ہوگا) اور
درختوں کے سائے ان لوگوں پر جھکے
ہوئے ہوں گے اور ان کے خوشے ان کے
مطیع ہوں گے (کہ جس وقت جس کو پسند
کریں گے وہ قریب آجائے گا۔ اور
ان کے پاس (کھانے پینے کے لئے) چاندی
کے برتن اور شیشے کے آبخورے لائے
جائیں گے ایسے شیشے جو چاندی کے
ہوں گے (یعنی وہ شیشے بجائے کانچ
کے چاندی کے ہوں گے۔ جو اس عالم
میں (دشوار نہیں اور ان کو بھرنے
والوں نے صحیح اندازہ سے بھرا ہوگا
(کہ نہ ضرورت سے کم نہ زیادہ) اور وہاں
(کافوری شراب کے علاوہ) ایسے جام
شراب بھی پلائے جائیں گے۔ جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی (جیسا کہ جنجر کی بوتل
میں ہوتا ہے۔ یہ ایسے چشمے سے بھرے جائیں گے جس کا نام سلسبیل ہے
(کافور ٹھنڈا ہوتا ہے اور سونٹھ گرم مقصد یہ ہے کہ وہاں مختلف
المزاج شرابیں ہیں) اور اس کو ایسے لڑکے لے کر آتے جاتے رہیں

گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے اور (ایسے حسین) کہ اگر تو ان کو دیکھے تو یہ گمان کرے کہ یہ موتی ہیں جو بکھرے ہوئے ہیں۔ (اور جو چیزیں اوپر ذکر کی گئیں ہیں فقط نہیں بلکہ) جب تو اس جگہ کو دیکھے گا تو وہاں بڑی بڑی نعمتیں اور بہت بڑا ملک نظر آئے گا۔ اور ان لوگوں پر وہاں باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے اور موٹے ریشم کے۔ (غرض مختلف انواع کے بہترین لباس ہوں گے۔) اور ہاتھوں میں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور حق تعالےٰ شانہٗ ان کو ایسی شراب پلائے گا۔ جو نہایت پاکیزہ ہوگی اور یہ کہا جائے گا۔ کہ یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے اور تم نے جو کوشش دنیا میں کی تھی وہ قابلِ قدر ہے۔

(۳۲) فَاذْكُرُوْنِيْ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝ (سورہ بقرہ رکوع ۱۸)

پس تم میری یاد کرو (میرا ذکر کرو) میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو۔

(۳۳) فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝

(سورہ بقرہ، ع ۲۵)

پھر جب تم (حج کے موقع میں) عرفات سے واپس آجاؤ تو مزدلفہ میں ٹھہر کر اللہ کو یاد کرو اور اسطرح یاد کرو جسطرح تم کو بتلا رکھا ہے۔ درحقیقت تم اس سے پہلے محض ناواقف تھے۔

(۴۳) فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ط فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ط وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

(سورہ بقرہ ع ۲۵)

پھر جب تم حج کے اعمال پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کیا کرو جسطرح تم اپنے آباؤ واجداد کا ذکر کیا کرتے ہو (کہ ان کی تعریفوں میں رطب اللسان ہوتے ہو) بلکہ اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑھ کر ہونا چاہیئے پھر (جو لوگ اللہ کو یاد بھی کر لیتے ہیں) انہیں بعض تو ایسے ہیں جو (اپنی دعاؤں میں) یوں کہتے ہیں اے پروردگار ہمیں تو دنیا ہی میں دیدے (سو ان کو جو ملنا ہوگا دنیا ہی میں مل جائے گا۔ اور ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں۔ کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عطا فرما اور آخرت میں بھی بہتری عطا کر اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا سو یہی ہیں جن کو ان کے عمل کی وجہ سے (دونوں جہان میں) حصہ ملیگا اور اللہ جلدی ہی حساب لینے والا ہے۔

(۴۴) وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ ط

اور (حج کے زمانہ میں منیٰ میں بھی ٹھہر کر (کئی روز تک اللہ کو یاد

(سورۂ بقرہ رکوع ۲۵) کیا کرو اسکا ذکر کیا کرو اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کیا کیجئے اور صبح شام تسبیح کیا کیجئے)۔

(۳۶) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ — اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کیا کیجئے اور صبح و شام تسبیح کیا کیجئے۔

(سورۂ آل عمران ع۲۰)

(۳۷) اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ — (پہلے سے عقلمندوں کا ذکر ہے) وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالےٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں (اور غور کے بعد یہ کہتے ہیں) کہ اے ہمارے رب آپ نے یہ سب بیکار تو پیدا کیا نہیں ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے۔

(سورۂ آل عمران ع۲۰)

(۳۸) فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ — جب تم نماز (خوف جسکا پہلے ذکر ہے) پوری کر چکو تو اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ۔ کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی (کسی حال میں بھی اس کی یاد سے اور اس کے ذکر سے غافل نہ ہو۔

(سورۂ نساء رکوع ۱۵)

(٣٩) وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۵ (سورہ اعراف رکوع ۳)

اور پکارا کرو اس کو (یعنی اللہ کو) خالص کرتے ہوئے اسی کے لئے دین کو۔

(۴۰) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۵ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۵ (سورہ اعراف ع ۷)

تم لوگ پکارتے رہو اپنے رب کو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے (بھی) بیشک حق تعالیٰ شانہ حد سے بڑھنے والوں کو ناپسند کرتا ہے اور دنیا میں بعد اس کے کہ اس کی اصلاح کر دی گئی فساد نہ پھیلاؤ اور اللہ جل شانہ کو پکارا کرو خوف کے ساتھ (عذاب سے) اور طمع کے ساتھ (رحمت میں) بیشک اللہ کی رحمت اچھے کام کرنے والوں کے بہت قریب ہے۔

(۴۱) وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ص (سورہ اعراف رکوع ۲۳)

اللہ ہی کیواسطے ہیں اچھے اچھے نام پس ان کے ساتھ اللہ کو پکارا کرو۔

(۴۲) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ

اور اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں اور ذرا دھیمی آواز سے بھی اس حالت میں کہ عاجزی بھی

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (سورہ اعراف رکوع ۲۴)

اور اللہ کا خوف بھی ہو (ہمیشہ) صبح کو بھی اور شام کو بھی اور غافلین میں سے نہ ہو۔

جب ان پر اللہ تعالےٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے اللہ پر توکل کرتے ہیں (آگے ان کی نماز وغیرہ کے ذکر کے بعد ارشاد ہے یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں ان کے لئے بڑے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے)

(۴۴) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (سورہ رعد۔ رکوع ۴)

جو اللہ پر ایمان پر لائے اور اللہ کے ذکر سے اُن کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی خاصیت ہے کہ اُس سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔

(۴۵) قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ

آپ فرما دیجئے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام

الاسماء الحسنیٰ ج (سورہ رعد - رکوع ۴)

سے بھی پکارو گے (وہی بہتر ہے) کیونکہ اس کے لئے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔

(۴۷) واذکر ربک اذا نسیت (سورہ کہف رکوع ۴)

اور جب آپ بھول جاویں تو اپنے رب کا ذکر کر لیا کیجئے۔

(۴۸) ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا ج اذ نادی ربہ نداء خفیا۔ (سورہ مریم - رکوع ۱)

یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کی مہربانی فرمانے کا اپنے بندے زکریا (علیہ السلام) پر جب کہ انہوں نے اپنے پروردگار کو چپکے سے پکارا

(۴۹) وادعوا ربی عسیٰ الا اکون بدعاء ربی شقیا (سورہ مریم رکوع ۳)

اور پکارتا ہوں میں اپنے رب کو (قطعی) امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔

(۵۰) اننی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری ہ ان الساعۃ اتیۃ اکاد اخفیہا لتجزیٰ کل نفس بما تسعیٰ ہ (س طٰہٰ - غ ۳)

بیشک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں لیس تم (اے موسیٰ) میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کے لئے نماز پڑھا کرو بلا شبہ قیامت آنے والی ہے میں اس کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائے۔

(۵۰) وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ج (س طٰہٰ - ع ۳)

(حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السّلام کو ارشاد ہے) اور میری یاد میں سستی نہ کرنا۔

(۵۱) وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ق اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ج ۝ (سورہ انبیاء رکوع ۶)

اور مچھلی والے (پیغمبر یعنی حضرت یونس علیہ السّلام کا ذکر کیجیے) جب وہ (اپنی قوم سے) خفا ہو کر چلے گئے اور سمجھے کہ ہم ان پر تنگی نہ کریں گے پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ ہر عیب سے پاک ہیں۔ بے شک میں زیادتی کرنے والا ہوں۔

(۵۲) وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ج ۝ (سورہ انبیاء رکوع ۶)

اور زکریا علیہ السّلام کا ذکر کیجیے جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھے لاوارث نہ چھوڑ (اور یوں تو) سب وارثوں سے بہتر (اور حقیقی وارث) آپ ہی ہیں۔

(۵۳) اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ط وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ (سورہ انبیاء رکوع ۶)

بیشک یہ سب (انبیاء جن کا پہلے سے ذکر ہو رہا ہے) نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور پکارتے تھے ہم کو (ثواب کی) رغبت اور (عذاب کا)

خوف کرتے ہوئے اور تھے سب کے سب ہمارے لئے عاجزی کرنے والے۔

(۵۴) وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (سورہ حج ع ۵)

اور آپ (جنت وغیرہ کی) خوشخبری سنا دیجئے ایسے خشوع کرنے والوں کو جن کا یہ حال ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں۔

(۵۵) اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (سورہ مومنون رکوع ۶)

قیامت میں کفار سے گفتگو کے دوران میں کہا جائیگا کیا تم کو یاد نہیں میرے بندوں کا ایک گروہ تھا (جو بیچارے ہم سے) یوں کہا کرتے تھے اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو بخشدیجئے اور ہم پر رحمت فرمائیے آپ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں پس تم نے ان کا مذاق اڑایا حتی کہ اس مشغلہ نے تم کو ہماری یاد بھی بھلا دی اور تم اُن سے ہنسی کیا کرتے تھے میں نے آج ان کو ان کے صبر کا بدلہ دے دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

(۵۶) رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ

کامل ایمان والوں کی تعریف۔

وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ الایۃ (سورہ نور رکوع ۶) ہیں ہے) وہ ایسے لوگ ہیں کہ اُن کو اللہ کے ذکر سے نہ خرید

عفلت میں ڈالتی ہے نہ فروخت۔

(۵۷) وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ (س عنکبوت ع ۵) اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورہ سجدہ رکوع ۲) ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں اسطرح پر کہ عذاب کے ڈر سے اور رحمت کی امید سے وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں سے خرچ کرتے ہیں پس کسی کو بھی خبر نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا

کیا کیا سامان خزانہ غیب سے محفوظ ہے۔

(۵۸) لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ہ (س احزاب ع ۳) بیشک تم لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود تھا یعنی ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتا ہو (کہ

جب حضور لڑائی میں شریک ہوئے اور جہاد کیا تو اس کے لئے کیا مانع

ہو سکتا ہے۔

(۵۹) وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(سورہ احزاب رکوع ۵)

پہلے سے مومنوں کی صفات کا بیان ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے) اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے

(۶۰) یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝

(سورہ احزاب رکوع ۶)

اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔

(۶۱) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ (سورہ زمر رکوع ۳)

اللہ جل جلالہ نے بڑا عمدہ کلام (یعنی قرآن) نازل فرمایا جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی جس سے ان لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جسکو چاہتا ہے اس کے ذریعہ سے ہدایت فرما دیتا ہے۔

(۶۲) فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ (سورہ مومن رکوع ۲)

پس پکارو اللہ کو خالص کرتے ہوئے اس کے لئے دین کو گو کافروں کو ناگوار ہو۔

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں پس تم خالص اعتقاد کر کے اس کو پکارا کرو۔ (سورہ مومن رکوع ۷)

(۶۳) وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ ہ (سورہ زخرف رکوع ۴)

جو شخص رحمٰن کے ذکر سے (جان بوجھ کر اندھا ہو جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ (ہر وقت) اس کے ساتھ رہتا ہے۔

(۶۴) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کی صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان اور اے حبیب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے

وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ
أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ
فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ
الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ
الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا
عَظِيمًا (سورہ فتح رکوع ۴)

ہیں (اور خشوع خضوع کے) آثار
بوجہ تاثیر سجدہ کے ان کے چہروں
پر نمایاں ہیں - یہ ان کے اوصاف
توراۃ میں ہیں اور انجیل میں جیسا
کھیتی کہ اس نے اول اپنی سوئی
نکالی پھر اس کو قوی کیا پھر وہ کھیتی
اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنہ پر سیدھی
کھڑی ہو گئی کہ کسانوں کو بھلی
معلوم ہونے لگی (اسی طرح صحابہ میں اول ضعف تھا پھر روزانہ
قوت بڑھتی گئی) اور اللہ تعالےٰ نے یہ نشو و نما اس لئے دیا) تاکہ ان
سے کافروں کو جلائے اللہ نے تو ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور
نیک عمل کر رہے ہیں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے -

(۶۵) أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا
أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ
(سورہ حدید رکوع ۲)

کیا ایمان والوں کے لئے اسکا
وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا
کے واسطے جھک جائیں -

(۶۶) فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ
فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا
مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ
كَثِيرًا لَعَلَّهُمْ تُفْلِحُونَ ۝
(سورہ جمعہ - رکوع ۵)

پھر جب (جمعہ کی) نماز پوری ہو چکے
تو (تم کو اجازت ہے کہ) تم زمین پر
چلو پھرو - اور خدا کی روزی تلاش
کرو - (یعنی دنیا کے کاموں میں مشغول

ہونے کی اجازت ہے۔ لیکن اس میں بھی اللہ تعالےٰ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو تاکہ تم فلاح کو پہنچ جاوٴ۔

---

(۶۸) وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا (سورہ جن رکوع ۱)

اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی اور اعراض کرے گا اللہ تعالےٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا

(۶۹) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ۝ إِنَّ هٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ۝ (سورہ دہر رکوع ۲)

اور اپنے رب کا صبح اور شام نام لیتے رہا کیجئے اور کسیقدر رات کے حصّہ میں بھی اس کو سجدہ کیا کیجئے اور رات کے بڑے حصّہ میں اس کی تسبیح کیا کیجئے (مراد اس سے تہجد کی نماز ہے) یہ لوگ (جو آپ کے مخالف

ہیں۔ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے (آنے والے) ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔

(۷) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ (سورۂ اعلیٰ رکوع ۱)

بیشک بامراد ہو گیا وہ شخص جو (برے اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

قارئین کرام مذکورہ بالا آیات کو بار بار پڑھ کر خیرات و صدقات۔ اذکار و افکار کے فضائل و محاسن پر غور کریں۔ کہ رب العزت نے ذاکرین و مصدقین کو کن کن انعامات و اکرامات سے نوازا ہے۔ اور جگہ جگہ خیرات و صدقات کرنے کا اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے۔ صدقاتِ واجبہ کے علاوہ صدقاتِ نافلہ پر اور عباداتِ مستحسنہ پر بے حد ثواب عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جو حضرات یوم عید میلاد النبی اور یوم صدیق۔ یوم فاروق۔ یوم عثمان یوم علی اور دیگر ایام پر خیرات و صدقات کرتے ہیں۔ اور مواعظ و مذاکرے سنتے ہیں۔ اور اذکار کرتے ہیں۔ وہ ان تمام انعاماتِ الٰہیہ کے حق دار ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دوسرا باب

خیرات وصدقات کا احادیث سے ثبوت

(١) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتا ہے کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے

تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَاِنْ
اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً
رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيْ
وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيْ
وَالنَّسَائِيْ۔

تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی
فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم
اور بے گناہ ہیں) تذکرہ کرتا ہوں
اور اگر بندہ میری طرف ایک
بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں
ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا
تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر
آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔

(۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
بُسْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَائِعَ
الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ
فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَسْتَنُّ بِهٖ
قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ
ذِكْرِ اللّٰهِ اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ
شَيْبَةَ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ
وَحَسَّنَهٗ وَابْنُ مَاجَةَ وَ
ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالْحَاكِمُ
وَصَحَّحَهٗ وَالْبَيْهَقِيُّ كَذَا فِيْ

ایک صحابی نے عرض کیا یا
رسول اللہ احکام تو شریعت
کے بہت سے ہیں۔ مجھے ایک
چیز ایسی بتا دیجئے جس کو میں
اپنا دستور اور اپنا مشغلہ بنا لوں
حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ
کے ذکر سے تو ہر وقت رطب
اللسان رہے۔ ایک اور حدیث
میں ہے حضرت معاذ فرماتے ہیں
کہ جدائی کے وقت آخری گفتگو
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

الدارمی وفی المشکوٰۃ بروایۃ الترمذی وابن ماجۃ

ہوئی وہ یہ تھی میں نے دریافت کیا کہ سب اعمال میں محبوب ترین عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس حال میں تیری موت آوے کہ اللہ کے ذکر میں رطب اللسان ہو۔

(۳) عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذھب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم ویضربوا اعناقکم قالوا بلیٰ قال ذکر اللہ اخرجہ احمد والترمذی وابن ماجۃ وابن ابی الدنیا والحاکم وصححہ والبیھقی کذا فی الحصن والحصین

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ

ضرور بتاویں آپ نے ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔

(۴) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیذکرن اللہ اقوام فی الدنیا علی الفرش الممھدۃ یدخلھم اللہ فی الدرجات العلی اخرجہ ابن حبان کذا فی الدر۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ شانہٗ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہٗ جنت کے اعلیٰ درجوں میں ان کو پہنچا دیتا ہے

(۵) عن ابی موسیٰ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لایذکر ربہ مثل الحی والمیت اخرجہ البخاری ومسلم والبیھقی کذا فی الدر والمشکوۃ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے کہ ذکر کرنیوالا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔

(۶) عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوان رجلاً فی حجرہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور

دَرَاهِم يُقَسِّمُهَا وَاٰخر يذكر الله لكان الذاكر الله افضل۔ اخرجه الطبرانی کذا فی مجمع الزوائد رواه الطبرانی فی الاوسط ورجاله وثقوا۔

وہ ان کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے۔

(۷) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ يتحسر اهل الجنة اِلَّا عَلٰى ساعة مرت بهم لم يذكروا الله تعالے فيها اخرجه الطبرانی والبیهقی کذا فی الدر وفی الجامع رواه الطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی الشعب۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی افسوس نہ ہو گا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گذر گئی ہو۔

(۸) عن ابی هريرة وابی سعید انهما شهدا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم انه

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ

قَالَ لا یقعد قوم یذکرون
اللہ الا حفتھم الملائکۃ
وغشیتھم الرحمۃ و
نزلت علیھم السکینۃ
وذکرھم اللہ فیمن عندہٗ
اخرجہ ابن ابی شیبۃ واحمد
ومسلم والترمذی وابن
ماجۃ والبیھقی کذا فی الدر
والحصن والمشکوٰۃ وفی
حدیث طویل لابی ذرؓ اوصیک
بتقوی اللہ فانہ راس الامر
کلہ وعلیک بتلاوۃ القرآن
وذکر اللہ فانہ ذکر لک
فی السماء ونور لک فی
الارض الحدیث ذکرہ فی
الجامع الصغیر بروایۃ
الطبرانی وعبد بن حمید
فی تفسیرہ ورقم لہٗ
بالحسن۔

علیہ وسلم سے سنا ارشاد فرماتے
تھے کہ جو جماعت اللہ کے
ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس
جماعت کو سب طرف سے گھیر
لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانک
لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل
ہوتی ہے اور اللہ جل شانہٗ
ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں افتخار
کے طور پر فرماتا ہے۔

حضرت ابوذرؓ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں
کہ میں تجھے اللہ کے تقوی کی
وصیت کرتا ہوں کہ تمام چیزوں
کی جڑ ہے اور قرآن شریف کی
تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام
کر کہ اس سے آسمانوں میں تیرا ذکر
ہوگا اور زمین میں نور کا سبب
بنے گا۔ اکثر اوقات چپ رہا
کر کہ بھلائی بغیر کوئی کلام نہ ہو

یہ بات شیطان کو دور کرتی ہے اور دین کے کاموں میں مددگار ہوتی ہے۔ زیادہ ہنسی سے بھی بچتا رہ کہ اس سے دل مر جاتا ہے اور چہرہ کا نور جاتا رہتا ہے۔ جہاد کرتے رہنا کہ میری امت کی فقیری یہی ہے۔ مسکینوں سے محبت رکھنا ان کے پاس اکثر بیٹھے رہنا۔ اور اپنے سے کم حیثیت لوگوں پر نگاہ رکھنا اور اپنے سے اونچے لوگوں پر نگاہ نہ کرنا کہ اس سے اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری پیدا ہوتی ہے۔ جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہیں۔ قرابت داروں سے تعلقات جوڑنے کی فکر رکھنا۔ وہ اگرچہ تجھ سے تعلقات توڑ دیں حق بات کہنے میں تردد نہ کرنا اگرکسی کو کڑوی لگے۔ اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ تجھے اپنی عیب بینی دوسروں کے عیوب پر نظر نہ کرنے دے اور جس عیب میں خود مبتلا ہو۔ اس میں دوسرے پر غصہ نہ کرنا۔ اے ابوذر حسن تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقلمندی نہیں اور ناجائز امور سے بچنا بہترین پرہیزگاری ہے اور خوش خلقی کی برابر کوئی شرافت نہیں۔

(۹) عَنْ مُعَاوِیَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ وَنَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے عرض

هدانا للاسلام ومن به علينا قال آلله ما اجلسكم الا ذالك قالوا الله ما اجلسنا الا ذالك قال اما انی لم استحلفكم تهمة لكم ولكن اتانی جبرئیل فاخبرنی ان الله یباهی بكم الملائكة اخرجه ابن ابی شيبة واحمد ومسلم والترمذی والنسائی كذا فی الدر والمشكوة

گیا کہ اللہ جل شانہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد و ثنا کر رہے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا یہ اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا خدا کی قسم اسی وجہ سے بیٹھے ہو صحابہ نے عرض کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بدگمانی کی وجہ سے میں نے تم لوگوں کو قسم نہیں دی۔ بلکہ جبرئیل میرے پاس ابھی آئے تھے اور یہ خبر سنا گئے کہ اللہ جل شانہ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہا ہے

(۱۰) عن انس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من قوم اجتمعوا يذكرون الله لا يريدون بذالك الا وجهه الا ناداهم مناد من السماء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذکر کے لئے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ کی ہی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا

إن توموا مغفوراً لكم قد
بدلت سيئاتكم حسنات
اخرجه احمد والبزار
وابو يعلى والطبراني واخرجه
الطبراني عن سهل بن الحنظلة
ايضا واخرجه البيهقي عن
عبد الله بن مغفل وزاد
ما من قوم اجتمعوا في مجلس
فتفرقوا ولم يذكروا الله
الا كان ذالك عليهم حسرة
يوم القيمة كذا في الدر
قال المنذري رواه الطبراني
في الكبير والاوسط ورواته
محتج بهم في الصحيح وفي
الباب عن ابي هريرة عند
احمد وابن حبان وغيرهما
وصححه الحاكم على شرط
مسلم في موضع وعلى شرط
البخاري في موضع آخر وعزا

کہتا ہے کہ تم لوگ بخشدیئے گئے
اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے
بدل دی گئیں - دوسری حدیث
میں ہے اس کے بالمقابل جو
اجتماع ایسا ہو کہ اس میں اللہ
پاک کا کوئی ذکر ہو ہی نہیں
تو یہ اجتماع قیامت کے دن
حسرت و افسوس کا سبب ہوگا
یعنی اس اجتماع کی بے برکتی
اور اضاعت پر حسرت ہوگی اور
کیا بعید ہے کہ وبال کا سبب کسی
وجہ سے بنجائے - ایک حدیث میں
آیا ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر
نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
پر درود نہ ہو اس مجلس والے
ایسے ہیں جیسے مرے ہوئے گدھے
پر سے اٹھے ہوں - ایک حدیث
میں آیا ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ
ہے کہ اس کے اختتام پر یہ دعا

السیوطی فی الجامع حدیث سھل الی الطبرانی والبیھقی فی الشعب والضیاء ورقم لہ بالحسن وفی الباب روایات ذکرھا فی مجمع الزوائد

پڑھ لے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو بھی مجلس ایسی ہو جس میں اللہ کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ ہو وہ مجلس قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہو گی۔ پھر حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے چاہے مغفرت فرمائے چاہے ——— عذاب فرمادے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مجلسوں کا حق ادا کیا کرو اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر ان میں کثرت سے کرو۔ راہگیروں کو (بوقت ضرورت) راستہ بتاؤ اور (ناجائز چیز سامنے آجائے تو) تو آنکھیں بند کر لو (یا نیچی کر لو کہ اس پر نگاہ نہ پڑے)

(۱۱) عن معاذ بن جبل قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا عمل ادمیٌّ عملاً انجی لہٗ من عذاب القبر من ذکر اللہ اخرجہ احمد کذا فی الدر۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے۔

(۱۲) عن ابی الدرداء رضی
قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لیبعثن
اللہ اقواما یوم القیمۃ فی
وجوھھم النور علی
منابر اللؤلؤ یغبطھم
الناس لیسوا بانبیاء ولا
شھداء فقال اعرابی جلھم
لنا نعرفھم قال ھم المتحابون
فی اللہ من قبائل شتی و بلاد
شتی یجتمعون علی ذکر اللہ
یذکرونہ اخرجہ الطبرانی
باسناد حسن کذا فی الدر و
مجمع الزوائد للمنذری
وذکر ایضا لہ متابعۃ بروایۃ
عمرو بن عبسۃ عند الطبرانی
مرفوعا قال المنذری اسنادہ
مقارب لا باس بہ وفی قصۃ
لحدیث عمرو بن عبسۃ فی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد ہے کہ قیامت کے
دن اللہ جل شانہ بعضی قوموں
کا حشر ایسی طرح فرمائیں گے
کہ ان کے چہروں میں نور چمکتا ہوا
ہوگا وہ موتیوں کے ممبروں پر
ہوں گے۔ لوگ ان پر رشک
کرتے ہوں گے وہ انبیاء اور
شہداء نہیں ہوں گے کسی نے
عرض کیا یا رسول اللہ ان کا
حال بیان کر دیجئے کہ ہم ان کو
پہچان لیں۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ
ہوں گے جو اللہ کی محبت میں
مختلف جگہوں سے مختلف
خاندانوں سے آ کر ایک جگہ جمع
ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر
میں مشغول ہوں دوسری حدیث
میں ہے کہ جنت میں یاقوت کے

الجامع الصغیر بالحسن و فی مجمع الزوائد رجالہ موثقون و فی مجمع الزوائد لبعض ھذا الحدیث مطولا وفیہ حلھم لنا یعنی صفھم لنا شکلھم لنا فتہ وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لسؤال الاعرابی

ستون ہوں گے جن پر زبرجد (زمرد) کے بالاخانے ہوں گے ان میں چاروں طرف دروازے کھلے ہوئے ہوں گے وہ ایسے چمکتے ہوں گے جیسے کہ نہایت روشن ستارہ چمکتا ہے ان بالاخانوں میں وہ لوگ رہیں گے جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے ایک جگہ اکٹھے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے آپس میں ملتے جلتے ہوں۔

(۱۳) عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قال وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر (ترمذی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت کے باغوں پر گذرو تو خوب چرو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں ارشاد فرمایا کہ ذکر کے حلقے۔

(۱۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عجز منکم عن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت کرنے سے اور

الليل ان يكابده وبخل بالمال ان ينفقه وجبن عن العدو ان يجاهده فليكثر ذكر الله رواه الطبراني والبيهقي

بخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کیا جاتا ہو (یعنی نفلی صدقات) اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو اس کو چاہیے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

(١٥) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون رواہ احمد۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔

(١٦) عن ابی هريرة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سبعة یظلهم اللہ فی ظله یوم لا ظل الا ظله الامام العادل والشاب نشأ فی عبادة اللہ ورجل قلبه معلق بالمساجد ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علی ذلك

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ جل شانہٗ اپنی (رحمت کے) سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا جسدن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا۔ ایک عادل بادشاہ دوسرے وہ جوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو تیسرے وہ شخص

وتفرقا عليه ورجل
دعته امرأة ذات منصب
وجمال فقال اني اخاف
الله ورجل تصدق
بصدقة فاخفاها حتى
لا تعلم شماله ما تنفق
يمينه ورجل ذكر الله
خاليا ففاضت عيناه - رواه
البخاري ومسلم وغيرهما
كذا في الترغيب والمشكوٰة
وفي الجامع الصغير برواية
مسلم عن ابي هريرة و
ابي سعيد معا وذكر عدة
طرقه اخرى -

(۷) عن ابي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ينادى مناد يوم القيمة اين
اولوا الالباب قالوا اي اولي الالباب
تريد قال الذين يذكرون الله

جس کا دل مسجد میں ٹنگ رہا
ہو - چوتھے وہ دو شخص جن
میں اللہ ہی کے واسطے محبت
ہو اسی پر ان کا اجتماع ہو اسی
پر جدائی پانچویں وہ شخص جس
کو کوئی حسین شریف عورت
اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ
کہدے کہ مجھے اللہ کا ڈر مانع
ہے - چھٹے وہ شخص جو ایسے
مخفی طریق سے صدقہ کرے کہ
دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو
ساتویں وہ شخص جو اللہ کا
ذکر تنہائی میں کرے اور آنسو
بہنے لگیں -

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک
آواز دینے والا آواز دیگا کہ عقلمند
لوگ کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے
کہ عقلمندوں سے کون مراد ہیں

قیاماً و قعوداً و علی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت هٰذا باطلاً سبحانك فقنا عذاب النار۔ عقد لهم لواءٌ فاتبع القوم لواءهم وقال لهم ادخلوها خالدین اخرجه الاصبهانی فی الترغیب کذا فی الدر

جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے (یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے) اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ آپ نے یہ سب بے فائدہ تو پیدا کیا ہی نہیں ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے۔ اس کے بعد ان لوگوں کے لئے جھنڈا بنایا جائیگا جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور ان سے کہا جائیگا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(۸) عن عبد الرحمٰن بن سهل بن حنیف قال نزلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو فی بعض ابیاته واصبر نفسك مع الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی فخرج یلتمسهم فوجد قوماً

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دولتکدہ میں تھے کہ آیت واصبر نفسک نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس (بیٹھنے کا) پابند کیجئے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ حضور اقدس اس

يذكرون الله فيهم ثائر
الراس وجاف الجلد و
ذو الثوب الواحد فلما
رآهم جلس معهم و
قال الحمد لله الذي
جعل في امتي من امرني
ان اصبر نفسي معهم
اخرجه ابن جرير و
الطبراني و ابن مردويه
كذا في الدر

آیت کے نازل ہونے پر ان
لوگوں کی تلاش میں نکلے ایک
جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے ذکر
میں مشغول ہے بعض لوگ ان
میں بکھرے ہوئے بال ہیں اور
خشک کھالوں والے اور صرف
ایک کپڑے والے ہیں (کہ ننگے
بدن ایک لنگی ان کے پاس ہے)
جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کو دیکھا تو ان کے پاس
بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں
جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان
کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔

(۱۹) عن ابی هريرة قال
قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم فيما يذكر
عن ربه تبارك وتعالى
اذكرني بعد العصر والفجر
ساعة اكفك فيما بينهما

حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم اللہ جل جلالہٗ کا پاک
ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تو
صبح کی نماز کے بعد اور عصر
کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے
یاد کر لیا کر میں درمیانی حصہ

اخرجہ احمد کذا فی اللمعات۔ میں تیری کفایت کروں گا ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر کیا کر وہ تیری مطلب برآری میں معین ہو گا۔

(۲۰) عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالماً او متعلماً رواہ الترمذی وابن ماجۃ والبیہقی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون (اللہ کی رحمت سے دور ہے) مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔

(۲۱) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الاخر اللھم اعط ممسکا تلفا (متفق علیہ مشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے (آسمان سے) اترتے ہیں ایک دعا کرتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما دوسرا دعا کرتا ہے اے اللہ روک کر رکھنے والے کا مال برباد کر۔

(۲۲) عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن آدم اَنْ تبذل الفضل خیر لک وان تمسکہ شر لک ولا تلام علی کفاف وابدأ بمن تعول رواہ مسلم (مشکوٰۃ)۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اے آدم کے بیٹے تو ضرورت سے زائد مال کو خرچ کر دے یہ تیرے لئے بہتر ہے اور تو روک کر رکھے تو یہ تیرے لئے برا ہے اور بقدر کفایت روکنے پر ملامت نہیں اور خرچ کرنے میں جن کی روزی تیرے ذمہ ہے ان سے ابتداء کر کہ ان پر خرچ کرنا دوسروں سے مقدم ہے۔

(۲۳) عن عقبۃ بن الحارث قال صلیت وراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ العصر فسلم ثم قام مسرعا فتخطی رقاب الناس الی بعض حجر نسائہ ففزع الناس من سرعتہ فخرج علیہم فرای انہم قد عجبوا من سرعتہ قال ذکرت شیئا من تبر عندنا

عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی حضور نے نماز کا سلام پھیرا اور تھوڑی دیر بعد اٹھ کر نہایت عجلت کے ساتھ لوگوں کے مونڈھوں پر کو گذرتے ہوئے ازواج مطہرات کے گھروں میں سے ایک گھر میں تشریف لے گئے لوگوں میں حضور کے اس طرح جلدی تشریف لے

جانے سے تشویش پیدا ہوئی کہ نہ معلوم کیا بات پیش آگئی حضور مکان سے واپس تشریف لائے تو لوگوں کی حیرت کو محسوس فرمایا اس پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سونے کا ایک ٹکڑا یاد آ گیا تھا۔

(۲۴) عن ابی ھریرۃ قال قال رجل یا رسول اللہ ای الصدقۃ اعظم اجراً قال ان تصدق و انت صحیح شحیح تخشی الفقر و تامل الغنیٰ و لا تمھل حتی اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان کذا و لفلان کذا و قد کان لفلان (متفق علیہ مشکوۃ)

ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ کونسا صدقہ ثواب میں بڑھا ہوا ہے حضور نے فرمایا یہ کہ تو صدقہ ایسی حالت میں کرے کہ تندرست ہو مال کی حرص دل میں ہو اپنے فقیر ہو جانے کا ڈر ہو اپنے مالدار ہونے کی تمنا ہو اور صدقہ کرنے کو اس وقت تک مؤخر نہ کر کہ روح حلق تک پہنچ جائے یعنی مرنے کا وقت قریب آجائے تو تو یوں کہے کہ اتنا مال فلاں (مسجد) کا اور اتنا مال فلاں (مدرسہ) کا حالانکہ اب مال فلاں (وارث) کا ہو گیا۔

(۲۵) عن ابی ھریرۃ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رجل لا

(بنی اسرائیل کے) ایک آدمی نے اپنے دل میں کہا کہ رات کو چپکے سے صدقہ کرونگا۔ چنانچہ رات کو

لأتصدقن بصدقة فخرج
بصدقته فوضعها في يد
سارق فاصبحوا يتحدثون
تصدق الليلة على سارق
فقال اللّٰهم لك الحمد
على سارق لأتصدقن
بصدقة فخرج بصدقته
فوضعها في يد زانية
فاصبحوا يتحدثون تصدق
الليلة على زانية فقال
اللهم لك الحمد على
زانية لأتصدقن بصدقة
فخرج بصدقته فوضعها
في يد غني فاصبحوا يتحدثون

چپکے سے ایک آدمی کے ہاتھ میں
مال دے کر چلا آیا صبح کو لوگوں
میں آپس میں چرچا ہوا کہ رات
کوئی شخص ایک چور کو صدقہ دے
گیا۔ اس صدقہ کرنے والے نے
کہا یا اللہ چور پر صدقہ کرتے
میں بھی تیرے ہی لئے تعریف
ہے کہ اس سے بھی زیادہ بدحال
کر دیا جاتا تو بھی میں کیا کر سکتا
تھا) پھر اسنے دوبارہ ٹھانی کہ
آج رات کو پھر صدقہ کروں گا
کہ پہلا تو ضائع گیا) چنانچہ رات کو
صدقہ کا مال لے کر نکلا اور اس
کو ایک بدکار عورت کو دے آیا
یہ خیال کیا ہوگا کہ یہ تو چوری کیا کرے گی) صبح کو چرچا ہوا کہ رات
کوئی شخص فلاں بدکار عورت کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا یا
اللہ تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ زنا کرنے والی عورت پر صدقہ
کرنے میں بھی (کہ میرا مال تو اس سے بھی کم درجہ کے قابل تھا) پھر
تیسری مرتبہ ارادہ کیا کہ آج رات ضرور صدقہ کروں گا۔ چنانچہ رات کو

صدقہ لے کر گیا اور اس کو ایک شخص کو دے دیا جو مالدار تھا۔
صبح کو چرچا ہوا۔

(۲۶) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باردوا بالصدقۃ فان البلاء لا یتخطاھا۔
(رواہ رزین مشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صدقہ کرنے میں جلدی کیا کرو اس لئے کہ بلا صدقہ کو پھاند نہیں سکتی۔

(۸) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نقصت صدقۃ من مال وما زاد اللہ عبداً بعفوٍ الا عزا وما تواضع احد للہ الا رفعہ
(رواہ مسلم مشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صدقہ کرنا مال کو کم نہیں کرتا اور کسی خطاوار کے قصور کو معاف کردینا معاف کرنے والے کی عزت ہی کو بڑھاتا ہے اور جو شخص اللہ جل شانہ کی رضا کی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے تو حق تعالےٰ شانہ اس کو رفعت اور بلندی عطا فرماتا ہے۔

(۲۸) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما رجل بفلاۃ من

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص ایک جنگل میں تھا اس نے ایک بادل میں

الارض فسمع صوتاً فی سحابۃٍ
اسق حدیقۃَ فلان فتنحیّٰ
ذالک السحاب فافرغ
ماءَہٗ فی حرۃٍ فاذا شرجۃ
من تلک الشراج قد
استوعبت ذالک الماءَ
کلّہٗ فتتبع الماءُ فاذا
رجل قائم فی حدیقتہ
یحوّل الماء بمسحاتہٖ فقال
لہٗ یا عبداللہ ما اسمک
قال فلانٌ وھو اسمٌ

سے یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے
باغ کو پانی دے اس آواز کے
بعد فوراً وہ بادل ایک طرف
چلا اور ایک پتھریلی زمین
میں خوب برسا وہ سارا پانی
نالے میں جمع ہو کر چلنے لگا یہ شخص
جس نے آواز سنی تھی اس پانی
کے پیچھے چلدیا وہ پانی ایک
جگہ پہنچا جہاں ایک شخص کھڑا ہوا
بیلچہ سے اپنے باغ میں پانی پھیر
رہا تھا اس نے باغ والے سے
پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اس نے
کہا فلاں وہ وہی نام تھا جو بادل
میں سے سنا تھا پھر باغ والے نے

اس سے پوچھا کہ تم نے میرا نام کیوں دریافت کیا اس نے کہا کہ میں نے اس بادل سے
جس (جسکا یہ پانی آرہا ہے) یہ آواز سنی تھی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے
تم اس باغ میں کیا کام کرتے ہو۔ جس کی وجہ سے بادل کو یہ حکم ہوا کہ
اسکے باغ کو پانی دو اس نے کہا جب تم نے یہ کہا تو مجھے بھی کہنا پڑا اسکے اندر جو کچھ پیدا ہوتا
ہے اس کے تین حصے کرتا ہوں ایک تہائی اللہ کے راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور تہائی اپنے
اہل کے لئے رکھتا ہوں۔ اور تہائی باغ کی ضرورت میں لگا دیتا ہوں۔

(٢٩) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم غفر لامرأة مومسة مرت بكلب علی رأس بئر يلهث كاد يقتله العطش فنزعت خفها فأوثقته بخمارها فنزعت له من الماء فغفر لها بذلك قيل ان لنا في البهائم اجرا قال في كل ذات كبد رطبة اجرًا (متفق عليه، مشكوة)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک فاحشہ عورت کی اتنی بات پر بخشش کر دی گئی کہ وہ چلی جا رہی تھی اسنے ایک کنوئیں پر دیکھا کہ ایک کتا کھڑا ہوا ہے جس کی زبان پیاس کی شدت کیوجہ سے باہر نکلی پڑی ہے اور وہ مرنے کو ہے اس عورت نے اپنے پاؤں کا (چمڑے کا) موزہ نکالا اور اس کو اپنی اوڑھنی میں باندھ کر کنوئیں سے پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کیا ہم لوگوں کو جانوروں کے صلے میں بھی ثواب ملتا ہے؟ حضور نے فرمایا ہر جگر رکھنے والے (یعنی جان دار) پر احسان کرنے میں ثواب ہے۔ (مسلمان ہو یا کافر آدمی ہو یا جانور)

(٣٠) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان فی الجنة لغرفا یری ظهورها من بطونها و بطونها من

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جو (گویا آئینوں کے بنے ہوئے ہیں کہ) ان کے اندر کی

ظہورہا قالوا لمن ھی قال لمن اطاب الکلام و اطعم الطعام و ادام الصیام و صلی باللیل والناس نیام اخرجہ ابن ابی شیبۃ و الترمذی وغیرھما کذا فی الدر۔

سب چیزیں باہر سے نظر آتی ہیں اور ان کے اندر سے باہر کی سب چیزیں نظر آتی ہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کن لوگوں کیلئے ہیں؟۔ حضور نے فرمایا جو اچھی طرح بات کریں (یعنی ترش روئی سے منہ چڑھا کر بات نہ کریں) اور لوگوں کو کھانا کھلائیں اور ہمیشہ روزہ رکھیں اور ایسے وقت میں رات کو تہجد پڑھیں کہ لوگ سو رہے ہوں۔

(۳۱) عن اسماء قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انفقی ولا تحصی فیحصی اللہ علیک ولا توعی فیوعی اللہ علیک ارضخی ما استطعت۔ متفق علیہ (کذا فی المشکوۃ)

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ حضور نے ان سے ارشاد فرمایا کہ (خوب) خرچ کیا کر اور شمار نہ کر (اگر ایسا کرے گی) تو اللہ جل شانہ بھی تجھ پر شمار کرے گا اور محفوظ کرکے نہ رکھ (اگر ایسا کرے گی) تو اللہ جل شانہ تجھ پر محفوظ کر کے رکھے گا۔ (یعنی کم عطا کرے گا) عطا کر جتنا بھی تجھ سے ہو سکے۔

(۳۲) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما مسلم کسا مسلما ثوبا علیٰ عری کساہ اللہ من خضر الجنۃ وایما مسلم اطعم مسلما علیٰ جوع اطعمہ اللہ من ثمار الجنۃ وایما مسلم سقیٰ مسلما علیٰ ظمأ سقاہ اللہ من الرحیق المختوم۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی کذا فی المشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو ننگے پن کی حالت میں کپڑا پہنائے گا حق تعالیٰ شانہٗ اس کو جنت کے سبز لباس پہنائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کچھ کھلائے گا حق تعالیٰ شانہٗ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا اللہ جل شانہٗ اس کو ایسی شراب جنت پلائے گا۔ جس پر مہر لگی ہوئی ہوگی۔

(۳۳) عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الساعی علی الارملۃ والمسکین کالساعی فی سبیل اللہ واحسبہ قال کالقائم لا یفتر وکالصائم لا یفطر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بے خاوند والی عورت اور مسکین کی ضرورت میں کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں کوشش کرنے والا اور غالباً یہ بھی فرمایا کہ ایسا ہے

متفق علیہ مشکوٰۃ

جیسا رات بھر نماز پڑھنے والا کہ ذرا بھی سستی نہ کرے اور دن بھر روزہ رکھنے والا کہ ہمیشہ روزہ دار رہے۔

---

(۳۵) عن فاطمۃ بنت قیس قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المال لحقا سوی الزکوٰۃ ثم تلا لیس البر ان تولوا وجوھکم قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ الآیہ رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی کذا فی المشکوٰۃ وقال الترمذی ھذا حدیث

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی حق ہے پھر آپ نے اس ارشاد کی تائید میں سورہ بقرہ کے ۲۲ رکوع کی یہ آیت لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ آخر تک تلاوت فرمائی۔

ليس اسناده بذاك وابوحمزة يضعف وروى بيان
واسمعيل عن الشعبي هذا الحديث قوله وهو
اصح قلت واخرجه ابن ماجه بلفظ ليس في المال حقٌّ
سوى الزكوة وقال العيني في شرح البخاري رواه
البيهقي بلفظ الترمذي ثم قال والذي يرويه اصحابنا
في التعاليق ليس في المال حق سوى الزكوة -

(۳۷) عن بهيسة عن ابيها قالت قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ما الشيء الذي لا يحل منعه قال الماء قال يا نبي الله ما الشيء الذي لا يحل منعه قال الملح قال يا نبي الله ما الشيء الذي لا يحل منعه قال ان تفعل الخير خير لك رواه ابو داؤد كذا في المشكوة

حضرت بہیسہ فرماتی ہیں کہ میرے والد صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ کیا چیز ہے جس کا (کسی مانگنے والے کو دینے سے) روکنا جائز نہیں حضور نے فرمایا پانی میرے والد نے پھر سوال کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نمک۔ میرے والد نے پھر یہی سوال کیا حضور نے فرمایا جو بھلائی تو (کسی کے ساتھ) کر سکے وہ تیرے لئے بہتر ہے۔

(۳۷) عن سعد بن عبادةؓ قال یا رسول اللہ اِنَّ اُمَّ سعد ماتت فای الصدقة افضل قال الماء فحفر بئرًا وقال ھٰذہٖ لاُمّ سعد رواہ مالک و ابو داؤد والنسائی کذا فی المشکوٰة

حضرت سعدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا (ان کے ایصالِ ثواب کے لئے) کونسا صدقہ زیادہ افضل ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی سب سے افضل ہے اس پر حضرت سعدؓ نے اپنی والدہ کے ثواب کے لئے ایک کنواں کھدوا دیا۔

(۳۸) عن ابی ھریرةؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذا مات الانسان انقطع عنہ عملہٗ الا من ثلثة الا من صدقة جاریة او علم ینتفع بہٖ او ولد صالح یدعو لہٗ. رواہ مسلم کذا فی المشکوٰة قلت وابو داؤد والنسائی وغیرھما۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے ایک صدقہ جاریہ دوسرے وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے تیسرے صالح اولاد جو اس کے لئے مرنے کے بعد دعا کرتی رہے۔

(۳۹) عن عائشۃ انھم ذبحوا شاۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما بقی منھا قالت ما بقی منھا الا کتفھا قال بقی کلھا الا کتفھا رواہ ترمذی وصححہ کذا فی المشکوٰۃ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ گھر کے آدمیوں نے (یا صحابہ کرام نے) ایک بکری ذبح کی اور (اس میں سے تقسیم کر دیا) حضور نے دریافت فرمایا کہ کتنا باقی رہا حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ صرف ایک شانہ باقی رہ گیا باقی سب تقسیم ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب باقی ہے۔ اس شانہ کے سوا۔

(۴۰) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ ومن کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یوذ جارہ ومن کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیصمت وفی روایۃ بدل الجار ومن کان یومن باللہ والیوم الاخر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ مہمان کا اکرام کرے اور اپنے پڑوسی کو نہ ستائے اور زبان سے کوئی بات نکالے تو بھلائی کی بات نکالے ورنہ چپ رہے اور دوسری روایت میں ہے کہ صلہ رحمی کرے۔

فلیصل رحمہ۔ متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ۔

(۴۱) عن ابی شریح الکعبی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ جائزتہ یوم و لیلۃ والضیافۃ ثلثۃ ایام فما بعد ذلک فھو صدقۃ ولا یحل لہ ان یثوی عندہ حتی یحرجہ (متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ جل شانہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے مہمان کا جائزہ (خصوصی اکرام) ایک دن ایک رات ہے اور مہمانی تین دن تین رات اور مہمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اتنا طویل قیام کرے جس سے میزبان مشقت میں پڑ جائے۔

(۴۲) عن ابی سعید انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاتصاحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی رواہ الترمذی و ابو داؤد والدارمی کذا فی المشکوٰۃ وبسط فی تخریجہ فی الاتحاف

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ مسلمان کے علاوہ کسی کے ساتھ مصاحبت اور ہم نشینی نہ رکھ اور تیرا کھانا غیر متقی نہ کھائے۔

(۴۴) عن ابی ھریرۃ قال یارسول اللہ ای الصدقۃ افضل قال جھد المقل وابدأ بمن تعول رواہ ابوداؤد وغیرہ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ سب سے افضل صدقہ کیا ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا کہ نادار کی انتہائی کوشش اور ابتدا اس سے کرو جس کی پرورش تمہارے ذمہ ہے۔

(۴۵) عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انفقت المرأۃ من طعام بیتھا غیر مفسدۃ کان لھا اجرھا بما انفقت ولزوجھا اجرہ بما کسب وللخازن مثل ذالک لا ینقص بعضھم اجر بعض شیئًا متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے ایسی طرح صدقہ کرے کہ (اسراف وغیرہ سے) اس کو خراب نہ کرے تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ہے۔ اور خاوند کو اس لئے کہ اس نے کمایا تھا اور کھانے کا انتظام کرنے والے کو (مرد ہو یا عورت) ایسا ہی ثواب ہے۔ اور ان تینوں میں سے ایک کے ثواب کی وجہ سے دوسرے کے ثواب میں کمی نہ ہو گی۔

سوال آپ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ محبوبانِ الٰہی باذن اللہ حاجت روا۔ دافع البلا ہوتے ہیں۔ کیا اعمالِ صالحہ خیرات وصدقات بھی حاجت روا دافع البلاء ہوتے ہیں۔

جواب رب العزت کی عطا سے حضرات انبیاء و اولیاء اپنی حیاتِ ظاہری و باطنی میں خدا کے نیک بندوں کی امداد فرماتے ہیں انہیں دشمنوں کے مظالم سے بچاتے ہیں۔ مصائب کو دفع فرماتے ہیں اس کی تفصیل اسی کتاب کی جلد اول میں ملاحظہ فرمائیں۔ نیز مقدمہ میں بھی چند واقعات بحوالہ کتب عرض کر آئے ہیں یہاں چند واقعات صدقات عرض کرتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ مومن صالح کے خیرات وصدقات بھی دافع البلا ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

● فرشتے۔ یا الٰہی کیا تو نے کوئی چیز پتھر سے بھی سخت پیدا فرمائی ہے۔

ربّ العزت۔ اے فرشتو ہم نے پتھر سے زیادہ سخت لوہا پیدا فرمایا ہے۔

فرشتے۔ یا مولیٰ کوئی چیز لوہے سے بھی سخت ہے۔

ربّ العزت۔ اے فرشتو لوہے سے سخت آگ پیدا کی ہے۔

فرشتے۔ یا مولیٰ کیا کوئی چیز تو نے آگ سے بھی سخت پیدا فرمائی ہے

ربّ العزت۔ اے فرشتو آگ سے سخت ہوا اور ہوا سے سخت پانی ہے۔ اور پانی سے سخت مومن کا صدقہ ہے۔ جو وہ چھپ کر

دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن کا صدقہ خواہ وہ اپنی طرف سے دیا جائے۔ یا اپنے گھر والوں کی طرف سے یا خواہ اپنے اساتذہ و مشائخ کی طرف سے ہر طرح عند اللہ محبوب ہے۔

● یہ بھی معلوم ہوا کہ اس سے تمام آتشی۔ بادی۔ خاکی۔ ہوائی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔ حضور علیہ السّلام فرماتے ہیں۔ کہ صدقہ جاتا ہوا یہ پانچ باتیں اپنے مصدّق سے کہہ کر جاتا ہے۔

(۱) اے مصدّق میں صغیر تھا تو نے مجھے بڑا کر دیا۔

(۲) اے مصدّق آگے تو میرا محافظ تھا اب میں تیرا محافظ ہوں۔

(۳) اے مصدّق پہلے میں تیرا دشمن تھا۔ اب میں تیرا محبوب بن گیا ہوں

(۴) اے مصدّق پہلے میں ایک فانی چیز تھا۔ اب میں باقی رہنے والا ہوں۔

(۵) اے مصدّق پہلے میں تھوڑی چیز تھا تو نے مجھے کثیر کر دیا معلوم ہوا کہ صدقہ مومن کا ہر طرح ناصر و مددگار ہے۔ حافظ و غمگسار ہے حضور علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ صدقہ ستر بلاؤں کو دور فرماتا ہے (جامع صغیر)

اعجاز مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور۔ اے لڑکی یہ تیرا ہاتھ کیوں کر خشک ہو گیا۔ الڑی یہ تو حرکت تک بھی نہیں کر سکتا ہے۔

لڑکی۔ یا رسول اللہ ایک رات میں نے اپنی ماں کو دوزخ میں عذاب ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ بالکل برہنہ جسم تھی۔ اس کے پاس صرف ایک چھوٹا سا ٹکڑا کپڑے کا اور دوسرا ٹکڑا چربی کا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا اماں جان تو دوزخ میں کیسے آگئی۔ اور یہ تیرے پاس دو ٹکڑے کیسے ہیں۔ جن سے تو اپنی شرم گاہ چھپاتی ہے۔

ماں۔ اے بیٹی میں دنیا میں ایک بخیل عورت تھی۔ خیرات و صدقہ نہ کیا کرتی تھی۔ میں نے عمر بھر میں یہی دو ٹکڑے صدقہ کئے تھے۔ میں اپنے بخل کی بنا پر داخل جہنم ہوئی ہوں۔

لڑکی۔ اماں جان میرے ابا جان کہاں ملیں گے۔ وہ یہاں تو کہیں بھی نظر نہیں آتے ہیں۔ اگر ان کا تجھے کوئی پتہ ہے تو خدارا بتا دو۔

ماں۔ اے بیٹی تیرے ابا جان بہت بڑے سخی و کریم تھے۔ وہ تجھے حوض کوثر پر ملیں گے وہ لوگوں کو آب کوثر پلانے پر مقرر ہیں

لڑکی۔ اے ابا جان آپ حوض کوثر پہ لوگوں کو آب کوثر پلانے پہ مقرر ہیں۔ جو بڑی خوشی کا مقام ہے۔ مگر میری ماں دوزخ میں طرح طرح کی مصیبتیں جھیل رہی ہے۔ وہ تو آپ کی بہت فرماں بردار تھی اور آپ بھی اس پہ بڑے راضی تھے۔ آپ مجھے ایک جام حوض کوثر سے عطا فرما دیں تاکہ میں اپنی ماں کو دوزخ میں جا کر پلا دوں وہ پیاس سے مر رہی ہے۔

باپ۔ اے بیٹی یہ آب کوثر سخیوں کا حصہ ہے۔ اس میں سے

کسی بخیل کو دینا حرام ہے - یا رسول اللہ میں نے پھر ایک جام کوثر جیکے قسے بھرا جا کر ماں کو وہ جام کوثر پلا دیا - میرے کان میں غیب سے آواز آئی - اَیَبِسَتْ اللّٰہُ یَدَ لِکِ حَنَتْ سَقَیْتِ الْعَاصِیَۃَ الْبَخِیْلَۃَ مِنْ حَوْضِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم - اے لڑکی خدا تیرا ہاتھ خشک کر ڈالے اَدی تونے تو عاصیہ بخیلہ کو آب کوثر پلا دیا - یا رسول اللہ جب میں خواب سے بیدار ہوئی تو میرا ہاتھ خشک تھا - یہ سن کر حضور علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک اس کے ہاتھ کو لگا دیا - اور دعائے صحت فرمائی - تو اس کا ہاتھ بالکل سلامت ہو گیا - (درۃ الناصحین صہ ۳۶)

اسی روایت پہ مانعین صدقات بار بار غور کریں - جو اولیا کرام کے لئے ایصال ثواب اور موتی کے ختم فاتحہ کو حرام کہہ کر بخل کا پرچار کر کے عند اللہ گنہگار ہوتے ہیں - نیز اس پر مصدقین بھی غور کریں کہ صدقہ وہ چیز ہے - جو دوزخ میں ساتھ رہ کر بھی امداد کرتا ہے حالانکہ بخیلہ دوزخ میں مبتلائے عذاب ہے - مگر وہ دونوں ٹکڑے اس کے پاس موجود ہیں - جو دوزخ میں اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرماتے ہیں -

زیارت رسول

- اگر کوئی مسلمان ربیع الاول شریف کی تمام تاریخوں میں

درودِ ابراہیمی بعد نمازِ عشاء ایک ہزار ایک سو پچیس بار پڑھے۔ تو اسے حضور کی ضرور زیارت ہو گی۔

● - اگر کوئی اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ اسی ماہ میں سوا لاکھ بار پڑھے تو اسے بھی حضور کی زیارت ہوتی ہے

● - اگر کوئی مسلمان آٹھ رکعت نفل ہدیۂ فاطمہ ایک سلام سے ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ گیارہ بار قل شریف پڑھے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تک میں اسے جنت میں داخل نہ کرا لوں گی ہر گز ہر گز جنت میں قدم نہ رکھونگی یہ نماز پندرہ شعبان کی رات کو پڑھیں۔ (فضائل الشہور)

● - اگر کوئی مسلمان چار رکعت نفل یکم محرم الحرام سے لے کر دس محرم تک پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ پندرہ پندرہ بار قل شریف ہدیۂ امامین کریمین حسنین رضی اللہ تعالےٰ عنہما پڑھے۔ کل بروز حشر یہ شہزادگان رسول اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

امامین اور شبلی کا مکالمہ

شبلی - اے شہزادگان رسول - دلبندانِ بتول آج فقیر سے کیا خطا سرزد ہو گئی ہے - جو مجھ سے اعراض فرمایا جاتا ہے - اگر آپ حضرات مجھ سے ناراض رہے - تو پھر میرا تو دین و دنیا میں کوئی بھی ٹھکانہ نہیں ہے۔

شہزادے۔ اے شبلی اچھا تم بتاؤ کیا تم اوّل محرم سے لے کر دس محرم تک ہمارے لئے چار نوافل پڑھ کر ہماری خدمت میں ہدیہ بھیجتے ہو۔

شبلی۔ اے شہزادو واقعی یہ تو میرا ہمیشہ کا معمول ہے۔ ہر سال اوّل محرم سے لے کر یوم عاشورہ تک چار رکعت نماز نفل ہدیہ بنام شہزادگان رسول پڑھتا ہوں۔

شہزادے۔ اے شبلی یہی وہ ہدیہ ہے۔ جس کی وجہ سے ہمیں تمہارے سامنے منہ کرتے ہوئے شرم سی آتی ہے۔ جب تک ہم تجھے اس ہدیہ کا ثواب بروز حشر خدا سے نہ دلا لیں گے۔ ہم کو تم سے شرم ہی آتی رہے گی۔ یاد رہے اس قسم کے ارشادات شفقت و رحمت پر محمول ہیں۔ ورنہ کہاں ہمارا حقیر سا ہدیہ نوافل اور کہاں ان کی ذوات ستودہ صفات۔ شعر۔ ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

لڑکے کی حفاظت

ایک بار اسرائیلی قوم میں سخت قحط پڑا لوگ خوردنی اشیاء کے حاصل کرنے میں سخت پریشان حال تھے۔ ایک دن کوئی اسرائیلی عورت کھانا کھا رہی تھی ایک سوالی نے آکر سوال کیا مگر وہ آخری لقمہ منہ میں ڈال چکی تھی۔

سائل - اے بی بی میں ایک محتاج آدمی ہوں میرے پاس رقم نہیں ہے کہ میں کھانا لیکر کھا سکوں۔ مجھے سخت بھوک لگی ہوئی ہے۔ خدارا ایک لقمہ دے جس سے میری جان بچ جائے۔

عورت - اے مسافر یہی لقمہ تھا۔ جو منہ میں ابھی باقی تھا آپ یہ کھا لیں اور اپنی جان بچا لیں۔ وہ لقمہ لے کر مسافر نے کھا لیا پھر وہ عورت جنگل میں لکڑیاں لینے گئی۔ اپنے شیر خوار بچہ کو ایک جگہ بٹھا دیا اور لکڑیاں جمع کرنے میں مصروف ہو گئی۔ کچھ دیر کے بعد ایک بھیڑیا آیا اور بچہ کو اٹھا کر لے گیا عورت جوش محبت میں بھیڑیے کے پیچھے پیچھے بھاگی۔

رب العزت - اے جبریل تمہیں معلوم ہے کہ فرش زمین پر فلاں جنگل میں ایک عورت کتنی پریشان حال ہے - اس نے میرے نام پر اپنے منہ سے ایک لقمہ نکال کر فقیر کو دیا تھا - آج بھیڑیا اس کے بچہ کو اٹھا لے گیا ہے تم جلدی جاؤ - اور اس بچہ کو بھیڑیے کے منہ سے نکال کر اس بی بی کے حوالہ کر دو اور میری طرف سے فرمانا کہ یہ اس صدقہ کا طفیل ہے جو تو نے ہمارے ایک فقیر کو ایک لقمہ دیا تھا۔ حضرت جبریل آئے اور اس بچہ کو ناپھر سے چھڑایا اور اس بی بی کے حوالہ فرما دیا اور رب العزت کا ارشاد سنایا کہ تو نے منہ سے ایک لقمہ کھانا نکال کر فقیر کو کھلایا ہم نے اس کے بدلہ بچہ کو بھیڑیے سے بچا کر تجھے عطا فرما دیا (ایضاً صفحہ)

معلوم ہوا کہ صدقہ دافع البلیات ہے اس سے بڑی بڑی مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔

صدقہ کی برکت

ایک بار اسرائیلی قوم میں بہت سخت قحط پڑا شہر میں کسی فقیر کو سوال تک کی اجازت نہ تھی جو کوئی فقیر کی خدمت کرتا اسے سزا دی جاتی۔

سائل۔ اے بی بی میں کئی روز سے بھوکا ہوں۔ خدا کے لیے مجھے کھانا کھلا دو۔ تا کہ میری جان بچ جائے۔

لڑکی۔ اے سائل میرا باپ بہت بخیل ہے اگر اس کو پتہ لگ گیا تو وہ مجھے سزا دیگا اچھا تو یہ ایک روٹی لے جاؤ کہیں چھپ کر کھا لینا۔

امیر۔ اے بیٹی سنا ہے کہ تو نے آج ایک فقیر کو کھانا دیا ہے تو میری لڑکی نہیں ہے بلکہ دشمن ہے۔ میری تمام شہر میں بدنامی ہو رہی ہے اچھا اسکی سزا یہ ہے کہ تیرا دایاں ہاتھ قطع کر دیا جائے یہ کہہ کر باپ نے اپنی لڑکی کا ہاتھ کاٹ دیا کچھ دنوں کے بعد امیر مر گیا تمام مال و زر فنا ہو گیا لڑکی محتاج ہو کر بھیک مانگنے لگی۔ ایک امیر کے گھر پہنچی تو مالکہ نے اس سے یوں کہا۔

مالکہ اے لڑکی تو تو بہت بڑی حسین و جمیل ہے کیا تو کسی رئیس کی بیٹی ہے اگر تو کہے تو میں تیری شادی اپنے جوان لڑکے سے کر دوں جسکی صورت چاند جیسی ہے

لڑکی۔ آپا اور اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے۔ اگر میری ایک امیر گھرانہ میں شادی ہو جائے۔ آخر لڑکی کی شادی ہو گئی۔ شام کو میاں بیوی اکٹھے کھانا کھانے لگے تو بیوی نے بایاں ہاتھ نکالا۔

شوہر۔ اے بیگم معلوم ہوتا ہے کہ تو فقیر زادی ہے کیا تجھے اتنی بھی تمیز نہیں ہے

کہ کیا نادا ہیں ہاتھ سے کھانا چاہیے۔ یہ سنکر بیگم رونے لگی کہ میں اب کیا کروں۔ غیب سے اسی وقت ندا ہوئی۔

رب العزت۔ اے لڑکی گبھرانے کی بات نہیں ہے۔ تجھے شوہر سے شرم آتی ہے۔ اور مجھے تجھ سے شرم آتی ہے۔ کیونکہ تیرا دایاں ہاتھ میرے راہ میں کٹا ہے۔ تم اپنا دایاں ہاتھ چادر سے باہر نکالو کوئی فکر نہ کرو۔ جب لڑکی نے دایاں ہاتھ باہر نکالا تو وہ سلامت تھا خدا نے اسے ایک روٹی کے طفیل ہاتھ عطا فرما دیا (یہی مقام) معلوم ہوا کہ صدقہ حاجت روا اور دافع البلا ہے دینی و دنیاوی مشکلات کو حل فرماتا ہے ؎

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا ہرچہ خواہی صرف کن در راہِ او

صدقہ کی کرامت

ایک بہت بڑا ظالم بادشاہ تھا اس نے اعلان کرا رکھا تھا کہ کسی غریب کو سوال کرنے کی اجازت نہیں اگر کوئی سائل کو کچھ دے گا تو اس کا ہاتھ قطع کرایا جائے گا۔

سائل۔ اے بی بی میں ایک نادار آدمی ہوں اور بھوکا ہوں خدارا مجھے کچھ للہ دے۔

لڑکی۔ اے سائل تجھے شاید معلوم نہیں ہو گا ورنہ تو سوال ہمارے شہر میں آ کر ہرگز نہ کرتا ہمارے بادشاہ نے اعلان کر دیا ہے کہ جو کسی فقیر کو کھانا کھلائے گا۔ اس کا ہاتھ قطع کرایا جائیگا۔ اے سائل دیکھو وہ سامنے پولیس کے سپاہی

اسی لئے گشت کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے نا۔

سائل۔ اے نیک خاتون مجھے سب معلوم ہو گیا ہے۔ مگر مرتا کیا نہ کرتا بھوک سے عاجز آکر سوال کرتا ہوں۔ آپ خدارا کچھ دے دیں۔

لڑکی۔ اچھا بڑے میاں لو یہ دو روٹیاں چھپا کر لیجاؤ باہر جا کر کہیں چھپ کر کھالینا۔

سپاہی۔ اے بادشاہ فلاں لڑکی نے میرے سامنے فلاں فقیر کو دو روٹیاں چھپا کر دی ہیں۔ میں نے اسے چھپ کر دیکھ لیا ہے۔

بادشاہ۔ اے سپاہی تو بڑا ہوشیار وفادار آدمی ہے کبھی سپاہی ہوں تو ایسے ہی ہوں اچھا اس لڑکی کو بلاؤ تاکہ جلاد کے سپرد کر دیا جائے۔

لڑکی۔ اے بادشاہ سلامت میں ایک شریف زادی ہوں مجھے بے وقت عدالت میں کیوں بلایا گیا ہے آخر میرا کیا قصور ہے۔

بادشاہ۔ اے لڑکی ابھی تیرا کوئی قصور ہی نہیں ہے۔ کیا تو نے فلاں وقت فقیر کو دو روٹیاں نہیں دیں۔ اچھا اے جلاد اسکا جلدی ہاتھ قطع کر دو۔

خاوند۔ اے بیگم اب میں تجھے ہرگز ہرگز گھر میں آباد نہ کروں گا اپنے بچہ کو ہمراہ لے جا اور میرے گھر سے نکل جا لڑکی روتی ہوئی جنگل کی طرف چل دی اور چلتے چلتے اسے پیاس لگی پانی پینے کے لئے نہر میں داخل ہو گئی۔ پانی جب سینہ تک آگیا تو منہ لگا کر پانی پینے لگی۔ ہاتھ سے لڑکا چھوٹ گیا وہ لڑکے کو پکڑتی ہے مگر پکڑا نہیں جاتا۔

سوار۔ اے لڑکی گبھرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ تمہارا ہاتھ تو سلامت ہو چکا ہے۔ جلدی پکڑ لو۔ جب لڑکی نے دیکھا تو ہاتھ سلامت تھا۔

لڑکی نے خود بھی پانی پیا اور بچہ کو بھی پلایا۔

لڑکی۔ اے سوار آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ آپ تو میرے لئے بہت ہی ایک فرشتہ رحمت بن کر آ گئے ہیں۔ خدا بہت بہت بھلا کرے

سوار۔ میں تیرا وہ دو کوڑی کا صدقہ ہوں جو تو نے فقیر کو دیا تھا۔ میں خدا کی طرف سے تیری مدد کرنے آیا ہوں۔ جاؤ شہر میں اب تمہاری بہت عزت ہوگی۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ شعر

کہن لگا کل تدھ جو دتا اللہ دو ٹی جوڑا
رب نے تیں ول بھیجیا ہیں اک سوار اک گھوڑا

سوال وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے کیا معنے ہیں بعض مولوی صاحبان یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ جس چیز پہ غیر اللہ کا نام لیا گیا وہ چیز حرام ہو جاتی ہے کیا یہ ترجمہ صحیح ہے

جواب اگر غیر اللہ کا نام لینے سے چیز حرام ہو جاتی ہے پھر تو مخالفین کی بھی کوئی دینی و دنیاوی چیز حلال نہیں رہ سکتی ہے۔ مثلاً مسجد اہلحدیث۔ صحیفہ اہلحدیث۔ اخبار اہلحدیث مدرسہ اہلحدیث۔ انجمن اہلحدیث۔ بزم اہلحدیث۔ تفسیر محمدی۔ تفسیر ستاری۔ تفسیر ثنائی۔ مدرسہ دیوبند۔ مسجد دیوبند۔ رسالہ دیوبند۔ قاسم العلوم۔ خیر المدارس۔ جامعہ رشیدیہ۔ جامعہ خلیلیہ

جامعہ اشرفیہ - فتاویٰ اشرفیہ - فتاویٰ رشیدیہ - تذکرہ رشیدیہ - زید کی بکری - عمر کی گائے - خالد کی بھینس - رشید احمد کی بھیڑ - محمد اشرف کا اونٹ - عبد الحمید کا کنواں - عبد المجید کی زمین - نماز جنازہ نماز عید - نماز شب قدر - نماز شب برأت - نماز شب عاشورہ - نماز شب معراج - غرضیکہ ہر چیز ہی پہ غیر اللہ کا نام آتا ہے - پھر تو ہر چیز ہی ان کے لئے حرام ہو گئی - انہیں چاہیے کہ ہر چیز سے علیحدگی کا اعلان کر کے اہلسنت کے سپرد کر دیں ۔

ورنہ خاموش کہ ایں شور و فغاں چیزے نیست

اب ہم قرآن سے تحقیقی جواب عرض کرتے ہیں ملاحظہ ہو -

(۱) وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ - ترجمہ اور وہ حلال جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا حرام ہے - ذبح میں تین چیزوں کو دیکھا جاتا ہے

(۱) ذابح - یعنی ذبح کرنے والا صحیح العقیدہ مومن ہو اگر کسی حلال جانور کو کوئی مشرک یا کافر و مرتد ذبح کر دے تو وہ بھی حرام ہی ہے اگرچہ کافر و مرتد اس حلال جانور کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے - یاد رہے تمام مرتدین کا یہی حکم ہے - اگر کسی کافر و مرتد کے حلال جانور کو کوئی صحیح العقیدہ مومن ذبح کر دے تو وہ حلال ہے -

(۲) مذبوح یعنی وہ جانور جسے ذبح کرنا ہے حلال ہو - اگر خدانخواستہ کوئی صحیح العقیدہ مومن کسی حرام جانور کو خدا کا نام لے کر ذبح کر ڈالے تو اس کے ذبح کرنے سے وہ حرام جانور حلال نہ ہو گا - بلکہ حرام ہی رہیگا

اگر کوئی کافر و مرتد کسی حلال جانور کو خدا کا نام لے کر ذبح کر دے تو وہ حلال جانور بھی حرام ہو جائیگا۔ کیونکہ ذبح کرنیوالا غیر مومن ہے۔
(۱۴) ذبح ذبح کرنے سے پہلے یا بعد کسی غیر اللہ کا نام اس حلال جانور پر پکارا گیا ہو۔ تو اس پکارنے سے وہ حلال جانور حرام نہ ہو گا۔ بلکہ حلال ہی رہیگا۔ مثلاً کسی مشرک نے اپنے لات و عزیٰ یا کسی دیگر دیوی و دیوتا کے نام پر پکارا یا کسی مرتد نے اپنے کسی بزرگ کے نام پر پکارا تو اس پکارنے سے وہ حلال جانور حرام نہ ہو گا۔ بلکہ وہ حلال جانور حلال ہی رہے گا۔ اگر وہ دیوی دیوتا کی نذر کا حلال جانور کوئی صحیح العقیدہ مسلمان قربانی یا عقیقہ یا ولیمہ کے لئے خرید لے تو وہ جائز ہے ہاں ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے جس طرح مشرکین باسم اللات باسم العزّٰی کہہ کر ذبح کیا کرتے تھے تو حرام ہے۔ اس پوری آیت اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں یہی صورتیں بیان ہو رہی ہیں۔ رب العزت فرماتا ہے

(۲) فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ بِاٰیٰتِہٖ مُؤْمِنِیْنَ۔ پس کھاؤ تم ان سے جن پر اللہ کا نام لیا جائے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ معلوم ہوا کہ حلال جانور کو ذبح کرنے والا مومن ہو۔ اگر مومن نہیں ہے تو وہ حلال جانور بھی حرام ہو جائے گا۔ اگرچہ اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔

(۳) وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ - یعنی تمہیں کیا ہوا کہ اس سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ معلوم ہوا کہ وہی حلال جانور حلال ہے جو خدا کے نام پر ذبح کیا جائے ورنہ نہیں اگر کوئی مسلمان خدانخواستہ کسی حلال جانور کو اپنے ماں باپ یا پیرو مرشد یا کسی پیغمبر کے نام سے ذبح کرے تو حرام ہے۔ اگرچہ پہلے وہ قربانی کا بکرا۔ عقیقہ کا دنبہ۔ ولیمہ کا چھترا کہلاتا رہا ہو۔ اگر ذبح سے پہلے یا ذبح سے بعد کسی عزیز یا کسی بزرگ کا نام لیا جائے تو یہ نام لینا مسنون ہے۔ جیساکہ حضور دعا فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ اور حضرت علی حضور کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے اور دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ یہ قربانی حضور کی طرف سے قبول فرما۔ حوالہ آگے آئیگا۔

(۴) مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ - یعنی اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے۔ کان چرا ہوا۔ اور نہ بجار۔ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔ ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں۔ اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں۔ یہ چاروں جانور وہ حلال جانور تھے۔ جنہیں مشرک لوگ اپنے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اور ان کا گوشت۔ دودھ وغیرہ حرام سمجھا کرتے تھے ان کی تردید میں یہ آیت اتری۔ معلوم ہوا کسی حلال جانور کو کسی کیطرف

منسوب کرنے سے وہ حرام نہیں ہوتا ہے۔ حلال جانور اپنی جگہ حلال ہی رہتا ہے۔ اگر وہ حلال جانور کسی کافر یا مرتد سے خرید لیا جائے تو اس کی قربانی یا اس کی نیاز وغیرہ دینی خالصًا لوجہ اللہ جائز ہے۔

(۵) ذبح کی چار صورتیں ہیں نمبروار ملاحظہ ہوں۔

(۱) ذبح سے مقصود صرف خون بہانا ہو۔ اور گوشت تابع ہو اور یہ خون بہانا محض خدا کی رضا کے لئے ہو۔ جیسا کہ قربانی۔ عقیقہ۔ ھدی نذر کا جانور۔ یہ ذبح خالص عبادت ہے۔ مگر اس میں وقت یا جگہ کی شرط ہے۔ کہ قربانی خاص تاریخوں میں جائز ہے آگے پیچھے نہیں اور ھدی حرم میں جائز ہے دوسری جگہ نہیں۔

(۲) چھری کی دھار کی آزمائش کے لئے ذبح کرنا یہ نہ عبادت ہی ہے اور نہ ہی گناہ ہے۔ اگر بسم اللہ سے ہوا تو حلال ورنہ حرام ہے۔

(۳) گوشت کھانے کے لئے ذبح کرنا جیسا کہ بیاہ شادی پر یا فاتحہ سوئم یا عرس اولیاء کرتے ہیں اس میں ایصال ثواب بھی ہو جاتا ہے اور گوشت بھی کھا لیا جاتا ہے۔ یہ بھی جائز ہے۔ ورنہ سالانہ جلسوں اور کانفرنسوں یا مدنہ تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماعوں پر جو جو بکرے چھترے ذبح کرتے ہیں۔ وہ سب حرام ہو جائیں گے۔ کیونکہ بجز خدا۔ عبادت کسی زندہ کی ہو یا مردے کی ہر طرح کفر و شرک ہے۔ فافھموا

(۴) چوتھے غیر اللہ کو راضی کرنے کے لئے ذبح کرنا ہو۔ اور اس میں گوشت مقصود نہ ہو۔ جس طرح کافر و مشرک اپنے بتوں اور اپنے

دیوتاؤں کو راضی کرنے کیلئے ذبح کرتے ہیں اس ذبح سے گوشت بالکل مقصود نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اپنے اصنام و دیوتا کی رضا مقصود ہوتی ہے۔ رب العزت فرماتا ہے۔ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ۔ یعنی حرام ہے وہ جانور جو بتوں پر ذبح کیا جائے۔ یہاں بتوں کی تعظیم کے لئے ذبح کرنا مقصود ہے یہ بھی حرام ہے۔

اگر مخالفین والا معنے کیا جائے تو پھر تمام بیاہ شادی اور عقیقوں کے بکرے اور تمام تجارتی بکرے۔ دنبے۔ چھترے اور تمام سالانہ جلسوں اور تبلیغی جماعت کے اجتماعوں کے بکرے۔ چھترے حرام ٹھہریں گے "لہٰذا مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ پر قیاس کرنا صریح کذب اور بہتان ہے"۔

آپ تو ظلم پہ ظلم کئے جاتے ہیں۔
مجھ سے تاکید پہ تاکید ہے فریاد نہ کر

سوال وَمَا اُهِلَّ کے معنے ہیں جو پکارا گیا اور آپ نے ترجمہ کیا ہے جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یہ ترجمہ غلط ہے وضاحت سے سمجھائیں۔

جواب لفظ کا ایک معنے لغوی ہوتا ہے اور ایک عرفی مثلاً صلوٰۃ کے لغوی معنے ہیں دعا اور عرفی معنے ہیں نماز۔ زکوٰۃ کے لغوی معنے ہیں پاک کرنا اور عرفی معنے ہیں زکوٰۃ ادا کرنا اھلال کے لغوی معنے ہیں پکارنا اور عرفی معنے ہیں غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ یعنی نماز پڑھتے رہو۔

زکوٰۃ دیتے رہو۔ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور وہ جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا۔ اب ہم اس معنے کی تائید میں تفاسیر سے عبارات نقل کرتے ہیں۔

(۱) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اے مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ عَمَدًا لِلْاَصْنَامِ (تفسیر ابن عباس) یعنی جو اللہ کے نام کے بغیر عمداً بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

(۲) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ مَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيْتِ (تفسیر معالم التنزیل) یعنی جو بتوں اور شیاطین کے نام ذبح کیا جائے

(۳) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَی رَفَعَ بِهِ الصَّوْتَ عِنْدَ الذَّبْحِ لِلصَّنَمِ۔ تفسیر بیضاوی۔ تفسیر کشاف۔ تفسیر مدارک۔ تفسیر جامع البیان۔ تفسیر درّ منثور، تفسیر احمدی وغیرہ) یعنی جس پر وقت ذبح بت کا نام لیا جائے۔

(۴) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَيْرِهٖ تَعَالٰی وَالْاِهْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ كَانُوْا يَرْفَعُوْنَهٗ عِنْدَ الذَّبْحِ لِاٰلِهَتِهِمْ (جلالین) یعنی جو اللہ کے سوا بتوں اور باطل معبودوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ اھلال اصل میں آواز بلند کرنا ہے۔ مشرکین اپنے معبودوں کے لئے ذبح کے وقت ان کے نام لے کر آوازیں بلند کیا کرتے تھے۔

(۶) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ مَا ذُبِحَ فَذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ

غَیْرِ اللّٰہِ فَھُوَ حَرَامٌ (تفسیر ابن کثیر) یعنی جو غیر اللہ کے نام پہ ذبح کیا جائے وہ حرام ہے۔

(۷) وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ وَمَا ذُبِحَ لِلْاَنْصَابِ فَسُمِّیَ عَلَیْہِ غَیْرُ اللّٰہِ۔ (تفسیر ابن جریر) یعنی جو غیر اللہ کے نام ذبح کیا جائے۔ اسی طرح تفسیر خازن۔ تفسیر نیشاپوری میں عبارات ہیں۔

(۸) وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اَیْ رَفَعَ الصَّوْتَ عِنْدَ ذَبْحِہٖ لِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ (مسلم شریف جلد اول ص ۳۷۶ دیکھو اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ والی حدیث کے ماتحت) یعنی جانور کے ذبح کرنے کے وقت آواز کو غیر اللہ کے نام سے بلند کرنا۔

(۹) وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ حرام ہے وہ جانور کہ جس پر آواز اٹھاویں۔ یعنی کہیں اس کے ذبح کرنے کے وقت نام سوائے خدا کے (تفسیر موضح القرآن)

معلوم ہوا کہ تمام مفسرین یہی معنے مراد لیتے آئے ہیں۔

(۱۰) وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ (قرآن پارہ ۸) اس جانور کا مت گوشت کھاؤ۔ جس پہ ذبح کے وقت اللہ کا نام نہیں لیا گیا معلوم ہوا کہ یہی معنے قرآن و احادیث اور آثار و تفاسیر اور اقوال فقہاء و مشائخ کے مطابق ہے۔ جو معنے مخالفین کرتے ہیں وہ صریح قرآن و حدیث اور آثار و تفاسیر کے خلاف ہے اگر بقول الیٹان اس معنے کو صحیح سمجھ لیا جائے تو پھر کوئی بھی چیز دینی و دنیاوی

حلال نہیں رہ سکتی ہے۔

سوال میلاد کرنا قرآن وحدیث میں کہاں لکھا ہے اور اس تقریب پہ خوشی کرنا اور خیرات کرنا اور فرش بچھانا جھنڈیاں لگانا۔ روشنی کرنا یہ سب بعد کی رسومات ہیں جن کا قرآن وحدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جواب تم جو اپنے مدارس کے سالانہ جلسے کرتے ہو اور تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماعات کرتے ہو۔ کیا ان کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت ہے۔ پھر تم ان سالانہ جلسوں کی تاریخیں مقرر کرتے ہو۔ اخباروں میں اعلان کرتے ہو۔ دیواروں پر پوسٹر لگاتے ہو۔ اسٹیج کو ہزاروں جھنڈیوں اور بلبوں سے جگمگاتے ہو طرح طرح کے جلسہ گاہ میں گیٹ لگاتے ہو۔ مہمانوں اور مقامیوں کو کھانے کھلاتے ہو۔ انہیں چائے اور سوڈا اور دودھ لسی پلاتے ہو کیا یہ سب حرام ہی سمجھ کر کرتے ہو۔ نیز اپنے مولویوں کے نام لے لے کر نعرے لگاتے ہو۔ ان کے گلے میں ہار ڈالتے ہو۔ ان کے لئے اسٹیج پر کرسیاں نصب کرتے ہو۔ پھر کسی کو صدر۔ کسی کو سیکرٹری قائم کرتے ہو پھر یکے بعد دیگرے تمہارے علمائے دیوبندی اور علمائے اہلحدیث تقاریر کرتے ہیں۔ کیا اس کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت ہے۔ یہ سب کچھ ثواب کے لئے کرتے ہو۔ یا داخل جہنم ہونے کے لئے جب یہ جائز ہے۔ تو جلسہ میلاد النبی کیوں جائز نہ ہوگا۔ کیا تمہارے

مدرسہ کے فارغ التحصیل طلبا کی دستار بندی حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت سے زیادہ باعث رحمت اور موجب برکت ہے۔ آپ ہی فرمائیں یہ حضور سے حسن عقیدت ہے یا کھلی عداوت وبغاوت۔ اعلیحضرت خوب فرماتے ہیں ؎

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی۔
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

یاد رہے لڑکے کی ولادت پر خوشی ہوتی ہے۔ عقیقہ کیا جاتا ہے اور عزیزوں کی دعوت کی جاتی ہے۔ انہیں کھانے کھلائے جاتے ہیں۔ دودھ۔ شربت۔ لسی۔ چائے پلاتے ہیں۔ پھر اسی لڑکے کی شادی پر دعوت ولیمہ کی جاتی ہے۔ بکرے۔ دنبے۔ چھترے ذبح کئے جاتے ہیں۔ عزیزوں کی دعوت کی جاتی ہے۔ انہیں کھانے کھلائے جاتے ہیں۔ انہیں دودھ لسی شربت چائے پلاتے ہیں ان کے لئے روشنی کی جاتی ہے کیا یہ چیزیں حرام ہیں۔ رب العزت فرماتا ہے۔

(۱) وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت کا تذکرہ کرتے رہا کرو۔

(۲) وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ۔ اے میرے بندو شکر ادا کرتے رہا کرو۔ کفران نعمت نہ کیا کرو۔

(۳) قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

اے حبیب تم فرما دو کہ اے میرے بندو اللہ کے فضل اور رحمت کے عطا ہونے پر خوشی منایا کرو۔ معلوم ہوا کہ تحدیث نعمت اور شکر نعمت کرنا اور خدا کے فضل و رحمت کے عطا ہونے پر اظہار مسرّت کرنا۔ کھانے کھلانا اور دودھ لسّی پلانا خیرات و صدقات کرنا جلسے کرنا۔ جلسہ پر روشنی کرنا حاضرین کو قرآن و حدیث سنانا۔ حضور علیہ السّلام کے فضائل و محامد بیان کرنا۔ حضور کی ولادت کا ذکر کرنا۔ درود و سلام پڑھنا۔ اور حاضرین کو تبرک تقسیم کرنا یہ سب تحدیث نعمت۔ اور شکرِ نعمت اور ان پر خوشی کرنا سب اظہار مسرّت ہے جو عین حکم خدا کے مطابق ہے۔ ربّ العزّت فرماتا ہے۔

(۴) لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا۔ (خصائص کبرٰی (مواہب لدنیہ) اے محبوب اگر میں آپ کو پیدا نہ فرماتا تو تمام عالم کو پیدا نہ کرتا۔ معلوم ہوا کہ زمین و آسمان۔ عرش و کرسی۔ لوح و قلم جن و انسان حور و ملک۔ شمس و قمر۔ ستارے اور سیارے۔ شجر و حجر۔ جنت و نار غرضیکہ کل مخلوق حضور کے لئے ہی بنائی گئی ہے۔ حضور کے میلاد کی خوشی میں خدا نے آسمان کا شامیانہ لگایا اور زمین کا فرش بچھایا۔ پھر آسمانی شامیانہ میں روشنی کے لئے چاند۔ سورج۔ ستارے روشن فرما دیئے۔ تاکہ قیامت تک میرے محبوب کی خلقت و ولادت کے طفیل لوگ روشنی لیتے رہیں۔ فرش زمین کو قسما قسم کے گلدستوں۔ یعنی باغوں سے

سجا دیا گیا۔ اور گھاس کا سبز فرش بچھا دیا گیا جو نہایت خوش رنگ اور سکون بخش ہے۔ جو دل کو فرحت اور آنکھوں کو جلا بخشتا ہے۔ یہ سب کچھ خدا نے حضور علیہ السّلام کی خلقت و ولادت کی خوشی میں پیدا فرمایا ہے ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو۔
جان ہیں وہ جہان کی جان نہیں تو جہان نہیں۔

حضور کی ولادت کی خوشی خود ربّ العزت نے کی اور تمام انبیاء و مرسلین نے کی۔ حضور کے میلاد کی خوشی ملائکہ نے کی۔ جنّات نے کی یہود و نصاریٰ نے کی حیوانات نے کی شجر و حجر در و دیوار نے کی انبیاء و مرسلین نے حضور کی ولادت پر حضرتِ سیدہ کو آکر مبارک بادیں پیش کیں۔ فرشتوں اور حوروں نے سلامی دی۔ درود و سلام پڑھے۔ غرضیکہ تمام اہل جہان نے حضور کے میلاد کی خوشی کی سوائے ابلیس کے۔

معلوم ہوا کہ حضور کے میلاد پر اظہار خوشی کرنا سنّتِ الٰہیہ اور سنّتِ انبیاء اور سنّتِ ملائکہ اور سنّتِ حورانِ بہشتی اور سنّتِ تمام اہل جہان ہے اور میلاد شریف سے نفرت کرنا سنّتِ ابلیس ہے۔ ہم نے اپنی کتاب میلادِ رسولِ رحمانی میں حضور کی ولادت با سعادت پر یوں سلام عرض کیا ہے ؎

مصطفےٰ نورِ وحدت پہ لاکھوں سلام ۔۔۔ شمع بزمِ رسالت پہ لاکھوں سلام
نور سے جس کے پیدا ہوا سب جہاں ۔۔۔ اس کی چشمِ عنایت پہ لاکھوں سلام

عرش پہ جسکا اسم گرامی لکھا — اس کی بے مثل عظمت پہ لاکھوں سلام
جسکا نبیوں سے کلمہ پڑھایا گیا — اس کی بے مثل عزت پہ لاکھوں سلام
جسکو مختارِ کونین حق نے کیا — اس کی غالب حکومت پہ لاکھوں سلام
جس کی کھاتا ہے حق ہر ادا کی قسم — اس کی توقیر و عزت پہ لاکھوں سلام
جلوہ گر پشتِ آدم میں تھا جسکا نور — اس کی شانِ خلافت پہ لاکھوں سلام
جس کی برکت سے آدم کو سجدہ ہوا — اس کے فیضِ رسالت پہ لاکھوں سلام
جس کی رحمت سے بیڑا ترا نوح کا — اس کی چشمِ حمایت پہ لاکھوں سلام
الغرض جس سے نبیوں کو عظمت ملی — اس کی شانِ سیادت پہ لاکھوں سلام
ابوبکر و عمر اور غنی و علیؓ — جملہ اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام
اولیاء - اصفیا - اتقیا - اذکیا — آپ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

تم سے ہمدم ملائک کہیں ہاں پڑھو
مصطفےٰ نورِ وحدت پہ لاکھوں سلام

(۵) حضرت ابو قتادہ نے حضور علیہ السّلام سے یوم اثنین یعنی پیر کے روزہ کی بابت سوال کیا فَقَالَ فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ ۔ (مشکوٰۃ جلد اول باب صیام التطوّع ص۱۳۶ ۔ حضور نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اُسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔

معلوم ہوا کہ یوم میلاد اور یوم قرآن منانا اس دن روزہ رکھنا سنتِ رسول ہے۔ حضور اپنی یادگار ہمیشہ روزہ رکھ کر مناتے رہے یادگار منانے کے کئی طریقے ہیں۔ صومِ میلاد شریف۔ ذکر میلاد شریف۔

جلسۂ میلاد شریف ۔ ختمِ میلاد شریف ۔ یعنی محفلِ میلاد میں تبرک تقسیم کرنا ۔ طعام میلاد شریف ۔ یعنی مجلسِ میلاد شریف پر لوگوں کو کھانا کھلانا ختمِ قرآن ۔ میلاد شریف پر لوگوں کو جمع کر کے قرآن ختم کرانا اس کا ایصال حضور کے لئے کرنا ۔ جیسا کہ حضرتِ علی مرتضیٰ ہمیشہ حضور کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے ۔ حوالہ آگے آئے گا ۔

(۶) جب دشمنِ رسول ابولہب مر گیا اسے حضرتِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا اس سے پوچھا کہ اے ابولہب سنا تیرا کیا حال ہے وہ بولا اے عباس میرا حال تو بہت برا ہے ۔ اِنِّیْ سُقِیْتُ فِیْ ھٰذِہٖ بِعِتَاقَتِیْ ثُوَیْبَہ ۔ (بخاری شریف جلد دوم کتاب النکاح باب وامھاتکم ص ۷۶۴) ۔ بے شک میں اس انگلی سے پانی پلایا جاتا ہوں ۔ اس سبب سے کہ میں نے اس سے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا ۔ معلوم ہوا کہ اگر حضور کے میلاد شریف کی خوشی کوئی کافر و مشرک بھی کرے تو خدا اسے بھی میلاد شریف کی دنیاوی و اخروی برکتوں سے محروم نہیں رکھتا ہے ۔ جیسا کہ حضرتِ عباس فرماتے ہیں ۔ ابولہب خود بھی اعتراف کرتا ہے ۔

یاد رہے ۔ یہ خوشی صرف بھتیجا سمجھ کر کی تھی جو عوام کیا کرتے ہیں ۔ مسلمان تو حضور کو خدا کا محبوب مکرّم اور رسولِ معظم سمجھ کر خیرات و صدقات کرتے ہیں ۔ اور میلاد النبی پر تبرکات تقسیم کرتے یہ حضور کے میلاد کی برکات سے کس طرح محروم رہ سکتے ہیں ؟

مصطفےٰ تیری رحمت پہ لاکھوں سلام

(۷) حضرتِ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب محدّثِ دہلوی نے خبر دی کہ میں ربیع الاوّل شریف میں حضور علیہ السّلام کے لئے کھانا پکایا کرتا تھا۔ ایک سال میلاد شریف کے دنوں میں مجھے کوئی چیز میسّر نہ آئی۔ سوائے بھنے ہوئے چنوں کے پس وہ چنے ہی میں نے لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ فَرَأَیْتُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ بَیْنَ یَدَیْہِ ھٰذِہِ الْحِمَصُ مُتَبَہِّجًا بَشَّاشًا۔ (دُرِّ ثمین مصنفہ شاہ ولی اللہ محدّثِ دہلوی رح) یعنی میں نے حضور کی زیارت کی اور وہی میرے چنے حضور کے آگے رکھے ہوئے تھے اور حضور بہت ہی خوش نظر آتے تھے۔

معلوم ہوا کہ یہ عمل میلاد شریف کا بڑے بڑے محدثین کرتے آئے ہیں۔ اسے بدعت کی رسومات کہنا قرآن و حدیث اور عمل امتِ مصطفےٰ سے جاہل ہونا اور محروم القسمت ہونا ہے۔ کیا اپنے بچوں کی ولادت کی خوشی سے حضور کی ولادت کی خوشی کم ہے ہرگز ہرگز نہیں ؎

چہ نسبت خاک را بعالمِ پاک۔

(۸) بعض مشائخ کرام نے حضور علیہ السّلام کی خواب میں زیارت کی اور حضور سے عرض کیا۔ حضور یہ جو حضور کے میلاد شریف کی خوشی میں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے یہ عمل حضور کے نزدیک کیسا ہے۔ یہ سن کر حضور نے ان بزرگوں کو فرمایا۔ مَنْ فَرِحَ بِنَا فَرِحْنَا بِہٖ

جو ہمارے ذکر سے خوش ہوتا ہے۔ ہم اس سے خوش ہوتے ہیں۔
(کتاب فتح اللہ فی مولد خلق اللہ ص ۱۶۰)

معلوم ہوا کہ حضور ان لوگوں سے بہت خوش ہیں۔ جو حضور کے میلاد شریف پر خیرات کرتے ہیں۔ قرآن پڑھاتے ہیں۔ وعظ و کلام سنتے اور سناتے ہیں نعت خوانی کرتے اور کراتے ہیں۔ سلام و قیام کرتے ہیں سے

مصطفٰے کی ولادت پہ لاکھوں سلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسرا باب

خیرات و صدقات کا قرآن و حدیث و تفاسیر سے ثبوت

سوال - کیا خدا نے انبیاؑ و مرسلین کی یادگاریں منانے کا حکم دیا ہے - ہرگز نہیں - جب قرآن میں انبیاؑ و مرسلین کی یادگاریں منانے اور ان کے حالاتِ زندگی اور فضائل بیان فرمانے کا حکم نہیں فرمایا تو صحابہؓ و اہلبیتِ کرام اور اولیائے عظام کے اعراس کرنے اور ان کے حالاتِ زندگی بیان کرنے اور سننے کیسے جائز ہو سکتے ہیں - قرآن سے ثبوت دیں -

جواب - حضرات انبیاؑ و مرسلین کے حالاتِ ولادت یعنی ان کے میلاد شریف اور ان کے حالات وفات یعنی اعراس مبارکہ کا خود ذکر رب نے فرمایا ہے اور ان کے حالاتِ ولادت اور حالات زندگی اور حالاتِ وفات کو بیان فرمانا اور سننا سنانا باعثِ رحمت موجب برکت اور سلامتی کا سبب ہے - آیات ملاحظہ ہوں - ربّ العزت

ارشاد فرماتا ہے

(۱) اللہ نے یحییٰ علیہ السلام کی شان میں فرمایا۔ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ط۔ اور اس پر سلام ہے۔ خدا تعالےٰ کا جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ فوت ہوا اور جس دن وہ زندہ ہو کر اٹھے گا۔

معلوم ہوا کہ انبیاء و مرسلین کے ایام ولادت اور ایام وفات اور ایام بعث رحمت والے اور برکت والے ہیں۔ جب یہ ایام قرآنی حکم سے سلامتی اور برکت والے ہوئے جو اعمال صالحہ اور خیرات و صدقات ان ایام میں کیے جائیں گے رب العزت خوش ہوگا اور عاملین کو زیادہ ثواب عطا فرمائے گا۔

(۲) اللہ تعالےٰ اس جگہ سورۂ مریم میں حضرت عیسیٰ کا قول نقل فرماتا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ط سلام ہو اوپر میرے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں وفات پاؤنگا اور جس دن میں زندہ ہو کر اٹھوں گا (مریم) معلوم ہوا کہ انبیاء و مرسلین کے ایام ولادت اور ایام وفات اور ایام بعث سلامتی اور برکت والے ہیں۔ ان کے مقدس وجود بھی برکت والے ہیں۔ اور ان کے مقدس مکانات جہاں وہ پیدا ہوئے اور جہاں فوت ہوئے اور جہاں وہ دفن ہوئے۔ یعنی ان کے مزارات بھی برکت اور عظمت والے ہیں۔ ان کا میلاد پڑھنا۔ ان کا عرس

کرنا یعنی ان کے یوم وفات کے دن ان کے حالاتِ زندگی بیان کرنا کھانا کھلانا یہ سب امورِ برکت ہیں۔

معلوم ہوا کہ انبیاءؑ و اولیاء کے ایّام ولادت اور ایّام وفات برکت و عظمت والے ہوتے ہیں جو اعمالِ صالحہ ان ایام میں کیے جائیں گے وہ عند اللہ قابلِ قبول اور باعثِ رحمت و برکت ہونگے اب آگے ہم خود عرض کرتے ہیں۔ کہ ربّ العزّت نے انبیاءؑ و مرسلین کے قرآن کریم میں خود حالاتِ زندگی بیان فرمائے۔ حضور علیہ السّلام اور حضور کی امت کو حکم دیا کہ تم بھی ان کے حالات ہمیشہ قرآن پڑھ کر سناتے رہو۔ وہ آیات ملاحظہ ہوں۔

(۳) وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً

اے حبیب یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں کو فرمایا کہ بے شک میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ آگے ترجمہ شاہ عبد القادر ملاحظہ ہو۔ اور یاد کر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم یعنی لوگوں کے آگے بیان کر کہ جب کہا پروردگار تیرے نے فرشتوں کو کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

معلوم ہوا کہ انبیاءؑ و مرسلین کے فضائل و خصائص اور حالات و واقعات بیان فرمانا سنّتِ الٰہیہ اور سنّتِ مصطفٰے ہے۔ جب ربّ العزّت نے اپنی ربوبیّت کو اولادِ آدم سے منوایا وہ واقعہ یوں ارشاد فرمایا گیا۔ اور اس واقعہ الست کا اعلان بھی حضور علیہ

السّلام کی ہی زبان سے کرایا گیا۔ کہ اے محبوب فرمان تو میرا ہے اور زبان تمہاری ہو۔ ارشاد ہوتا ہے۔

(۴) وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا

اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے ربّ نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا۔ کہ کیا میں تمہارا رب نہیں۔ سب بولے کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہوئے۔ یہ عہدِ میثاق تمام اولادِ آدم یعنی انبیأ و مرسلین اولیأ و مومنین منافقین و کافرین سب سے ہی لیا گیا تھا۔ اوّل بلیٰ ہمارے حضور علیہ السّلام نے کہا پھر حضور سے سنکر انبیأ و مرسلین نے کہا پھر انبیأ و مرسلین سے سنکر دوسرے لوگوں نے کہا مومنین نے خوشی سے کہا منافقین نے مجبوراً کہا۔ معلوم ہوا کہ عہد میثاق کا پورا واقعہ حضور کو یاد تھا۔ جبھی تو یاد دلایا جارہا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو تمام انبیأ و مرسلین کا تفصیلی علم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو تمام اولیأ و مومنین و منافقین اور کافرین کا پورا پورا علم ہے ورنہ اِذْ نہ فرمایا جاتا

(۵) آگے ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا

اَنَا مَعَکُمۡ مِنَ الشّٰھِدِیۡنَ فَمَنۡ تَوَلّٰی بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفَاسِقُوۡنَ ۔ اے حبیب یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب وحکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمّہ لیا۔ سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں ۔ پس جو کوئی اس کے بعد پھرے وہی فاسق ہے ۔

معلوم ہوا کہ یہ عہد حضور کے لئے لیا گیا تھا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور نبی الانبیاء ہیں ۔ آپ ہی تمام کے رسول ہیں ۔جبھی تو شبِ معراج تمام انبیاء و مرسلین کو حضور نے نماز پڑھائی اور حضور سے فیوضات و برکات حاصل کئے ۔ حضور کا جلسہ شبِ معراج منایا ۔خطبات پڑھے ۔حضور کی تعریف کی ۔دیکھو ہماری کتاب معراج سبحانی ۔معلوم ہوا کہ عہدِ میثاق الستُ اور عہدِ میثاقِ انبیاء کو بیان کرنا سنتِ خدا اور سنتِ مصطفٰے ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ پیدائش آدم ۔ اور مکالمہ خدا و ملائکہ بیان کرنا بھی سنتِ خدا اور سنتِ مصطفٰے ہے ۔عہدِ میثاق میں انبیاء و اولیاء اور مؤمنین کی تعریف ہو رہی ہے ۔ اور کافرین و منافقین کی تردید

ہو رہی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السّلام خدا کے نائبِ اعظم خلیفہ اکرم ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین حضور کے نائبین ہیں اور حضور کے واسطے سے نائبینِ خدا ہیں کیونکہ حضور علیہ السّلام امام الانبیاء نبی الانبیاء ہیں۔ آگے حضرت آدم علیہ السّلام اور قابیل و ہابیل کا واقعہ یاد دلایا جاتا ہے بغور ملاحظہ ہو۔

(۶) وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ۔ اے حبیب انہیں آدم کے دو بیٹوں کا حال پڑھ کر سناؤ۔ جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی۔ معلوم ہوا کہ قربانی بڑی پرانی یادگار ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی کو بیان کرنا سنتِ رسول ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز کام کے لئے نیاز جائز ہے وہ عند اللہ قبول ہے اور حرام کام کے لئے نیاز حرام ہے۔ وہ عند اللہ نامقبول ہے۔ حضور خود اپنی طرف سے اور اپنی آل اور امت کی طرف سے قربانی فرمایا کرتے تھے پھر اس کا ثواب امت کے نام ایصال فرما دیا کرتے تھے دعا فرمایا کرتے۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَعَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ (بخاری)

(۷) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا

وَرَفَعْنٰهُ مَکَانًا عَلِیًّا۔ اے حبیب کتاب میں ادریس کا حال
بیان کرو۔ بے شک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں بتانے والا ہم
نے اسے بلند مکان پر اٹھایا۔ یہاں ربّ العزت نے حضور کو حکم
فرمایا ہے کہ آپ ادریس کا حال بیان فرماؤ۔ معلوم ہوا کہ انبیاء و مرسلین
کے حالات بیان کرنا حکم الٰہی کی تعمیل اور سنت رسول کی تکمیل
ہے۔ اسے حرام کہنا جہالت ہے۔

(۸) وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا۔
اے محبوب کتاب میں ابراہیم کو یاد فرماؤ وہ صدیق نبی تھا۔
ربّ العزت نے ولادت سے لے کر وفات تک کے حالات بیان فرمائے
ولادت کے حالات بیان فرمانا میلاد شریف ہے۔ وفات کے حالات
بیان فرمانا یہ عرس ابراہیم ہوا کیونکہ یوم وفات کو عرس کہا جاتا ہے
عرس پر صاحب عرس کے حالات اور دیگر مسائل ہی تو بیان ہوتے ہیں
ذکر میں واقعات ولادت۔ حالات زندگی۔ واقعات وفات
سب ہی داخل ہیں۔ آج بھی سالانہ جلسہ مدرسہ دیوبند اور جلسہ
جامعہ محمدیہ۔ جامعہ رشیدیہ۔ اجتماع تبلیغی جماعت پر یہی کچھ
ہوتا ہے۔ تمام مقررین دیوبندی اور وہابی اپنے اپنے اکابر کے حالات
زندگی۔ ان کی ولادت۔ ان کی وفات بیان کرتے ہیں۔ بکرے جھوٹے
جلسہ دیوبند اور جلسہ اہلحدیث پر ذبح ہوتے ہیں۔ کھانے کھلائے
جاتے ہیں۔ اکابر دیوبندیہ اور اکابر وہابیہ کے تبلیغی کارنامے بیان

کئے جاتے ہیں۔ یہی کچھ میلادوں اور عرسوں پر ہوتا ہے۔ جن چیزوں کو وہ اپنے لئے حلال کہتے ہیں اور انہیں چیزوں کو انبیاؑ و اولیاؒ کے لئے حرام۔ نجس العین کہتے ہیں ؎

ہم اگر آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ اگر قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(۹) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمٰعِيلَ إِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا۔ اے محبوب تم کتاب میں اسماعیل کا حال بیان فرماؤ بے شک وہ سچا وعدہ کرنے والا اور رسول نبی تھا۔ یہاں حضرتِ اسماعیل کا حال بیان فرمانے کا حکم ہو رہا ہے۔ حضرتِ اسماعیل کے بھی قرآن کریم نے تفصیل سے حالات بیان فرمائے۔ قربانی کا واقعہ آپ کی ہی یادگار ہے۔ یہ قربانی کی یادگار بھی یعنی دسویں ذوالحجہ کو ہی منائی جاتی ہے۔ گیارہویں حرام سمجھنے والوں کو چاہیئے کہ وہ اس گیارہ کو چھوڑ کر بارہ کو کیا کریں ورنہ قربانی بھی ان کی گیارہویں کی نہ بن کر حرام ہو جائے گی ؎

خیر خرید اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

(۱۰) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ط
اے محبوب کتاب میں موسیٰ کا ذکر فرماؤ۔ بیشک وہ چنا ہوا رسول تھا۔ ربّ العزت نے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا پورا میلاد شریف ذکر فرمایا ہے۔ پھر تمام حالات تفصیل سے بیان فرمائے ہیں

یہی کچھ یوم عید میلاد النبی پہ ہوتا ہے۔ حضور کا واقعہ ولادت اور حضور کی سیرت اقدس بیان کی جاتی ہے۔ پھر جو کچھ تبرکات ہوتے ہیں خالصًا لوجہ اللہ حضور اور دیگر انبیاؑ و اولیاؑ کے لئے ایصال کرتے ہیں اور خیرات و صدقات کرنے والوں کے حق میں بھی دعائے خیر کر دی جاتی ہے۔ یہی کچھ اولیاؑ اللہ کے عرسوں پر ہوتا ہے۔

(۱۱) وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْاَیْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ۔ اے محبوب ہمارے خاص عبد داؤد نعمتوں کا ذکر فرماؤ۔ بیشک وہ بہت رجوع فرمانے والا تھا۔ آگے پورا واقعہ بیان ہو رہا ہے اور آپ کے تمام حالات تفصیل سے بیان ہو رہے ہیں۔

(۱۲) وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَیُّوْبَ ۔ اے محبوب ہمارے بندہ ایوب کا حال یاد فرماؤ۔ آگے پورا امتحان کا حال بیان ہو رہا ہے۔ آج اکثر واعظین اپنے وعظوں میں آپ کا ہی حال صبر بیان فرما کر صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ کہ مصائب میں صبر کرنا سنت انبیاؑ ہے۔ قوم نے ان پہ کیا کیا ظلم ڈھائے اور آپ کو کافروں نے کسقدر ستایا مگر پھر بھی آپ ثابت قدم رہے۔ معلوم ہوا کہ حالات انبیاؑ بیان کرنا ثواب۔ موجب رحمت اور باعث برکت ہیں جیسا کہ اکثر یہ لوگ اپنے مدارس کے سالانہ جلسوں۔ اجتماعوں۔ کانفرنسوں میں کرتے رہتے ہیں۔ اور قرآنی آیات جو خیرات و صدقات پر شامل ہیں اور تمام احادیث جو خیرات و صدقا پر شامل ہیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور لوگوں کو خیرات کرنے کی اپنے

اجتماعوں اور جلسوں اور کانفرنسوں میں خوب ترغیب دے کر چندہ وصول کرتے ہیں اگر وہی آیات وہی احادیث میلادوں اور عرسوں اور سالانہ جلسوں پر اہلسنت پڑھیں۔ تو یہ میلاد بھی ناجائز اور عرس بھی ناجائز اور سنّی مدرسہ کے لئے خیرات بھی ناجائز حسد و عناد کی بھی انتہا ہو گئی ہے۔

(۱۳) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ ۔ اے محبوب یاد کرو کتاب میں مریم کا حال۔ حضرت جبریل کا آنا۔ حمل کا ٹھہرنا۔ حضرت عیسیٰ کی ولادت یہودیوں کا طعن۔ حضرت عیسیٰ کا کلام فرمانا اور اپنے فضائل و محاسن بیان فرمانا پھر یہ فرمانا کہ میرا یوم ولادت بھی سلامتی والا اور میرا یوم وفات بھی سلامتی والا ہے۔ یعنی میرا یوم میلاد بھی برکت والا اور یوم عرس بھی برکت والا ہے۔

اس قسم کی اور بھی بے شمار آیات ہیں۔ جن میں اللہ والوں کے حالات اور ان کے صفات و کمالات کا ذکر فرمایا ہے جو ان کے دشمن تھے۔ ابلیس۔ نمرود۔ شدّاد۔ فرعون۔ ہامان۔ قارون۔ یہود و نصاریٰ کفار و مشرکین وغیرہ وغیرہ سب کی تردید اور مذمّت فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء کی تعریف کرنا اور کفار و مشرکین کی مذمّت کرنا یہی سنتِ خدا اور سنتِ مصطفےٰ اکثر آیات میں یہی ملے گا۔ جہاں پر خدا نے اپنے محبوبوں کی تعریف بیان کی ہے۔ وہاں ساتھ ساتھ ان کے دشمنوں کفار و منافقین کی بھی تردید فرمائی ہے۔ غرضیکہ ربّ العزت

نے یا تو انبیاؑ و اولیاؑ کے حالات یاد دلا کر اپنے عذاب سے ڈرایا ہے
کہ اے ایمان والو انبیاؑ و اولیاؑ کی فرمانبرداری کرو اور کافروں اور
منافقوں کی بد صحبت سے بچو۔

معلوم ہوا کہ ایام انبیاؑ و اولیاؑ کو منانا اور ان پہ خیرات و صدقات
کرنا جائز و مستحسن ہے۔ جیسا کہ سالانہ جلسوں اور عرسوں پہ ہوتا
رہتا ہے۔

سوال ان آیات سے تو صرف اتنا ثابت ہوا کہ ایام انبیاؑ
و اولیاؑ خواہ وہ یوم ولادت ہوں یا ایام وفات
یا ان کے حالاتِ زندگی بیان کرنا یہ سب کچھ عین قرآن کے موافق
باعثِ برکت اور موجب رحمت ہے اور یہ بھی سمجھ میں آ گیا کہ ایامِ ولادت
انبیاؑ کو میلاد شریف کہتے ہیں۔ کیونکہ میلاد۔ ولادت سے ہی تو ماخوذ ہے
مگر عرس کے معنے کا پتہ نہیں چلا کہ اللہ والوں کے یوم وفات کو
عرس کیوں کہتے ہیں۔ یوم عرس کے معنے تو ہوئے یوم مسرت مگر
اللہ والوں کے یوم وفات کو تو یوم غم کہنا چاہیئے۔ نہ کہ یوم عرس
اسے خوب وضاحت سے دلائل کے ساتھ بیان فرمائیں۔ کیونکہ بعض
مولوی صاحبان نے عرس گیارھویں کو حرام لکھا ہے۔

جواب حرام اور حلال کے لئے دلائل شرعی کا بیان کرنا ضروری
ہے۔ حلال و حرام وہ چیز ہے۔ جسے خدا اور اس کے
رسول نے حرام فرمایا یا حلال اپنی طرف سے حلال کو حرام کہنا اور حرام

کو حلال کہنا صریح جہالت اور بے ایمانی ہے۔ ربّ العزت فرماتا ہے۔ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی اللہ پہ وہ بات بتلاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔

(۲) قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ۔ اے حبیب فرما دو کیا اللہ نے تمہیں اس بات کی اجازت دی ہے یا اللہ پہ تم جھوٹ باندھتے ہو۔

(۳) اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۔ جھوٹے بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور وہی جھوٹے ہیں۔

(۴) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام کہ اللہ تعالےٰ پہ جھوٹ باندھو جو لوگ اللہ پہ جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا برتنا ہے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(۵) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ۔ اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو

جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ اگر اسوقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ان آیات سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں کو شریعت مطہرہ نے حرام نہ فرمایا ہو۔ اگر اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام کہہ دے تو وہ مفتری اور کذاب ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جن چیزوں کو شریعت نے حرام نہیں فرمایا ہے وہ چیزیں خالص جائز اور مباح ہیں رب العزت فرماتا ہے۔

(٦) هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے۔

(٧) يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ۔ اے کھاؤ جو کچھ زمین میں ہے حلال پاک اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو وہ کھلا دشمن ہے۔

(٨) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔ اے ایمان والو کھاؤ تم میری دی ہوئی پاک چیزیں اللہ کا احسان مانو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ معلوم ہوا کہ جب تک کسی چیز کے حرام ہونے کا ذکر قرآن وحدیث میں نہ ہو وہ حلال رہے گی۔ اپنی طرف سے میلاد شریف اور عرس اور گیارہویں شریف کے تبرکات کو حرام کہنا بہتان ہے

خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے۔

(۹) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ - اے ایمان والو نہ ٹھہراؤ حرام پاک چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں - حد سے نہ بڑھو اللہ دوست نہیں رکھتا ہے - حد سے بڑھنے والوں کو -

(۱۰) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ - اے محبوب تم فرما دو کس نے حرام کی ہے اللہ کی وہ زینت جو اس نے نکالی ہے اپنے بندوں کے لیے اور پاک رزق

(۱۱) وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ - کھاؤ جو تمہیں اللہ نے رزق دیا حلال پاک ڈرو اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو -

(۱۲) فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰیٰتِهٖ مُؤْمِنِیْنَ - کھاؤ تم اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے - اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو -

معلوم ہوا کہ وہ حلال جانور جو یوم عید میلاد النبی - یوم صدیق یوم فاروق - یوم عثمان - یوم علی - یوم حسنین - یوم غوث اعظم یوم امام اعظم - ایام اعراس پر خالصًا لوجہ اللہ اللہ کے نام پر ذبح کیے جاتے ہیں - اور وہ تبرکات جن پر خدا کا کلام پڑھا جاتا ہے -

ان سب کا کھانا باعث برکت - موجب رحمت ہے - ان چیزوں کا حضور و صحابہ اور اہلبیت کرام اور اولیا عظام کے نام پر ایصالِ ثواب کرنا اجر و ثواب اور موجب خیر و برکت ہے اپنی جہالت سے ان تبرکات کو حرام کہنے والا لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ کا مستحق ہے -

(۱۳) وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا اس سے معلوم ہوا کہ جس حلال جانور کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے وہ حلال ہے - اس کا کھانا حلال و طیّب ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حلال حرام چیزیں تفصیل سے بیان ہو چکی ہیں - جس کی تفصیل شرح نے بیان نہیں کی وہ ہرگز حرام نہیں ہیں اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام کہنا جہالت ہے -

(۱۴) فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ - پڑھو تم قرآن کو جسقدر بھی تمہیں آسان ہو - معلوم ہوا کہ قرآن پڑھنا بقدر آسان قرآنی حکم ہے - خواہ سفر میں پڑھو یا حضر میں - خواہ چلتے ہوئے پڑھو یا بیٹھے ہوئے خواہ کھانے پر پڑھو یا پہلے یا بعد ہر طرح باعث برکت موجب رحمت ہے - نیاز خواہ میلاد شریف کی ہو یا نیاز غوث کی - یا نیاز گیارہویں کی - اس پر قرآن شریف پڑھا جاتا ہے

. پھر درود شریف جو اس آیت کے ماتحت ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا - اے ایمان والو صلوٰۃ وسلام پڑھو تم اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے -

(۱۵) وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ - جو کچھ بھی تم آگے بھیجتے ہو خیر سے وہ اللہ کے نزدیک تم پالوگے

معلوم ہوا کہ جو بھی ہم عبادت قول - فعل - مال سے اپنے لئے یا اپنے بزرگوں کے لئے آگے ایصال ثواب کرتے ہیں - وہ عند اللہ پہنچ جاتا ہے - اور اس کا ثواب ایصال ثواب کرنے والوں اور جن بزرگوں کے لئے ایصال کیا جاتا ہے انہیں بھی وہ ثواب مل جاتا ہے

لے تو آئے ہیں انہیں راہ پہ ہم باتوں میں
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

شاہِ لولاک کا عرس

ذکر یازدہم حضرت غوث صمدانی علی نبینا علیہ السلام بود ارشاد شد کہ اصل یازدہم این بود کہ حضرت غوث صمدانی بتاریخ یازدہم ربیع الآخر فاتحہ جہلم پیغمبر علیہ السلام کردہ بودند آں نیاز آنجناں مقبول ومتبوع افتاد کہ در ہر ماہ بتاریخ یازدہم فاتحہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقرر فرمودند و دیگر اتباع حضرت غوث پاک بتقلید وے علی نبینا علیہ السلام یازدہم مے کردند - آخر رفتہ رفتہ

یازدہم حضرت محبوب سبحانی مشہور شد الحال مردم فاتحہ حضرت شاں در یازدہم مے کنند و تاریخ وصال حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم ربیع الثانی است بالاتفاق (کتاب قرۃ الناظرہ وخلاصۃ الفاخرہ امام یافعی ص۱۱)۔

یعنی حضرت غوث پاک کی گیارہویں کا ذکر تھا۔ ارشاد ہوا کہ گیارہویں شریف کی اصلیت یہ تھی کہ حضور غوث پاک حضور علیہ السّلام کے جہلم شریف کا ختم ہمیشہ گیارہ ربیع الثانی کو کیا کرتے تھے وہ نیاز اتنی مقبول اور محبوب ہوئی کہ ازاں بعد ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو حضور علیہ السّلام کا ختم شریف مقرر فرما دیا گیا پھر دوسرے لوگ بھی آپ کی اتّباع میں ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو ہی حضور علیہ السّلام کا ختم شریف دلانے لگے آخر رفتہ رفتہ یہ نیاز غوث پاک کی گیارہویں مشہور ہوگئی۔ آج کل لوگ بھی نیاز فاتحہ اور عرس شریف بھی گیارہ تاریخ کو ہی کرتے ہیں۔ ورنہ تاریخ وفات آپ کی سترہ ربیع الثانی ہے۔

معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف یا عرس شریف درحقیقت حضور علیہ السّلام کی طرف منسوب ہیں یہ ختم دراصل حضور علیہ السّلام کا ہی ہے پھر حضور کے توسّل سے تمام انبیاؑ و اولیاءؒ صلحاؒ۔ شہداؒ کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی اپنی کتاب ماثبت من السنّۃ ص۱۲۷ پر فرماتے ہیں۔ ہمارے ملک میں آج کل آپ کی تاریخ وصال گیارہویں تاریخ ہی کو مشہور ہو گئی ہے۔ ہمارے ہندوستان کے

مشائخ اور ان کی اولاد کے نزدیک بھی متعارف ہے اور سنتِ بزرگانِ دینِ متین سے ظاہر ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف حضور علیہ السّلام کی طرف منسوب ہے۔ اور اسے عرس غوثِ اعظم بھی کہہ دیتے ہیں۔ یعنی یہ عرس رسولِ پاک۔ صاحب لولاک ہے۔ جس کا دوسرا نام گیارہویں شریف بھی رکھا گیا ہے۔ یہ تاریخ بہت ہی بابرکت ہے۔

- جس روز عرش و کرسی لوح و قلم کو پیدا فرمایا۔ دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز فلک فرش اور پہاڑوں کو پیدا فرمایا۔ دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی اور وفات ہوئی۔ دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت آدم کی پیدائش ہوئی   دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت آدم جنت میں گئے   دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرتِ ادریس جنت میں گئے   دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرتِ ابراہیم کی ولادت ہوئی   دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرتِ اسماعیل کی قربانی ہوئی   دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت ابراہیم پر نار گلزار ہوئی   دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت یونس شکم ماہی سے باہر آئے   دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز قوم یونس سے عذاب دور ہوا   دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرتِ یعقوب کو بینائی ملی   دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز یعقوب اور یوسف کا میل ہوا   دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرتِ موسےٰ پیدا ہوئے   دن دسواں اور رات گیارہویں تھی

- جس روز حضرتِ موسیٰ نے دریا عبور کیا — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرتِ داؤد پر انعام ہوا — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز یوسف نے قید سے رہائی پائی — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرتِ موسیٰ نے جادوگروں پر فتح پائی — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرتِ ایوب کو شفا ہوئی — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرتِ عیسیٰ کی ولادت ہوئی — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت امام حسین شہید ہوئے — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز قیامت آئے گی۔ — یہی مبارک تاریخ ہوگی۔

معلوم ہوا کہ گیارہویں رسولِ اکرم اور عرس نبی معظم کا دن بہت ہی مبارک دن ہے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے عرس کے لئے اسے حضور غوث اعظم نے پسند فرمایا اور اس گیارہ تاریخ کو حضور غوثِ اعظم کا وصال شریف ہوا تھا۔ اب ہم عرس کے معنے بیان کرتے ہیں۔ بغور ملاحظہ ہوں۔

- ہر مسلمان کے لئے عموماً اور اولیاء و صلحاء کے لئے خصوصاً یہ دنیا ایک قید خانہ ہے۔ موت کا دن ان حضرات کے لئے غم و اندوہ سے آزاد اور رہا ہونے کا دن ہے اور اپنے محبوبِ حقیقی سے وصال کا اور ملاقات کا دن ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔ یعنی دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے پھر حضور مومن کی موت کے بارے میں فرماتے ہیں تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ

اَلْمَوْتُ یعنی مومن کے لئے موت ایک تحفہ ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن اور خصوصًا ولی کا یومِ انتقال حقیقت میں یوم عرس یعنی یوم شادی ہے۔ اس لئے اسے عُرس کہتے ہیں ؎

تجھے کیا بتائیں اے ہمنشین ہمیں موت میں جو مزہ ملا
نہ ملا مسیحا و خضر کو وہ حیاتِ عمر دراز میں!

● ۔جب اللہ والے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو منکر و نکیر آکر یہ سوال کرتے ہیں۔ مَنْ رَّبُّکَ ۔ مَا دِیْنُکَ ۔ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ ھٰذَا الرَّجُلِ ۔ اے قبر والے تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے میرا رَبّ اللہ ہے۔ اے قبر والے تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین تو اسلام ہے۔ اے قبر والے تیرا نبی کون ہے۔ اور تو اس محبوبِ اقدس کی شان میں کیا کہتا ہے۔ وہ حضور کو دیکھ کر عرض کرتا ہے ھُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ اے فرشتو یہ تو محمد اللہ کے رسول ہیں۔ جب وہ تمام امتحانات میں پاس ہو جاتا ہے۔ تو ارشادِ باری ہوتا ہے صَدَقَ عَبْدِیْ ۔ میرے بندہ نے سچ کہا ہے۔ اس کے لئے جنتی فرش بچھا دو اور اس کو جنتی لباس پہنا دو۔ اور اس کے لئے جنتی دروازہ کھول دو پھر اس کو خوشبودار ہوا آتی ہے اور اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے کھل جاتی ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر اس کے پاس نہایت خوبصورت اور خوشبودار ایک شخص آتا ہے اور بندہ مومن کو یوں مبارک باد

دیتا ہے۔ خوش ہو تو تیرے لئے یہ وہ دن ہے۔ جس کا تجھے دنیا میں وعدہ دیا جاتا تھا پھر مومن اسے کہتا ہے تو کون ہے کہ تو خوش رہ اور مبارک باد کہنے والا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں۔ جو تو نے دنیا میں کیا تھا (رواہ احمد)

پھر بندہ خواہش ظاہر کرتا ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر میں اپنے گھر جا کر اپنے بیوی بچوں اور عزیزوں کو خدا کی اس بندہ نوازی کی خبر دے آتا یہ سن کر فرشتے اسے فرماتے ہیں۔ نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُہٗ اِلَّا اَحَبُّ اَھْلِہٖ۔ اب آپ دلہن کی طرح سو جائیں کہ اسے اس کے محبوب کے سوا کوئی نہیں جگاتا ہے۔ (رواہ ترمذی)

معلوم ہوا کہ یہ دن ان کے لئے یوم شادی ہے اس دن انہیں دیدار یار ہوتا ہے اور ملائکہ انہیں نَمْ کَنَوْمَۃِ العروس کے معزز لقب سے یاد فرماتے ہیں اس لئے یوم وصال کو یوم عرس کہا گیا ہے۔

یارب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

سوال سالانہ اعراس اولیاء یہ ایک قسم کی یادگاریں ہیں جنہیں ہر سال منایا جاتا ہے کسی کی یادگار منانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

جواب اگر کسی کی یادگار منانا منع ہو گی پھر تو کوئی بھی عبادت جائز نہ ہو گی۔ نماز فجر حضرت آدم کی یادگار ہے۔ نماز ظہر حضرت ابراہیم

کی یادگار ہے۔ نماز عصر حضرتِ یونس کی یادگار ہے۔ نماز مغرب حضرتِ عیسیٰ کی یادگار ہے۔ نماز عشا حضرتِ موسیٰ کی یادگار ہے۔ حج حضرت آدم اور حضرتِ موسیٰ اور حضرت اسماعیل کی یادگار ہے۔ بیت اللہ۔ اور مقام ابراہیم اور سنگِ اسود حضرتِ آدم کی یادگاریں ہیں۔ میدانِ عرفات میں ٹھہرنا اور مزدلفہ میں ٹھہرنا۔ حضرت آدم اور حضرت ابراہیم اور حضرتِ اسماعیل کی یادگار ہے۔ صفا و مروہ کا طواف کرنا حضرتِ ہاجرہ کی یادگار ہے۔ آبِ زمزم حضرت اسماعیل کی یادگار ہے۔ منیٰ میں قربانی کرنا یہ حضرتِ ابراہیم کی یادگار ہے۔ روزے رکھنا تمام انبیا کی یادگار ہے۔ زکوٰۃ بھی دینا انبیاؑ و مرسلین کی یادگار ہے۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنا تمام انبیاؑ کی یادگار ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کے بعد صفی اللہ۔ خلیل اللہ۔ خلیفۃ اللہ۔ کلیم اللہ۔ روح اللہ۔ پڑھنا سابقہ امتوں کی یادگار ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا تمام انبیاؑ و ملائکہ جن و انس مومنین کی یادگار ہے۔ قرآن حضور کی یادگار ہے۔ دین اسلام حضور کی یادگار ہے۔ کلمہ طیبہ حضور کی یادگار ہے۔ نماز پڑھنا۔ روزہ رکھنا۔ حج کرنا حضور کی یادگار ہے۔ حدیث حضور کی یادگار ہے۔ کتب تفاسیر مفسرین کی یادگار ہیں۔ کتب احادیث محدثین کی یادگار ہیں۔ تواریخ مورخین کی یادگار ہیں۔ مسجد نبوی حضور کی یادگار ہے۔ مسجد حرام حضور کی یادگار ہے کیونکہ حضور ہی نے اسے صنم خانہ سے بیت اللہ بنایا۔ مسجدِ عالمگیری

بادشاہ عالمگیر کی یادگار ہے۔ مسجد شاہی شاہجہان کی یادگار ہے مسجد وزیرخان وزیرخان کی یادگار ہے۔ مسجد داتا۔ حضرت داتا صاحب کی یادگار ہے۔ مسجد دیوبند اور مدرسہ دیوبند اکابر دیوبندیہ کی یادگار ہے۔ اخبار اہلحدیث اور تفسیر ثنائی اور فتاویٰ ثنائیہ مولوی ثناء اللہ اہلحدیث کی یادگار ہیں۔ تفسیر محمدی اور جامعہ محمدیہ حافظ محمد لکھوی کی یادگار ہیں جمعیتہ العلمار ہند مولوی ابوالکلام اور مولوی حسین احمد مدنی۔ مفتی کفایت اللہ کی یادگار ہے۔ جمعیتہ العلماء اسلام مولوی شبیر احمد عثمانی کی یادگار ہے۔ جماعت احرار مولوی عطاء اللہ بخاری کی یادگار ہے۔ جماعت اسلامی مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کی یادگار ہے۔ تبلیغی جماعت مولوی محمد الیاس کی یادگار ہے۔ غرضیکہ اگر کسی کی یادگار کو منانا شرعاً منع سمجھ لیا جائے۔ پھر تو کلمہ پڑھنا۔ نماز پڑھنا۔ روزے رکھنا۔ حج کرنا زکوٰۃ دینا مساجد میں نماز پڑھنا بھی منع ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ سب اللہ والوں کی ہی تو یادگاریں ہیں۔ کسی کتاب کو پڑھنا کسی مدرسہ میں پڑھنا بھی جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ تمام کتب اور تمام مدارس بھی اللہ والوں کی یادگار ہیں۔ کسی جماعت میں شامل ہونا کسی سالانہ جلسہ یا تبلیغی جماعت کے اجتماع میں شامل ہونا یہ بھی جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ بھی سالانہ یادگاریں ہیں سہ

آپ تو ظلم پہ ظلم کئے جاتے ہیں
ہم سے تاکید پہ تاکید ہے فریاد نہ کر

● - سفر کا حکم سفر کے مقصد کے مطابق ہوتا ہے فرض کے لئے سفر کرنا فرض - واجب کے لئے سفر کرنا واجب - سنت کے لئے سفر کرنا سنت - مستحب کے لئے سفر کرنا مستحب - مباح کے لئے سفر کرنا مباح حرام کے لئے سفر کرنا حرام - مکروہ کے لئے سفر کرنا مکروہ ہے جائز کام کے لئے سفر کرنا جائز - اور ناجائز کام کے لئے سفر کرنا بھی ناجائز ہی ہو گا مثلاً حج کرنا فرض ہے اس کے لئے سفر کرنا بھی فرض ہی ہوا - تجارت کے لئے سفر کرنا سنت ہے - کیونکہ تجارت کرنا سنت ہے - زیارتِ قبور کرنا سنت ہے - اس کے لئے سفر کرنا بھی سنت ہے موتیٰ کے لئے خیرات و صدقات کرنا - انہیں قرآن کلمہ و کلام پڑھ کر بخشنا بھی سنت ہے - ان کی مغفرت کے لئے دعائیں کرنا بھی سنتِ رسول اور سنتِ صحابہ کرام ہے - معلوم ہوا کہ زیارتِ قبور کے لئے جانا (جیسا کہ مسلمان اولیا اللہ کے عرسوں پر جاتے ہیں) اور ان کے خیرات و صدقات کرنا اور انہیں قرآن شریف درود شریف کلمہ و کلام پڑھ کر بخشنا (جیسا کہ اولیا کرام کے عرسوں پر ہوتا ہے) یہ بھی سنتِ رسول اور سنت صحابہ کرام و سنتِ اہلبیتِ عظام ہے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا اور مسلمانوں کے لئے خیر و برکت کی دعائیں کرنا یہ سنتِ رسول - اور سنتِ صحابہ کرام اور اہلبیتِ عظام ہے - جیسا کہ عموماً

عرسوں اور مدارس کے سالانہ جلسوں پر ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام اور خلفائے راشدین شہدائے کرام کی قبروں پر سال بسال تشریف لے جایا کرتے تھے۔ انہیں پڑھ کر ایصال ثواب فرمایا کرتے تھے اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمایا کرتے تھے۔ دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) شامی جلد اول باب زیارتِ قبور میں ہے۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاتِیْ قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ بِاُحُدٍ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ حَوْلٍ۔ یعنی حضور علیہ السلام ہر سال شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔

(۲) تفسیر کبیر۔ تفسیر درِّ منثور میں ہے۔ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ حَوْلٍ یَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ وَالْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَۃُ ھٰکَذَا یَفْعَلُوْنَ۔ یعنی حضور علیہ السلام قبورِ شہداء پر ہر سال یوم شہادت کے حساب سے تشریف لے جاتے اور ان کے لئے استغفار فرماتے اور ارشاد فرماتے تم لوگوں کے لئے سلامتی ہے۔ تم لوگوں کے لئے صبر کرنے کے اجر ہیں پس کیا اچھا ہوا انجام آخرت کا اور حضور کے بعد خلفاء اربعہ ابو بکر صدیق۔ حضرت عمر حضرت عثمان۔ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہم ایسا ہی کرتے رہے ہیں

ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

کسی ولی کے یومِ وفات پر اس کی قبر پہ جانا اور اس کے لئے دعاءِ مغفرت کرنا۔ فرداً فرداً جانا یا جماعتی صورت میں جانا اور اس کے لئے خیرات وصدقات اور کلمہ و کلام کا ایصالِ ثواب کرنا۔ یہ سب کچھ سنتِ رسول اور سنتِ خلفاءِ راشدین سے ثابت ہے اور یہی حقیقتِ عرس ہے۔

فرائض دو قسم پر ہیں۔ (۱) فرائض مؤقّت (۲) فرائض غیر مؤقّت واجبات بھی دو قسم پر ہیں۔ (۱) واجب مؤقّت (۲) واجب غیر مؤقّت نمازِ خمسہ اور صیامِ رمضان اور مناسکِ حج یہ سب فرائضِ مؤقّت ہیں۔ یعنی ان کے لئے وقت دن۔ ماہ سب کچھ مقرر ہے۔ صدقہ عشر و خراج وغیرہ یہ فرائض غیر مؤقّت ہیں۔ یعنی ان کے لئے دن وقت۔ مہینہ مقرر نہیں ہے۔ جب چاہے ادا کر دے فرائض ادا ہو جائیں گے۔ قربانی۔ نمازِ عید الفطر۔ نمازِ عید قربان۔ ان کے لئے دن مقرر ہیں۔ آگے پیچھے قربانی نہ ہو گی۔ نمازِ عید کے لئے بھی دن اور وقت مقرر ہے۔ آگے پیچھے نماز نہ ہو گی۔ یہ واجب مؤقّت ہے۔ صدقہ فطر یہ واجب غیر مؤقّت ہے یہ اگر آگے پیچھے بھی ادا کر دیا جائے تو ادا ہو جائیگا۔ اسی طرح سنت مؤقّت۔ سنت غیر مؤقّت ہے۔ سنتِ مؤقّت اپنے وقت میں ادا ہو گی۔ مثلاً ظہر کی سنتیں فجر کے وقت ادا نہ ہوں گی

اور فجر کی سنتیں ظہر کے وقت میں نہ پڑھیں گی۔ کیونکہ یہ سنتِ موقّت ہیں
باقی رہا سنتِ غیر موقّت جب بھی اسے ادا کر لیا جائیگا تو وہ ادا ہو
جائے گی۔ زیارتِ قبور سنتِ غیر موقّت ہے۔ جب بھی زائر جا کر زیارت
قبر کرے گا۔ سنت ادا ہو جائے گی۔ بعض سنتِ موقّت اور غیر موقّت
دونوں ہی ہیں۔ جیسے عرسِ مصطفےٰ۔ عرسِ شہدا۔ عرسِ اولیاء یہ مقررہ
تواریخ پر بھی ہوتے ہیں اور آگے پیچھے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ میلاد شریف
اور گیارھویں ہمیشہ ہی جائز ہے۔ جب چاہیں کریں خواہ دن مقرر کر کے
کریں۔ خواہ بغیر دن مقرر کر کے کریں ہر طرح جائز و مستحسن ہے۔ جلسہ
میلاد النبی۔ جلسہ گیارھویں۔ اعراسِ اولیاء کی تواریخ صرف لوگوں کی
سہولت کے لئے مقرر کرتے ہیں تاکہ لوگ وقت پر حاضر ہو کر ایصالِ ثواب
میں شامل ہو جائیں جیسا کہ مدارس کے جلسے اور تبلیغی جماعت کے اجتماعات
یہ سب لوگوں کی سہولت کے لئے ہیں۔ تاکہ بر وقت پہنچ کر لوگ جلسوں
اور اجتماعوں میں شامل ہو کر وعظ و کلام سن سکیں اور مدارس کے لئے
خیرات و صدقات بھی وصول ہو جائیں۔ سالانہ جلسوں کو جائز اور
سالانہ عرسوں اور گیارھویوں کو ناجائز کہنا سراسر انصاف کا خون
اور عند اللہ روسیاہ ہونا ہے ؎

ہم اگر آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے بدنام
وہ اگر قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(۳) حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خاتم

المرسلین ۔ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ۔ کے وصال شریف کے بارہ روز بعد بہت سا کھانا پکوایا ۔ اور مسلمانانِ مدینہ کو بلوایا پھر اس کھانے کا ثواب حضور علیہ السّلام کی روحِ پاک کو ایصال کیا پھر وہ کھانا تمام مسلمانوں کو کھلایا گیا ۔ جو اکابر حضرات اس راز سے واقف تھے ان سے لوگ پوچھتے یہ کھانا کیسا تھا اور یہ آج کا دن کیسا تھا تو وہ جواب دیتے ۔ اَلْیَوْمُ عُرْسُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ یعنی آج کا دن حضور علیہ السّلام کے عرس کا دن ہے ۔

(ملفوظات سید شرف الدین یحییٰ منیری)

• ۔ معلوم ہوا کہ عرس مصطفےٰ کرنا سنتِ صدیقی ہے ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عرس مصطفےٰ پر لوگوں کو کھانا کھلانا یہ بھی سنتِ صدیقی ہے ۔ حضور فرماتے ہیں ۔ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ لازم پکڑو تم میری سنت کو اور لازم پکڑو تم میرے خلفاء راشدین کی سنت کو ۔

• ۔ یاد رہے نفلی عبادت کرنے کے لئے کسی وقت یا کسی دن یا کسی تاریخ کی قید نہیں ہے ۔ جب چاہے عابد عبادت کر سکتا ہے ۔ اگر کوئی عابد نفلی عبادت کے لئے کوئی وقت یا دن یا تاریخ مقرر کرنا چاہے تو پھر بھی اسے اختیار ہے ۔ ہر صورت نفلی عبادت میں عابد ہر طرح سے مختار ہے ۔ بلکہ وقت یا دن یا تاریخ مقرر کرنا محبوب و مستحسن ہے ۔ حضور فرماتے ہیں ۔ خَیْرُ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُھَا (بخاری) یعنی جس نفلی عبادات کو کوئی

مداومت کرے اسے ہمیشہ نبھائے یہی اس کے لئے بہتر ہے
(۴) حضرتِ بلال نے از خود تحیۃ الوضوء کے نوافل پڑھنے کی عادت ڈال رکھی تھی جس کی وجہ سے حضور نے شبِ معراج ان کی جوتیوں کی آواز جنت میں اپنے آگے سنی۔ پھر حضور نے مراجعت فرما کر حضرت بلال سے پوچھا کہ تم اتنی بڑی کونسی عبادت کیا کرتے ہو۔ کہ تمہیں خدا نے اتنی بڑی شان عطا فرما دی۔ عرض کیا حضور جب میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو میں تازہ وضو کر کے دو نفل تحیۃ الوضوء ادا کر لیا کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ جامع المناقب)
معلوم ہوا اگر عبادتِ نفلی کو ہمیشہ عابد کرتا رہے تو یہ پابندی مستحسن ہے اور یہ عمل حضور کو محبوب ہے ورنہ حضور حضرت بلال کو ضرور منع فرماتے۔
(۵) ایک صحابی ہر اک رکعت میں بعد الحمد شریف قل ہو اللہ احد ہی کو پڑھا کرتے تھے جب ان کا یہ حال حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا تو حضور نے وجہ معلوم کی۔ صحابی نے عرض کیا۔ حضور اس سورۃ سے مجھے بوجہ توحید الٰہی بہت ہی محبت ہے۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا۔ حُبُّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ۔ اے صحابی تجھے یہ تیری محبت جنت میں لے جائے گی (بخاری شریف)
(۶) حضور علیہ السلام حضرتِ خدیجۃ الکبریٰ کا اکثر ذکرِ خیر فرماتے رہتے تھے۔ وَرُبَمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ۔ یعنی حضور اکثر بکری ذبح فرماتے اور ...

کے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر ام المومنین کے قرابت والوں کو بھیج دیتے (مسلم و بخاری عن عائشہ) حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی اپنے رسالہ نذورِ اولیا میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں۔ ترجمہ عبارت فارسی یہ ہے۔ نذر کی دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی حاکم یا زمیندار کسی صلہ کے طور پر (کسی بزرگ یا قریبی) میت کی روح کی خوشنودی اور ثواب کے لئے وقت مقرر کر دے۔ (جیساکہ گیارہویں شریف ہر ماہ دی جاتی ہے) یا سالانہ یا ششماہی وغیرہ اس کے نام پر مقرر کر دے تو نذر کی یہ قسم بھی جائز ہے۔ اس لئے کہ جناب رسول خدا ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے اکثر عزیزوں میں گوشت اور کھانا بھیجتے رہتے تھے۔ حضور علیہ السلام کا یہ عمل شریف اس آیت کریمہ کے مطابق ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔

اعراسِ اولیا کی بھی یہی اصل ہے کہ رضائے الٰہی حضور کے وسیلہ جلیلہ سے ان کی ارواح مقدسہ کو کلمہ و کلام اور تبرکات کا ثواب ان کو ایصال کیا جاتا ہے۔ اور یہی سنتِ رسول اور سنتِ صحابہ کرام و سنتِ اہلبیت عظام ہے۔ اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔

(۱) حضرتِ صدیقہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور سے آکر عرض کیا۔ حضور میری ماں ناگہاں مر گئی ہے۔ میرا خیال ہے لو تکلمت تصدقت فھل لھا اجر ان تصدقت قال نعم۔ اگر وہ بولتی

تو صدقہ دیتی یا کچھ مجھے دینے کی وصیت کرتی اگر میں اس کی طرف سے کچھ صدقہ کر دوں تو اس کو سرکار کیا اس کا اجر ملے گا۔ حضور نے فرمایا ہاں اسے ضرور اجر ملے گا (بخاری و مسلم)

(۸) حضور اپنی نادار امت کی طرف سے قربانی دیا کرتے اور وقت ذبح فرماتے۔ بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ۔ (مشکوٰۃ۔ مسلم۔ بخاری۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اے اللہ یہ قربانی میری اور میری نادار امت کی طرف سے تو قبول فرما لے جو قربانی نہیں دے سکتے ہیں ؎

یا رب تو کریمی و رسولِ تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

(۹) حضرت علی دو دنبے ایک اپنی طرف سے اور ایک حضور کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ (ابو داؤد۔ ترمذی۔ یعنی حضور نے خود مجھے وصیت فرمائی تھی۔ کہ میں حضور کے وصال کے بعد حضور کی طرف سے قربانی کیا کروں۔

(۱۰) حضور نے قربانی کے دن خود مینڈھا ذبح کیا اور دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ (ابو داؤد جلد۲ صفحہ۳) یعنی اے اللہ یہ قربانی میری اور میری آل اور میری امت کی طرف سے قبول کر۔ معلوم ہوا کہ دسویں تاریخ کو حضور نے اپنی طرف

سے اپنی آل اور اپنی امت کے لئے قربانی فرمائی اور اسکا ثواب بھی حضور نے اپنی امت اور آل کو بخشدیا۔ جب یہ جائز ہے تو حضور کی آل کے لیے یوم عاشورا۔ یوم امام زین العابدین۔ یوم امام باقر۔ یوم امام جعفر صادق۔ یوم غوث اعظم پر کیوں ایصالِ ثواب منع ہے۔

شعر: ہم کہے جاتے ہیں پر وہ ہیں کہ سنتے ہی نہیں
ہم کو کہنے کی انہیں سننے کی عادت ہوگئی

(۱۱) حضرتِ علی سے روایت ہے۔ مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ وَهَبَ مِنْ اَجْرِهَا لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ (رواہُ دار قطنی) جو شخص کسی قبرستان پر گذرے اور گیارہ بار قل شریف پڑھ کر مردوں کو ایصالِ ثواب کرے۔ جتنا ثواب اہلِ قبور کو عطا ہوگا اتنا ہی پڑھنے والے کو عطا ہوگا۔ یہی ختم علیٰ اہل القبور ہے۔

(۱۲) اللہ تعالےٰ جنت میں جب ایک نیک آدمی کا کوئی درجہ بلند کرتا ہے تو وہ یوں عرض کرتا ہے۔ اے اللہ تعالےٰ یہ درجہ میرا کیونکر بلند ہوا۔ ارشاد باری ہوتا ہے۔ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ (مشکوٰۃ بحوالہ احمد) یعنی یہ درجہ تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے بلند کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اولاد کی عبادت کا ثواب باپ کو پہنچتا رہتا ہے۔ خواہ اولاد روحانی ہو یا جسمانی یعنی بیٹا ہو یا مرید۔

(۱۳) حضور فرماتے ہیں کہ مردہ قبر میں ڈوبنے والے فریاد کرنیوالے

کی طرح سے ہوتا ہے۔ تاکہ کوئی اس کا ہاتھ پکڑے۔ اور وہ اپنے ماں باپ بھائیوں۔ دوست کی طرف سے دعائے خیر کا طالب ہوتا ہے۔ جب اسے ان کی طرف سے کوئی خیر پہنچتی ہے تو وہ دعا اسے دنیا و ما فیہا سے بھی زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اللہ تعالے اہل دنیا کی دعا کا ثواب اہل قبور کو بخشش اور رحمت میں پہاڑوں کی مانند پہنچاتا ہے۔ اِنَّ هَدَايَا الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ الْإِسْتِغْفَارُ لَهُمْ (مشکوٰۃ بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان) بیشک زندوں کا تحفہ مُردوں کے حق میں دعائے خیر اور استغفار ہے۔ یہ حدیث ہر طرح کے ایصال ثواب پر دال ہے۔ عرس۔ گیارہویں۔ تیجہ۔ ساتواں۔ دسواں۔ بیسواں۔ ششماہی برسی وغیرہ۔ ایصال ثواب ہونے کے لئے کافی ہے۔

(۱۴) حضرت سعد کی ماں فوت ہو گئی، انہوں نے حضور سے آکر عرض کیا کہ حضور میری ماں فوت ہو گئی ہے۔ ان کے لئے کونسا صدقہ کرنا افضل ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پانی پس حضرت سعد نے ایک کنواں کھودا وَقَالَ هٰذِهٖ لِأُمِّ سَعْدٍ یہ کنواں ام سعد کا ہے۔ (مشکوٰۃ۔ ابوداؤد نسائی) معلوم ہوا کہ اگر میت کے لئے کسی مسجد یا مدرسہ یا کتاب۔ یا بکرے۔ چھترے کو (جیسا کہ یہ عرس کا بکرا یا یہ گیارہویں کا بکرا) منسوب کر دیا جائے۔ تو یہ جائز ہے۔ جیسا کہ صحابی نے کنواں اپنی ماں کی طرف منسوب کر دیا تھا۔ معلوم ہوا کہ موتی کی طرف نسبت کرنا جائز ہے۔

(۱۵) حضرتِ عبداللہ بن رواحہ نے ایک بکری حضور کی نذر کر رکھی تھی جو ریوڑ میں چرا کرتی تھی ایک روز وہ بکری ان کی خادمہ سے گم ہو گئی جو ان کا ریوڑ چرایا کرتی تھی تو وہ اس خادمہ سے ناراض ہوئے۔ اور اس بکری کا قصّہ حضور سے عرض کیا گیا۔ یہ سن کر حضور نے اس خادمہ کو بلا کر اس کے ایماندار ہونے کی تصدیق فرمائی۔ حضرتِ عبداللہ نے اس کنیز کو آزاد کر دیا (کتاب الآثار امام محمد بن حسن شیبانی)

معلوم ہوا کہ اگر کسی حلال چیز کو حضور یا صحابہ و اہلبیت کرام یا اولیائے عظام کی نذر کر دیا جائے یہ جائز۔ کیونکہ یہ نذرِ شرعی نہیں ہے بلکہ لغوی ہے۔ یعنی نذر بمعنی نیاز و ہدیہ ہے۔ اگر یہ منع ہوتی تو حضور حضرتِ سعد۔ اور عبداللہ بن رواحہ کو منع فرما دیتے اور توبہ کرنے کا حکم فرماتے۔ بلکہ حضور نے اس پر اظہارِ مسرّت فرمایا ؎

شعر۔ آپ ہی اپنی ذرا بات پہ کچھ غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

سوال میلادِ مصطفےٰ۔ عرسِ مصطفےٰ۔ اعراسِ اولیاء کے لئے دن نہیں مقرر کرنا چاہیئے۔ دن یا تاریخ مقرر کرنا شرعاً منع ہے۔ کیا حضور اور صحابہ کرام اور اہلبیتِ عظام نے مواعظ و مذاکر اور اذکار و وظائف اور خیرات و صدقات کے لئے کوئی دن یا کوئی وقت یا کوئی تاریخ مقرر کی ہے۔ اگر ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ تو احادیث سے ثبوت دیں ہم مان لیں گے بلا ثبوت ہم کیسے

مان لیں - اگر وہابی - وہابی کہہ کر ہمیں بدنام ہی کرنا مقصود ہے - تو بڑی خوشی سے کریں سے بدنام اگر ہونگے تو کچھ نام بھی ہوگا -

کسی کار خیر کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہے - اگر کار

جواب خیر کے لئے وقت مقرر کرنا اور دن مقرر کرنا اور تاریخ مقرر کرنا - ناجائز اور منع اور بدعت ہوگا - پھر تو کوئی کام کرنا بھی جائز نہ ہوگا - مثلاً مدارس کے نام رکھنا - دارالعلوم دیوبند - مظاہر العلوم - خیر المدارس - قاسم العلوم - دارالعلوم جامعہ اشرفیہ - دارالعلوم جامعہ رشیدیہ - دارالعلوم جامعہ محمدیہ - دارالعلوم اہلحدیث - انجمن اہلحدیث - مسجد اہلحدیث - کانفرنس اہلحدیث مومن کانفرنس - اتحاد المسلمین - جمعیۃ العلماء اسلام - سعیدیہ لائبریری پھر ان مدرسوں اور انجمنوں اور کانفرنسوں کے پروپیگنڈے کے لئے مقررہ تاریخوں پر رسائل اور اخبارات جاری کرنا اور ان کے لئے سالانہ مقررہ دنوں میں سالانہ جلسے کرنا مہینہ مہینہ پہلے مدرسہ اشتہارات دن تاریخ وقت مقرر کرنا - ہر اجلاس میں علیحدہ علیحدہ مقررین کے نام تجویز کرنا اور ان کے لئے وقت مقرر کرنا اور ان کے لئے عنوانات تقاریر مقرر کرنا وغیرہ وغیرہ - اور ان جلسوں اور کانفرنسوں سے لئے جھنڈیوں کا لگانا اور طرح طرح کے بلبوں کا انتظام کرنا - طرح طرح کے گیٹ لگانا اور مقررین کے نام سے کہ زندہ باد کے نعرے لگانا - اگر کوئی سنی ان کے جلسوں میں نعرۂ رسالت یا نعرۂ

حیدری۔ یا نعرۂ غوثِ اعظم لگا دے تو اس کی بری طرح تذلیل کرتے ہیں) پھر جلسہ ہی میں صدر۔ ناظم۔ سیکرٹری۔ خزانچی۔ اور ممبر صاحبان کے ناموں کو تجویز کر کے ان کے ناموں کا اعلان کرنا۔ اور ان کے لئے دستور العمل بنانا۔ جیسا کہ عموماً انجمن اہلحدیث۔ جماعتِ اسلامی۔ تبلیغی جماعت کے لیے بنے ہوئے ہیں۔ اور انہیں قرآن و حدیث سے بڑھ کر مانتے ہیں جب یہ جائز ہیں تو جلسہ عید میلاد النبی۔ عرسِ مصطفےٰ۔ یوم صدیق یوم فاروق۔ یوم عثمان۔ یوم علی۔ یوم حسن۔ یوم عاشورا۔ یوم امام زین العابدین۔ یوم امام باقر۔ یوم امام جعفر صادق۔ یوم غوثِ اعظم بھی جائز ہیں ؎ ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

یاد رہے مومن کی زندگی تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ مومن کا ہر کام دینی اور مذہبی ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس کا کوئی عمل دنیاوی نہیں ہے۔ دنیاوی وہی کام ہے جو خدا اور رسول کے خلاف ہو۔ حضور علیہ السّلام فرماتے ہیں۔ الدنیا ملعون الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب۔ دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں۔ حضرت مولینا رومی دنیا اور دنیا والوں کے لئے فرماتے ہیں ؎ اہل دنیا کافرانِ مطلق اند

روز و شب در حق حق و در بق بق اند

اہل دنیا چہ کہین و چہ مہین

لعنۃ اللّٰہ علیہم اجمعین!

اگر کوئی مخالف کہے کہ یہ انجمنیں اور کانفرنسیں - یہ مدارس اور یہ تمام اجلاس دنیاوی ہیں بہ صر.. یہ بہتان ہے آج تک کسی وہابی - دیوبندی نے ان مدارس اور انجمنوں - اور جمعیتوں اور جلسوں کو دنیاوی نہیں لکھا ہے - یہ تمام چیزیں مذہبی اور اسلامی ہیں - ہاں البتہ مسلم لیگ - جناح لیگ - عوامی لیگ - ان کو اگر دنیاوی کہہ دیا جائے تو یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تمام جماعتیں سیاسی کہلاتی ہیں - رب العزت فرماتا ہے - یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً - اے ایمان والو مکمل مسلمان بن جاؤ یعنی تمہارا ہر عمل اسلامی ہو اب ہم اس پر دلائل عرض کرتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں - کہ حضور علیہ السلام نے ہمارے پریشان ہونے کی وجہ سے وعظ و نصیحت کے لئے چند دن مقرر فرمائے ہوئے تھے یعنی پیر اور جمعرات (بخاری کتاب العلم) پھر حضرت عبداللہ بن مسعود ہر جمعرات کو وعظ فرمایا کرتے تھے (بخاری و مسلم) معلوم ہوا کہ وعظ و نصیحت کے لئے پیر اور جمعرات کا دن مقرر کرنا سنت رسول اور سنت صحابہ ہے۔

(۲) ایک روز حضور علیہ السلام سے لوگوں نے بارش نہ ہونے کا شکوہ کیا حضور نے عیدگاہ میں ممبر رکھنے کا حکم فرمایا وَ وَعَدَ النَّاسَ یَوْمًا یَخْرُجُوْنَ فِیْهِ - یعنی ایک دن مقرر فرمایا کہ لوگ اس دن عیدگاہ میں چلیں - حضور خود بھی اسی دن طلوع آفتاب کے وقت تشریف لائے - اور باران رحمت

کی دعا کی گئی (مشکوٰۃ باب الاستسقائ) معلوم ہوا کسی مصیبت میں کسی بزرگ سے دعا کرانا سنتِ صحابہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور کی دعا سے مصیبت دور ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام ہر طرح حضور کو مشکلکشا۔ حاجت روا سمجھتے تھے۔ اگر اپنے جیسا بشر سمجھتے تو خود ہی دعا کرتے حضور سے دعا کرانے کی ضرورت نہ تھی۔

(۳) حضور علیہ السلام مسجد قبا میں کبھی پیدل کبھی سواری پر دو رکعت نماز تحیۃ الوضوء پڑھا کرتے تھے۔ فَیُصَلِّیْ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ۔ (بخاری و مسلم) معلوم ہوا کہ کسی مسجد کو نوافل کے لئے مقرر کرنا سنتِ رسول ہے۔ یہ دن ہفتہ کا ہوا کرتا تھا۔ نوافل کے لئے ہر ہفتہ جایا کرتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بزرگ کی مسجد میں جیسا کہ مسجد داتا صاحب۔ مسجد شاہ محمد غوث۔ مسجد میاں میر۔ مسجد خواجہ غلام مرتضٰے فنافی الرسول میں جا کر نوافل ادا کرنے باعثِ ثواب موجب برکت ہیں۔

(۴) حضور اکثر سفر جمعرات کے دن فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری) معلوم ہوا کہ سفرِ تجارت۔ سفرِ عرس۔ سفرِ علم دین۔ سفر وعظ کے لئے جمعرات کا دن مقرر کرنا مستحسن ہے اور یہ سنتِ رسول ہے۔

(۵) حضور کی دعا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ۔ اے اللہ میری امت کو برکت عطا فرما جمعرات کے دن عبادت میں جلدی کرنے والے ہوں (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۶۹)۔

معلوم ہوا کہ جمعرات کا دن برکت والا ہے۔ اسی لیے عموماً اہلسنت جمعرات کو عمدہ کھانا پکا کر کے فاتحہ دلاتے ہیں اور غرباء کو کھلاتے ہیں یہ عمل اسی حدیث سے لیا گیا ہے۔

(۶) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْہِ اَوْ اَحَدِہِمَا فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ غُفِرَ لَہٗ وَکُتِبَ بَرًّا (مشکوٰۃ کتاب الجنائز) جو آدمی اپنے ماں باپ یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرتا ہے۔ ہر جمعہ کے دن تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اسے والدین کے ساتھ احسان کرنے والا لکھا جاتا ہے۔ یاد رہے ماں باپ دو قسم پر ہیں۔ جسمانی اور روحانی۔ جسمانی ماں باپ تو وہی ہیں جن سے انسان کو ظاہری جسم ملتا ہے۔ اور روحانی ماں باپ پھر دو قسم پر ہیں۔ ایک استاذ جس نے نماز۔ روزہ قرآن و حدیث سکھائے۔ دوسرا پیر جس نے حقیقت اور معرفت کی تلقین فرمائی۔ مولانا فرماتے ہیں

؎ مولوی ہرگز نشد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

جب جسمانی ماں باپ کی قبور کی زیارت سے بیٹے کی بخشش ہو جاتی ہے پھر روحانی ماں باپ استاذ اور پیر کی قبر کی زیارت سے کیا درجہ ملے گا اور پھر ان کے بھی جو روحانی باپ ہیں اولیاء و اغیاث ان کے مزارات کی زیارتوں سے کیا کیا مراتب و مدارج عطا ہوں گے۔ جو ان کے بھی روحانی باپ ہیں یعنی صحابہ کرام اور اہلبیت عظام ان کی زیارت قبور سے کیا کچھ

نہ عطا ہو گا ۔ جو تمام کے روحانی پیشوا و مقتدای ہیں ۔ حضور خاتم الانبیاء احمدِ مجتبیٰ کے روضۂ انور کی زیارت سے کتنے بے بہا درجات بلند ہوں گے حضور خود فرماتے ہیں ۔ مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔ جس نے میرے روضے کی زیارت کی اس کی شفاعت روزِ قیامت میرے ذمہ ہے ۔ مَنْ زَارَ قَبْرِی کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّ شَہِیْدًا یعنی جس نے میرے روضے کی زیارت کر لی ۔ میں بروزِ حشر شفیع و شہید ہونگا اب وہ لوگ غور کریں جو اپنی کتب میں حضور کے روضۂ انور کی زیارت کرنے کو حرام اور بدعت لکھتے ہیں اور سفرِ زیارتِ روضۂ رسول کو حرام قرار دیتے ہیں ؎

خدا جب دین لیتا ہے ـــ عقل بھی چھین لیتا ہے ۔

(۷) حضور نے عورتوں کی درخواست کرنے پر ان کے لئے ایک دن مقرر فرما کر انہیں وعظ و نصیحت فرمائی ۔ (بخاری) معلوم ہوا کہ کارِ خیر کے لیے دن مقرر کرنا جائز اور سنتِ رسول ہے ۔ جیسا کہ جلسوں اور عرسوں کے دن مقرر ہیں ۔

(۸) حضور عموماً پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے حضور سے پوچھا گیا کہ حضور پیر کے دن کیوں روزہ رکھتے ہیں ۔ حضور نے فرمایا فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ ۔ یعنی اس دن میں پیدا ہوا تھا اسی دن مجھ پر قرآن اتارا گیا ہے (مسلم شریف) معلوم ہوا کہ یوم میلاد یعنی اظہار مسرت کا دن ہے ۔ اسے حضور نے روزہ رکھ کر اظہارِ فرحت فرمایا

اس دن جلوس نکالنا کلمہ و کلام پڑھنا خیرات و صدقات کرنا سب اظہارِ مسرت ہی ہے۔ اور یہ تمام رضائے الٰہی کے لئے جائز و مستحسن ہے

(۹) حضور فرماتے ہیں۔ کہ پیر اور جمعرات کو تمام اعمال دربارِ الٰہی میں پیش کئے جاتے ہیں۔ میں اس بات کو پسند کرتا کہ اَنَا صائم کہ میں روزہ دار ہوں (ترمذی جلد اول صفحہ ۹۲) معلوم ہوا کہ پیر اور جمعرات کے ایام برکت والے ہیں اس دن روزہ رکھنا خیرات کرنا باعثِ ثواب ہے۔

(۱۰) حضور فرماتے ہیں کہ تمام جنت کے دروازے ہر پیر کے دن اور جمعرات کے دن کھولے جاتے ہیں اور ہر اک پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں (یہی مقام) معلوم ہوا کہ یہ دن بابرکت ہیں۔

(۱۱) حضرتِ امّ سلمہ فرماتی ہیں کہ مجھے ہر اک مہینہ کے تین دن کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا تو پیر۔ منگل۔ بدھ یا جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ۔ ابوداؤد نسائی۔ مشکوٰۃ۔ معلوم ہوا کہ ہر ماہ میں یہ دن ہر کارِ خیر کے لئے محبوب ہیں اور انہیں حضور پسند فرمایا کرتے تھے۔

(۱۲) حضور علیہ السلام نے سورۂ ہود جمعہ کے دن پڑھنے کا حکم دیا (دارمی) جو آدمی سورۂ آلِ عمران جمعہ کے دن پڑھے۔ فرشتے رات دن اس کے لئے دعا اور استغفار کرتے ہیں (دارمی)

(۱۳) حضور فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ (مشکوٰۃ باب الجمعۃ) کہ تمہارا درود مجھ پر اس دن عرض کیا جاتا ہے۔ جمعہ کے فضائل اور مسائل

ہم انوار المصابیح میں عرض کر آئے ہیں وہاں دیکھو۔

(۱۴) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اِنَّ عَاشُوْرَاءَ یَوْمٌ مِنْ اَیَّامِ اللّٰہِ (کنز العمال جلد چہارم) یعنی عاشورہ کا دن اللہ کے دنوں سے ہے اسدن اللہ نے حضرت آدم کی توبہ قبول فرمائی۔ اسدن حضرت موسیٰ کے لیے دریا کو چیرا گیا اور آپ کی قوم کو فرعون سے نجات دی گئی تھی اسدن حضرت نوح کی کشتی پہاڑ جودی پہ لگی۔ الغرض یہ دن انبیاء پر انعامات واکرامات کا دن ہے اس دن ان پر انعامات ہوئے

(۱۵) رب العزت قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ یعنی اے محبوب آپ ان کو اللہ کے دن یاد دلائیں۔ معلوم ہوا کہ انبیاء واولیاء کے ایامِ ولادت۔ ایام وفات ایامِ انعامات واکرامات ایام فتوحات سب ایام اللہ میں داخل ہیں خدا خود ایام اللہ کے یاد دلانے کا اپنے محبوبِ مکرم کو حکم دے رہا ہے۔ اور ایام صرف سات ہیں۔ سات ہی دنوں کے مختلف فضائل حدیث میں مذکور ہیں سال کے بارہ ماہ ہیں اور بارہ مہینوں کے فضائل بھی کتبِ احادیث میں مذکور ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ عرسوں اور میلادوں اور بزرگوں کے ختموں کو حرام جاننا کس دلیل کے ماتحت ہے۔ مخالفین آج تک ان کی حرمت پہ کوئی صحیح دلیل پیش نہیں کر سکے۔ بازی گر کی طرح میں نہ مانوں میں نہ مانوں کا وظیفہ پڑھتے یا کرتے رہنا یہ ایک علیحدہ بات ہے بخوشی کرتے رہیں۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

سوال کیا حضور علیہ السلام نے کھانا یا پھل وغیرہ آگے رکھ کر ختم شریف پڑھا ہے۔ اگر قرآن و حدیث میں کھانے پر قرآن پڑھنے اور ایصالِ ثواب کرنے اور دعائے خیر کرنے کا کوئی ثبوت ہے تو بحوالہ کتب بیان فرمائیں۔

جواب رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ قرآن شریف سے جس قدر آسان ہو پڑھو۔ رب العزت نے قرآن خوانی کا مطلق حکم فرمایا ہے۔ سفر میں پڑھو۔ یا حضر میں بیٹھ کر پڑھو۔ یا کھڑے ہو کر چلتے چلتے پڑھو یا لیٹے لیٹے کھانے پر پڑھو۔ یا کھانے کے اول و آخر بہر حال قرآن ہر حال میں پڑھنا برکت ہی برکت ہے۔ معلوم ہوا کہ کھانے پر یا دیگر تبرکات پر قرآن پڑھنے پہ حکم الٰہی پہ عمل کرنا ہے۔ خدا ہر مسلمان کو تلاوتِ قرآن کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(۲) فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ
پس کھاؤ تم ان سے جن پر اللہ کا نام لیا جائے اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔ مشرک لوگ کہا کرتے تھے کہ مسلمان اپنا مارا تو حلال کہتے ہیں اور خدا کا مارا حرام بتاتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی فرمایا کہ کھاؤ ان حلال جانوروں کو جن پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اگر تم اس کی

آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔ معلوم ہوا جو حلال جانور خدا کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں وہ حلال ہیں۔ خواہ وہ حلال جانور قربانی کے ہوں، یا ولیمہ اور عقیقہ کے ہوں۔ خواہ وہ عید میلاد النبی۔ معراج النبی عرسِ اولیاء۔ تیجے دسویں۔ بیسویں۔ چالیسویں پر ہیں۔ سب حلال ہیں۔ ان پر اور دیگر تبرکات پر قرآن پڑھنا۔ درود شریف پڑھنا کلمہ و کلام پڑھنا اور انہیں رضائے الٰہی کے لئے بزرگوں کے نام ایصالِ ثواب کرنا باعثِ برکت۔ موجب رحمت ہے۔ (التفسیر نور العرفان)

(۳) وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔ اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری اس کی پیروی کرو۔ اور پرہیز گاری کرو۔ کہ تم پر رحم ہو۔ جس نے اس کتاب کو اتارا وہ بھی برکت والا جو اسے لے کر آیا وہ بھی برکت والا ہے جس پر یہ کتاب اتری وہ بھی برکت والا ہے۔ اور یہ کتاب بھی برکت والی ہے۔ جس جگہ پر یا جس کھانے یا جس پھل یا جس پانی اور شربت پر یہ کتاب پڑھی جائے برکت ہی برکت ہے۔ معلوم ہوا کہ کھانے اور پانی پر قرآن پڑھنا اور سننا باعث برکت اور موجب رحمت ہے اس کے پڑھنے سے ظاہری و باطنی امراض کو شفا ہوتی ہے۔ گھروں میں برکت ہوتی ہے۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام باذن اللہ شافی الامراض ہوئے حضور سے ہزاروں مریضوں کو شفا ہوئی۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے بے شمار اندھوں۔ کوڑھیوں۔ نابینوں کو شفا ہوئی۔ یہ قرآن بھی تمام ظاہری

و باطنی امراض کے لئے شفاءِ مطلق ہے اور باعثِ برکت ہے۔ معلوم ہوا کہ قرآن کا کھانے اور پانی اور دیگر تبرکات پر پڑھنا باعثِ ثواب اور موجب رحمت ہے۔

(۴) خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ - آپ ان کے مالوں سے صدقہ قبول فرمالیں اور انہیں صاف اور پاک فرمادیں اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ آپ کی دعا ان کے لئے موجبِ اطمینان ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور خدا اور مخلوق کے درمیان ایک وسیلۂ اعظم حضور کے وسیلہ سے ایمان اور عمل قبول ہوتا ہے اس لئے اگر کوئی عیسائی سو سال تک لا الٰہ الا اللہ پڑھتا رہے اسے ایمان عطا نہ ہوگا اگر ایک بار محمد الرسول اللہ پڑھ لے مومن ہو جائیگا - اگر حضور کے کلمہ کے بغیر کوئی سو سال نمازیں پڑھتا رہے اس کی نماز قبول نہ ہوئی یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پاک فرمانے والے ہیں - جسے حضور پاک نہ فرمائیں وہ پاک نہیں ہو سکتا ہے - ابو بکر کو صدیق - عمر کو فاروق - عثمان کو ذوالنورین - علی کو مولٰی بنانے والے حضور ہی ہیں - دوسرے عمر نے حضور سے پاکی حاصل نہ کی وہ ہمیشہ کے لئے ابوجہل ہو گیا - یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور معصوم مطلق ہیں - کیونکہ دوسرے کو پاک وہی فرما سکتا ہے جو خود پاک ہو - مثلاً وہی پانی طہارت بخش ہوتا ہے جو خود پاک ہوتا ہے یہ بھی معلوم ہوا

کہ حضور کی دعا مسلمانوں کے لئے باعث رحمت۔ موجب برکت باعث سکون قلبی ہے۔ وَصَلِّ علیہم سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ربّ العزت نے صحابہ کرام کے لئے دعا فرمانے کا حکم دیا حضور ان کے لئے دعائیں فرماتے رہے۔ جب حضور پیدا ہوئے تو امت کے لئے دعا بخشش فرمائی تمام عمر دعا بخشش فرماتے رہے قبر میں جب رونق افروز ہوئے تو وہاں بھی دعا فرماتے رہے۔ اور قیامت تک حضور دعا فرماتے رہیں گے۔ وَ بالمومنین رؤف الرحیم اسی پر دال ہے۔ حضور علیہ السلام کی یہ عادت کریمہ تھی۔ صحابہ کرام حضور کی خدمت میں جو خیرات وصدقات۔ نذر و نیاز پیش کرتے حضور ان کے حق میں دعا خیر فرماتے۔ جلسوں۔ عرسوں۔ ختموں میں دعا کرنا اسی لئے سنت ہے۔ کھانے اور پانی اور دیگر تبرکات پر کچھ قرآن یا دیگر کلمہ و کلام پڑھنا اور دعا مانگنی سنت رسول اور سنت صحابہ کرام اور اہلبیت عظام اور اولیا عظام کے احادیث و آثار ملاحظہ ہوں۔

(۵) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ جب حضور کی خدمت میں کسی قوم کا صدقہ آتا تھا۔ تو حضور اس کے لئے دعا فرماتے۔ جب میرا باپ صدقہ لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا اللّٰھمَّ صَلِّ علیٰ آلِ ابی اوفیٰ۔ اے اللہ رحمت فرما اوپر آل ابی اوفیٰ کے (بخاری جلد دوم ص ۹۴۱ کتاب الدعوات صل للعلی علی الخیر النبی۔

(۶) حضور علیہ السلام ایک دعوت پر بلائے گئے۔ حضور کے سامنے لاکر کھانا پیش کیا گیا راوی کا بیان ہے۔ فَرَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْہِ عَلٰی تِلْکَ الْجَبْنَۃِ وَتَکَلَّمَ بِمَا شَاءَ پس میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے جو کچھ اللہ نے چاہا پڑھا پس حضور نے شروع کیا کھانا کھلانا یہاں تک کہ تمام جماعت کھا گئی۔

معلوم ہوا کہ جب حضور علیہ السلام کھانا کھاتے تو کچھ کلمہ و کلام پڑھ کر اور دعا خیر فرما کر کھایا کرتے تھے۔ اہلسنت اسے ہی ختم فاتحہ کہتے ہیں۔

(۷) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں جب موسم بہار آتی تو لوگ اپنے اپنے باغوں سے لاکر حضور کی خدمت میں پھل حاضر کرتے حضور اس پھل کو اپنے ہاتھوں میں لیتے اور یوں دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثِمَارِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۸۳) یعنی اے اللہ برکت نازل فرما ہمارے پھلوں میں اور برکت نازل فرما تو ہمارے شہر میں۔ برکت نازل فرما ہمارے صاع اور مد میں پھر آپ خود وہ پھل مدینہ کے بچوں میں تقسیم فرمادیتے (امام ترمذی فرماتے ہیں۔ ہٰذا حدیث حسن صحیح۔ معلوم ہوا کہ کھانے اور پھلوں پر دعا کرنا اور انہیں تقسیم کرنا سنت رسول ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کھانے پانی۔ پھل پر دعا کی جائے وہ تبرک بن جاتا ہے۔ اس لئے یوم عید میلاد

النبی ۔ عرس مصطفےٰ ۔ عرس غوث الوریٰ ۔ عرس اولیاء اور تیجے دسویں بیسویں ۔ چہلم ۔ ششماہی اور برسی کے کھانوں اور پھلوں کو تبرکات ہی کہا جاتا ہے کیونکہ ان پر کلمہ و کلام پڑھا جاتا ہے اور دعا کیجاتی ہے ۔ خدا کی شان اگر کوئی مسلمان ان کی میت پر بھی چلا جائے تو وہ حیران ہوتا ہے کہ یہ نہ فاتحہ خوانی کرتے کراتے ہیں نہ یہ میت کیلئے دعاء مغفرت ہی کرنے دیتے ہیں آخر یہ کہنا پڑتا ہے سہ

یہ دستور زبان بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

(۸) اِنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ تُوُفِّیَتْ اَفَیَنْفَعُہَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْہَا قَالَ اِنَّ لِیْ مَخْرَفًا فَاُشْہِدُکَ اِنِّیْ قَدْ صَدَّقْتُ عَنْہَا (ترمذی)

ایک شخص نے حضور سے عرض کیا سرکار میری ماں فوت ہوگئی ہے اگر میں اس طرف سے صدقہ کردوں تو اسے کوئی نفع پہنچے گا فرمایا ہاں وہ بولا اچھا حضور آپ گواہ رہیں میں نے اپنا باغ اپنی ماں کے لئے صدقہ کردیا ہے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اسقدر سخی ہوا کرتے تھے کہ اپنے بزرگوں کے لئے باغ بھی نیاز میں دے دیا کرتے تھے آج اگر کسی ولی اللہ کی خدمت میں یا قبر پر پھول بھی چڑھائے جائیں تو فوراً حرام حرام کہہ کر شور مچا دیا جاتا ہے حالانکہ جس طرح زندہ کو خوشبو محبوب ہے ایسے ہی موتی کو بھی خوشبو محبوب ہے اس لئے جب کوئی عالم یا پیر فوت ہوجاتا ہے تو لوگ پھول لا کر اس کے

جنازے پر ڈالتے ہیں تاکہ میت اور زائرین کو ثواب پہنچے اور خوشبو آئے صحابی کی ہمت تو یہ تھی کہ والدہ کے لیے باغ نذر کر دیا ہم کم از کم اپنے بزرگوں کے مزارات پر گلدستے اور پھولوں کی چادریں ہی چڑھا دیا کریں تاکہ کلمہ و کلام پڑھنے والوں کے دماغ معطر ہوں وہ زیادہ دیر بیٹھ کر تلاوتِ قرآن اور کلمہ و کلام پڑھ سکیں اور زیادہ دیر تک فیض حاصل کر سکیں۔

(۹) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اِنَّہٗ لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْہُ بَلَغَہٗ ذَالِکَ (مشکوٰۃ ص۲۶۶) یعنی جسے ایصالِ ثواب کیا جا رہا ہے اگر وہ مسلمان ہے تو تم اس کی طرف سے غلام بھی آزاد کیا کرو۔ صدقہ بھی کیا کرو۔ حج بھی کیا کرو ان تمام عبادتوں کا ثواب اسے پہنچتا ہے۔ معلوم ہوا کہ میت کے لیے صدقہ دینا اور غلام آزاد کرنا اور اس کی طرف سے حج کرنا یہ تمام ہی جائز ہے۔ جس طرح گائے۔ بکری۔ دنبہ۔ اونٹ۔ زمین۔ مکان کنواں۔ روپے پیسے گندم۔ چنے۔ چاول مسجد اور مدرسہ کے لیے جائز ہیں۔ تاکہ طلباء دینی تعلیم حاصل کریں یہ چیزیں اسی طرح مزارات کے لیے بھی جائز ہیں۔ کیونکہ وہاں دار السلوک میں مشائخ کرام عرفانی تعلیم دیتے ہیں۔ صوفیوں کو تصوف پڑھایا جاتا ہے انہیں مراقبے مکاشفے۔ مشاہدے سکھائے جاتے ہیں۔ سالانہ عرس پر وعظ و کلام ہوتے ہیں۔ علمائے کرام کی خدمات کی جاتی ہیں۔ سالکین کے اخراجات

پورے ہوتے ہیں - اگر دار العلوم میں علمائے کرام کو جہادِ ظاہری کی تعلیم دی جاتی ہے - تو دار السلوک اور دار المعرفت میں سالکین کو جہادِ باطنی کی تعلیم دی جاتی ہے - انہیں فنا فی الرسول - فنا فی اللہ کے اصول سمجھائے جاتے ہیں اور انہیں وہ اسرارِ معرفت سمجھائے جاتے ہیں - جنہیں وہ حاصل کر کے ولی اللہ بنتا ہے - علامہ اقبال فرماتے ہیں

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپاہ کی تیغ بازی وہ نگاہ کی تیغ بازی

(۱۰) مَنْ قَرَءَ الْاِخْلَاصَ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّۃً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهَا لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ (دُرِّ مختار بحث قرأت للمیّت) جو شخص سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر موتیٰ کی ارواح کو بخشدے تو ہر ایک کو پورا پورا ثواب دیا جائیگا - اس حدیث میں فاتحہ خوانی کا مختصر طریقہ بتایا گیا ہے - اور یہ بھی بتادیا گیا کہ فاتحہ خوانی کے ثواب میں کوئی کمی نہ آئے گی - بلکہ اسے بھی میت کے برابر ثواب ملے گا دوسری حدیث میں آتا ہے اگر قل شریف کو تین بار پڑھا جائے تو قاری کو خدا اپنی رحمت سے پورے قرآن شریف کا ثواب عطا فرما دیتا ہے فاتحہ کی کئی صورتیں ہیں - فاتحہ مطلق - فاتحہ علی الطعام - فاتحہ علی الماء فاتحہ علی الاثمار - یعنی مطلق فاتحہ جو قبروں میں جا کر موتیٰ کے لئے کی جاتی ہے - فاتحہ علی الطعام - جو گھروں میں کھانے اور پانی پر دلائی جاتی ہے فاتحہ علی الاثمار جو فاتحہ پھلوں پر دلائی جاتی ہے - فاتحہ علی اللباس جو موتیٰ

کے ایصالِ ثواب کے لئے کپڑے دیئے جاتے ہیں اور ان پر فاتحہ دی جاتی ہے حضور نے ہر طرح کی فاتحہ خوانی فرمائی ہے۔ اور ہر طرح کی دعاء خیر فرمائی ہے۔ جس طرح صدقات کرنے والوں میں فرق ہے اسی طرح فاتحہ خوانی میں فرق ہے۔ اگر کوئی غریب آدمی ہے۔ تو وہ اپنے موتیٰ کے لئے فاتحہ خوانی مطلق کر دیا کرے یہ بھی سنتِ رسول ہے اگر کوئی امیر ہے وہ اپنے موتیٰ کے لئے فاتحہ علی الطعام۔ فاتحہ علی اللباس کرا لیا کرے۔ اگر کوئی زیادہ امیر ہے۔ کھانا۔ لباس۔ پھل۔ دودھ کھیر چاول۔ گوشت۔ روٹی پر دلا دیا کرے۔ حضرتِ سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی ماں کے نام کنواں ہی نذر کر دیا تھا تاکہ اسے ہمیشہ ثواب ملتا رہے۔ کوئی مسجد۔ کوئی مدرسہ۔ کوئی مزار ولی بنا جاتا ہے۔ کسی ولی اللہ کا مزار بنانا بھی بڑا ثواب ہے۔ ولی کی ظاہری و باطنی ادنیٰ درجہ کی صحبت سو سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ مولنا فرماتے ہیں ؎

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(۱۱) حضرتِ انس نے حضور سے عرض کیا حضور ہم اپنے موتیٰ کے لئے صدقہ کرتے ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ مگر کیا انہیں ثواب عطا ہوتا ہے۔ فَقَالَ نَعَمْ اِنَّمَا یَصِلُ وَیَفْرَحُوْنَ بِهٖ کَمَا یَفْرَحُ اَحَدُکُمْ بِالطَّبَقِ اَذَا اُهْدِیَ اِلَیْهِ فرمایا بیشک ضرور پہنچتا ہے اور اس سے وہ اسی طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تم ایک

دوسرے کو طبق کے ملنے پر خوش ہوتے ہو۔ جبکہ اسے ہدیہ کیا جائے
(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص۳۶۳)

معلوم ہوا کہ ہمارے صدقات و خیرات اور ہماری دعوات کا ثواب موتیٰ کو اسی طرح پہنچتا ہے۔ جس طرح زندوں کی خدمت میں حسب حیثیت امراء اور غرباء نذرانے اور ھدیے پیش کرتے ہیں جس طرح علماء و مشائخ اپنے شاگردوں اور مریدوں سے نذرانے لے کر خوش ہوتے ہیں۔ یا غرباء اور فقراء امراء اور اغنیاء سے خیرات لے کر اسی طرح موتیٰ بھی مسرور ہوتے ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نذرانے یا یہ صدقات فلاں فلاں کی طرف سے آئے ہیں۔ اور یہ تمام نماز۔ روزہ۔ حج۔ دعا۔ خیر کھانا۔ پانی۔ شربت دودھ وغیرہ خاص خاص صورتوں اور شکلوں میں علیٰ حسب الاخلاص موصول ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں فاتحہ علی الصدقات۔ فاتحہ علی الحج۔ فاتحہ علی الدعوات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

(۱۲) حمید اعرج سے روایت ہے کہ جو شخص قرآن ختم کرے۔ پھر دعاء خیر مانگے۔ تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔ صبح و شام تک۔
(تفسیر روح البیان زیر آیت وھذا کتاب اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ پارہ ۷)

معلوم ہوا کہ جو لوگ ختم قرآن کراتے ہیں۔ خدا ان پر اسقدر خوش ہے کہ چار ہزار فرشتوں کو ان کی دعاء مغفرت کے لئے مقرر فرما دیتا ہے اس حدیث میں ختم کے لفظ موجود ہیں۔ یعنی مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ وَخَتَمَہٗ

(۱۴) حضور علیہ السلام نے امیر حمزہ کے لئے تیسرے اور ساتویں اور چالیسویں اور چھٹے ماہ اور سال کے بعد صدقہ کیا۔ یہ تیجہ۔ ساتواں چہلم۔ ششماہی۔ برسی کی اصل ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ تمام ختم سنت رسول ہیں۔ (انوار ساطعہ صفحہ ۱۴۵)

(۱۵) حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ختم قرآن کے وقت اپنے گھر والوں کو جمع کر کے دعا مانگتے۔ (کتاب الاذکار باب تلاوت قرآن نووی)

معلوم ہوا کہ ختم قرآن پر دعا مانگنا اور جمع کرنا مستحسن عمل ہے جیسا کہ آج کل بھی آمین کہلائی جاتی ہے۔ اور ختم دلا کر تبرک تقسیم کیا جاتا ہے

(۱۶) وَيَقْرَءُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَاَوَّلِ الْبَقَرَةِ وَاٰيَةَ الْكُرْسِىِّ۔ وَاٰمَنَ الرَّسُوْلُ وسورة يٰسٓ وَتَبَارَكَ الَّذِىْ۔ وسورة التَّكَاثُرِ وَالْاِخْلَاصِ اِثْنَا عَشَرَ مَرَّةً اَوْ اِحْدٰى عَشَرَ اَوْ سَبْعًا اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَا اِلٰى فُلَانٍ اَوْ اِلَيْهِمْ (شامی بحث قراءۃ للمیت باب الدفن)

یعنی جو ممکن ہو قرآن پڑھے۔ سورہ فاتحہ۔ بقرہ کی اول آیات آیۃ الکرسی۔ امن الرسول۔ یٰس۔ ملک۔ تکاثر۔ اخلاص ۱۲ یا ۱۱ یا ۷ یا ۳ بار پڑھے پھر کہے یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے۔ اس کا ثواب فلاں فلاں کو پہنچا دے۔ یہاں پر پورا طریقہ ختم فاتحہ مروجہ کا آگیا۔ جو احادیث ہی سے ماخوذ ہے۔ وہ احادیث اوپر اسی بحث میں گذر گئی ہیں۔ اس عبارت پر دیوبندی حضرات بار بار غور کریں۔ کیونکہ وہ حنفی کہلاتے

ہیں۔ کھانے سے پہلے کچھ پڑھ کر دعا مانگنا یہ بھی مسنون ہے اور کھانے کے بعد دعا مانگنا یہ بھی مسنون طریقہ ہے۔ اہلسنت دونوں طرح کی احادیث پر عمل پیرا ہیں۔

(۱۷) حضرتِ ابوہریرہ حضور کی خدمت میں کھجوریں لائے اور عرض کیا کہ آپ حضور برکت کے لئے دعا فرمادیں۔ فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَا لِیْ فِیْهِنَّ بِالْبَرَکَةِ آپ نے انہیں ملایا پھر دعائے برکت کی (مشکوٰۃ باب المعجزات) ایک مرتبہ غزوہ تبوک میں کھانے کی کمی ہو گئی۔ حضور نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ جو کچھ جس کے پاس ہو لاؤ۔ سب حضرات کچھ نہ کچھ لائے۔ دسترخوان بچھایا گیا اس پر یہ سب کچھ رکھا گیا فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَکَةِ قَالَ خُذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِکُمْ۔ (مشکوٰۃ باب المعجزات) پھر حضور نے برکت کی دعا فرمائی پھر فرمایا اسے اپنے برتنوں میں رکھ لو۔ اس حدیث میں تمام تبرکات کا ہونا۔ دسترخوان کا بچھانا پھر دعا مانگنا۔ پھر اسے تقسیم فرما دینا پورا ختم بیان ہو گیا۔ اب بھی تمام عرسوں اور ختموں میں یہی ہوتا ہے پہلے کلمہ و کلام پڑھا جاتا ہے۔ پھر دعاءِ برکت مانگی جاتی ہے پھر وہ کھانا اور تبرکات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ یہ عمل اسی حدیث سے ماخوذ ہے۔

(۱۸) حضرتِ جابر نے تھوڑا سا کھانا پکا کر حضور کی دعوت کی حضور تشریف لائے۔ حضور کی خدمت میں گندھا ہوا آٹا پیش کیا گیا فَبَصَقَ

فِیْہٖ وَ بَارَکَ حضور علیہ السلام نے اس میں لعاب شریف ڈالا
اور دعا برکت فرمائی۔ (مشکوٰۃ باب المعجزات)

(۱۹) حضرت ام سلمہ نے کچھ کھانا بطور ولیمہ پکایا اس کھانے پر بہت سے لوگوں کو بلایا گیا فَرَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی تِلْکَ الْحَیْسَۃِ وَ تَکَلَّمَ بِمَا شَاءَ (مشکوٰۃ یہی باب)
میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے اپنا دست مبارک کھانے پر رکھ کر کچھ پڑھا۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور نے کھانا کھانے سے پہلے دعائے برکت فرمائی اور کھانے پر کچھ پڑھا ہاتھ بھی اٹھا کر دعا مانگی گئی پورا ختم احادیث سے ثابت ہو گیا ختم کی اقسام پیچھے عرض کر چکے ہیں۔

یاد رہے کہ ختم میں یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ تلاوت قرآن۔ دعا۔ صدقہ و خیرات جب یہ امور علیحدہ علیحدہ جائز ہیں تو ان کا مجموعہ زیادہ باعث ثواب ہو گا۔ اور زیادہ موجب رحمت و برکت ہو گا۔ مخالفین فرداً فرداً دعا مانگنا۔ قرآن پڑھنا۔ خیرات کرنا جائز کہتے ہیں مجموعی حیثیت سے ناجائز اور حرام اور بدعت کہتے ہیں۔ حالانکہ ختم فاتحہ۔ عرس۔ تیجہ وغیرہ کا ان کی کتب سے بھی جواز ثابت ہے خیر ؎

ہم کہے جاتے ہیں پر وہ ہیں کہ سنتے ہی نہیں
ہم کو کہنے کی انہیں سننے کی عادت ہو گئی

مخالفین کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر ختم نہ پڑھا جائے اور نہ اس پر دعا مانگی جائے۔ مگر یہ اعتراض بھی بیکار ہے۔ کیونکہ

کھانا سامنے رکھ کر کھایا جاتا ہے۔ پانی سامنے رکھ کر پیا جاتا ہے جنازہ سامنے رکھ کر پڑھا جاتا ہے۔ قرآن سامنے رکھ کر پڑھا جاتا ہے احادیث سامنے ہی تو رکھ کر پڑھی جاتی ہیں۔ قبلہ کو سامنے رکھ کر نماز ادا کی جاتی ہے۔ قبر کے سامنے کھڑے ہو کر کے ہی تو دعا کی جاتی ہے۔ استاد کے سامنے بیٹھ کر سبق پڑھا جاتا ہے۔ عالم کے سامنے بیٹھ کر مسائل معلوم کئے جاتے ہیں قبلہ کی طرف رات کو منہ کر کے سویا جاتا ہے قربانی کے جانور کو سامنے کر کے دعا کی جاتی ہے۔ اسے آگے لٹا کر ذبح کیا جاتا ہے۔ عقیقہ اور ولیمہ کے جانور کو سامنے کر کے ذبح کیا جاتا ہے اور اسے سامنے کر کے "اللّٰھم تقبل منی" دعا کی جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم نے کعبہ تعمیر فرما کر سامنے ہو کر دعا کی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع الدعاء اب بھی زائرین کعبہ کے پردے پکڑ کر دعائیں کرتے ہیں۔ سنگِ اسود کو سامنے کر کے اس کے بوسے لئے جاتے ہیں۔ حضور کے روضۂ انور کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا جاتا ہے۔ حضور کا وسیلہ جلیلہ پیش کر کے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی جاتی ہے روضے کی جالیاں چومی جاتی ہیں۔ سامنے ہو کر طواف کعبہ کیا جاتا ہے۔ کیا یہ تمام کام ہی حرام اور ناجائز ہو گئے۔ مخالفین ختم شریف کو چاہئے کہ یہ کام پیچھے سے کیا کریں۔ ہمیں بھی تو یقین ہو جائے کہ ان کے تمام کام ہی الٹے سلٹے ہوتے ہیں۔

ابھی بیدم انہیں تو مشق تیر نازکرنی ہے ۔
کس کی جان جائے یا کسی کا دل نشانہ ہو

چوتھا باب

عرس کئی فوائد پر مشتمل ہے۔ زیارتِ قبور کرنا سنت ہے۔ دوسرے خیرات کرنا سنت ہے۔ تیسرے ایصالِ ثواب کرنا سنت ہے۔ چوتھے قرآن پڑھنا باعثِ برکت اور اس کا سننا موجب رحمت ہے۔ پانچویں عرس کے ذریعہ سے علمائے کرام و مشائخ عظام و ساداتِ فخام کی زیارتیں ہو جاتی ہیں۔ سادات کرام اور مشائخ عظام اور علمائے فخام کی زیارت کرنا بھی حکم رسول کی تعمیل ہے حضور علیہ السلام خود فرماتے ہیں۔ النظر الی العالم عبادۃ۔ چھٹے جتنی دیر عرس میں حاضری رہے گی۔ دنیاوی الجھنوں سے بچا رہے گا۔ ذکرِ خدا۔ ذکرِ مصطفےٰ میں مصروف رہیگا۔ نیز الا فزوروھا۔ یعنی ہاں قبروں کی زیارت کیا کرو۔ ارشادِ نبوی کی بھی تعمیل ہو جائے گی۔ اس حدیث شریفہ میں۔ وقت۔ دن۔ مہینہ۔ سال کی کوئی قید نہیں ہے۔ تعیینِ یوم۔ بلا تعیین یوم ہر طرح جائز ہے۔ فرداً فرداً بھی جائز اجتماعی صورت میں بھی زیارتِ قبر جائز ہے۔ جمع ہو کر قرآن پڑھنا۔ اور قرآن سننا جمع ہو کر خیرات کرنا اور ایصالِ ثواب کرنا بہت ہی باعثِ رحمت اور موجبِ برکت ہے۔ اذکار و خیرات کے فضائل و خصائص ہم باب اول اور دوم میں کثرت سے بیان کر آئے ہیں۔ ساتویں۔ ہر سال کے بعد تمام پیر بھائی آپس میں باہمی ملاقات کر لیتے ہیں۔ مصافحہ کرتے ہیں۔ معانقہ کرتے ہیں۔ جو سنت ہے۔ باہمی محبت اور تعلقات دینی

بڑھنے۔ باہمی مراقبات ومکاشفات اور اذکار و اشغال پر تبادلہ خیالات ہو جاتے ہیں۔ باہمی پیر بھائی ایک دوسرے سے پوچھ لیتے ہیں پیرِ طریقت کی زیارت ہو جاتی ہے۔ ان کی ہدایات سننے کا موقع مل جاتا ہے۔ ان سے مسائلِ فنا فی الرسول۔ فنا فی اللہ کے سمجھنے اور حل کرانے کا موقع مل جاتا ہے۔ نیز ان کے حلقۂ ذکر۔ حلقۂ فکر۔ حلقۂ مراقبہ میں شامل ہونے کا وقت مل جاتا ہے۔ نیز جو لوگ پیر کامل کے متلاشی ہوتے ہیں وہ جا کر وہاں پر بہت سے مشائخ کی زیارت کر لیتے ہیں اور جس سے انہیں حسنِ عقیدت ہو جائے جو زیادہ متبع شریعت اور جامع طریقت ماہرِ حقیقت ہو اس سے مرید ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ عرس پر حاضر ہو نا ہر طرح کے فوائد پر شامل ہے۔ اور بہت سی مشکلات کا حل ہے۔ صوفیاء کرام اور عرفائے عظام کی دعائیں شامل حال رہتی ہیں۔ جن سے بیشمار مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔ روحانی امراض اور جسمانی امراض کا خاتمہ ہوتا ہے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ کامل سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

سوال کیا اولیاء اللہ کی قبروں کو پختہ بنانا پھر ان پر پھول چڑھانا اور چراغ جلانا اور ان کا بوسہ لینا جائز ہے۔ بعض مولوی صاحبان ان امور کو حرام بتاتے ہیں۔

جواب اولیاء کرام اور علماء و مشائخ کی قبروں کو پختہ بنانا یا ان کی قبروں پر قبہ اور گنبد بنانا شرعاً جائز ہے۔ نیز

اولیاءِ کرام اور علماء و مشائخ عظام کے ہاتھ پیر چومنا بعد وصال ان کی قبور کو چومنا بھی شرعاً جائز ہے اور ان کی قبروں پر پھول چڑھانا اور چراغاں کرنا بھی شرعاً جائز ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کا قصہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔ قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓی اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے کہ ہم تو اصحاب کہف پر مسجد بنائیں گے۔ روح البیان میں بنیاناً کی تفسیر میں آیا ہے۔ لَا یَعْلَمُ اَحَدٌ تُرْبَتَهُمْ وَتَكُوْنُ مَحْفُوْظَةً مِّنْ تَطَرُّقِ النَّاسِ كَمَا حُفِظَتْ تُرْبَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَظِيْرَةِ۔ یعنی انہوں نے کہا اصحاب کہف پر ایسی دیوار بناؤ جو ان کی قبر کو گھیر لے اور ان کے مزارات لوگوں کے جانے سے محفوظ ہو جائیں۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام کا مزار شریف چہار دیواری سے گھیر دیا گیا ہے۔ مگر یہ بات جب نامنظور ہوئی تو مسجد بنائی گئی۔ روح البیان میں مسجداً کی تفسیر میں آیا ہے یُصَلِّیْ فِیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَیَتَبَرَّكُوْنَ بِمَكَانِهِمْ یعنی لوگ اس میں نمازیں پڑھیں اور ان سے برکتیں حاصل کریں۔ قرآن کریم میں دو باتوں کا مشورہ آیا ہے۔ ایک تو ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ان کے گرد قبہ بنا دیا جائے۔ ایک یہ کہ مسجد تعمیر کر دی جائے قرآن نے دونوں باتوں کو بلا نکیر ذکر فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں باتیں جب بھی جائز تھیں اور اب بھی جائز ہیں۔ حضور علیہ السلام کو صحابہ کرام نے حضرت عائشہ صدیقہ

نے حجرے میں دفن کیا اگر یہ صحابہ کرام اور اہلبیت عظام جائز نہ سمجھتے تو پہلے حضرتِ صدیقہ کے حجرے کو گراتے پھر سرکار کو دفن فرماتے پھر حضرتِ عمر فاروق نے اپنے دورِ خلافت میں حضور کے مزار کے چاروں طرف کچی دیوار کھنچوا دی پھر حضرتِ عبداللہ بن زبیر نے تمام صحابہ کرام کی موجودگی ۶۳ھ میں اس دیوار کو نہایت مضبوط بنایا اور اس میں پتھر لگوائے۔ (خلاصۃ الوفا علامہ سید سمہودی)

(۲) حضرت عمر فرماتے ہیں ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں روضہ رسول کی ایک دیوار گر گئی، صحابہ کرام اس کے بنانے کے کام میں مصروف ہو گئے ایک قدم ظاہر ہو گیا لوگ گھبرا گئے اور سمجھے کہ یہ حضور علیہ السلام کا قدم شریف ہے۔ حضرت عروہ نے کہا خدا کی قسم یہ حضور کا قدم نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو حضرت عمر فاروق کا قدم ہے (بخاری جلد اوّل کتاب الجنائز)

معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء کی قبور کو پختہ بنانا جائز اور باعثِ تعظیم و تکریم اور موجبِ رحمت و برکت ہے۔ کیونکہ یہ حضرات زندہ ہوتے ہیں ان کی تعظیم و تکریم حیاتِ ظاہری کی طرح فرضِ عین ہے کہ لِتُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ اس پر دال ہے۔

۵۵۷ھ میں بعض عیسائی عابدوں کی صورت میں مدینہ منورہ آئے اور حضور کی قبرِ انور کو سرنگ لگائی، حضور نے خواب میں تین بار بادشاہ کو حکم دیا تو بادشاہ نے آکر ان عیسائی عابدوں کو قتل کرایا اور روضۂ انور کے آس پاس بنیاد کو پانی تک کھودا گیا سیسہ گلا کر اس میں بھر دیا گیا تا کہ

روضۂ انور نہایت مضبوط ہو جائے معلوم ہوا اگر یہ عمل ناجائز ہوتا تو صحابۂ کرام ہرگز نہ انجام دیتے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ حضور کی خصوصیت ہے تو اسے کہا جائے گا کہ حضور کی قبر انور میں حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم بھی دفن ہیں۔ پھر آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ کو بھی یہاں ہی دفن کیا جائے گا۔ اب یہ خصوصیت کہاں رہی۔ (جذب القلوب)

(۳) فَبِنَاءُ الْقِبَابِ عَلٰى قُبُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ اَمْرٌ جَائِزٌ۔ یعنی علماء اور اولیاء و صلحا کی قبروں پر قبے بنانے جائز ہیں۔ (روح البیان زیر آیت اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ) قَدْ اَبَاحَ السَّلَفُ الْبِنَاءَ عَلٰى قُبُوْرِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ وَالْمَشْهُوْرِيْنَ لِيَزُوْرَهُمُ النَّاسُ وَيَسْتَرِيْحُوْا بِالْجُلُوْسِ (مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت) یعنی پہلے علمائے قبروں پر عمارتیں بنانا جائز فرمایا ہے۔ تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام فرمائیں۔

معلوم ہوا کہ مزاراتِ اولیائے دونوں طرح کے فوائد ہیں۔ زائرین کے قلوب بھی ان کے فیوضات سے مجلّٰی ہوتے ہیں جتنی دیر چاہیں ان کی قبروں پر بیٹھ کر آرام سے خواہ گرمی ہو یا سردی۔ قرآن خوانی۔ درود خوانی کریں۔ مراقبات کریں اور ان کے حجرات میں آرام کریں جیسا کہ اکابر اولیائے کرام کے مزارات کے ساتھ حجرات بھی زائرین کے لئے ہوتے ہیں۔ جو فوائد مساجد اور مدارس مذہبی میں حاصل ہوتے ہیں۔ وہی فوائد بلکہ ان سے بھی زیادہ فیوض و فوائد مزاراتِ اولیائے حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی شعائر

اللہ اور آیات اللہ میں داخل ہیں۔ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ اسی پر دال ہے۔

(۴) لَا يُكْرَهُ الْبِنَاءُ اِذَا كَانَ الْمَيِّتُ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ وَالسَّادَاتِ۔ (شامی جلد اول باب الدفن) یعنی مشائخ کرام اور علما و ساداتِ عظام کی قبروں پر عمارت بنانا مکروہ نہیں ہے۔

(۵) قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ يَجُوْزُ ذَالِكَ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سب جائز ہے۔ (میزان کبریٰ آخر۔ جلد اول کتاب الجنائز امام شعرانی) معلوم ہوا کہ اولیاء کرام و ساداتِ عظام کی قبروں پر قبّات اور گنبد اور عمارات بنانا جائز ہے۔ قرآن و احادیث اور اقوال فقہاء سے یہ امور ثابت ہیں۔ خود ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی جائز فرماتے ہیں کچی قبریں عموماً چند دنوں میں گر جاتی ہیں لوگ ان پر اسی طرح چلتے پھرتے ہیں جیسا کہ عام فرش زمین پر۔ اگر اولیاء کرام اور ساداتِ عظام کی قبور پختہ نہ بنائی جائیں تو ان کی بےحرمتی ہو گی۔ ان حضرات کی تعظیم و تکریم شرعاً حیاتِ ظاہری و باطنی میں ضروری ہے۔ نیز لوگ ان سے اسی حالت میں فیوضات و برکات حاصل کر سکتے ہیں۔ جبکہ ان حضرات کے مزارات ہوں۔ نیز کچی قبر والے کا لوگوں کی نظروں میں کوئی وقار نہیں ہوتا ہے۔ اگر ان حضرات کی بھی قبریں کچی ہوں تو لوگ عوام اور خواص میں کوئی تمیز نہ کر سکیں گے اب جس بزرگ کا بھی مزار نظر آتا ہے لوگ کھڑے ہو ہو کر فاتحہ خوانی کرتے ہیں اور ان سے دعائیں لیتے ہیں اور فیضان حاصل کرتے ہیں۔ نیز جس طرح عام گھروں اور مسجدوں

کی تعمیر میں فرق ہوتا ہے اسی طرح عام قبروں اور اولیاء کرام کے مزارات میں فرق ہوتا ہے۔ عوام لوگ ان کے محتاج ہوتے ہیں جس طرح کھیتیاں اور باغات نہروں اور چشموں کے محتاج ہیں۔ ؎

گر تو خواہی ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضورِ اولیاء

(۶) قبور کو پختہ نہ بنانے کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ قبر کو اندر سے پختہ نہ کرنا چاہیئے۔ یہ منع ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔ اَنْ یُّجَصِّصَ الْقُبُوْرَ کہ قبروں کو گچ نہ کریں۔ عَلَی الْقُبُوْرِ نہ فرمایا۔ دوسرے عام قبروں کو پختہ نہ بنایا جائے۔ کیونکہ یہ بے فائدہ ہے۔ یعنی ہر قبر کو پختہ نہ بنایا جائے تیسرے یہ کہ قبر کو فخر و تکلف اور سجاوٹ کے لئے پختہ نہ کیا جائے یہ تینوں صورتیں منع ہیں۔ یعنی اندر سے گچ کرنا اور عام کی قبریں پختہ بنانا اور فخر و تکلف کے لئے بنانا یہ تینوں صورتیں منع ہیں۔ چوتھے قبر کے اوپر عمارت بنانا کہ قبر دیوار کے نیچے آجائے یہ بھی منع ہے۔ باقی حول القبر یہ یا سقفِ قبر پر عمارت بنانا یہ جائز ہے۔ پانچویں قبر کو مسجد بنانا منع ہے۔ یعنی قبر کی طرف نماز پڑھنا منع ہے۔ جیسا کہ یہود و نصاریٰ قبور کو تعظیماً سجدہ کیا کرتے اور ان کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس سے حضور نے منع فرمایا۔ اولیاء کرام کی قبروں کو پختہ بنانے میں یہ کوئی صورت بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کا نشان قائم رکھنا اور ان کا احترام کرنا اور ان سے فیضان حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ حضرت عمر نے حضرت زینب کا قبہ بنایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کا قبہ بنایا۔ حضرت محمد بن حنیف نے حضرت عبداللہ بن عباس کی قبر پہ قبہ بنایا۔ (منتقی شرح مؤطا امام مالک) معلوم ہوا کہ قبور صحابہ کرام اور تابعین عظام پہ قبے بنانا جائز ہیں۔ قبر پہ بیٹھنے کی حدیث میں جو ممانعت آئی ہے وہ یہ ہے کہ قبر کے اوپر نہ بیٹھے یہ معنے نہیں ہیں کہ جالشنین نہ بنے۔ حضور علیہ السّلام کے روضۂ انور کی خدمت حضرت عائشہ صدیقہ کے سپرد تھی وہی اپنے پاس چابی رکھتی تھیں۔ جسے زیارت کرنی ہوتی آپ سے چابی لے لی جاتی تھی۔ اس حدیث سے قبر کی جانشینی ثابت ہے اب بھی روضۂ انور پہ مجاور رہتے ہیں کسی نے اسے ناجائز نہیں لکھا ہے (مشکوٰۃ باب الدفن) جن قبروں کے گرانے کا ذکر حدیث میں آتا ہے۔ وہ کافروں اور مشرکوں کی قبریں تھیں۔ جنہیں حضور نے حضرت علی کو حکم دے کر گرایا تھا (فتح الباری جلد دوم ص۲۰۶) افسوس کہ نجدی نے صحابہ کرام اور اہلبیت عظام کے مزارات تو گرائے۔ اور اب عیسائیوں کی جدہ میں اونچی اونچی قبریں تعمیر کرائی جا رہی ہیں ؎

ستم گر تجھ سے امید کرم ہوگی جنہیں ہوگی
ہمیں تو دیکھنا یہ ہے کہ تو ظالم کہاں تک ہے

(۱) مزاراتِ اولیاء کرام اور ساداتِ عظام اور علمائے فخام پر پھول چڑھانا چادریں چڑھانا جائز ہے۔ اور چراغاں کرنا بھی باعثِ ثواب اور موجب خیر و برکت ہے۔ اولیاء کرام اور مشائخ عظام کے مزارات آیات اللہ اور شعائر اللہ ہیں۔ بلکہ جہاں اللہ والوں کے قدم آجائیں وہ مقامات

بھی شعائر اللہ بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرتِ ہاجرہ کے قدموں کی برکت سے صفا و مروہ شعائر اللہ ہو گئیں۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ اس پر ناطق ہے۔ اور شعائر اللہ عند اللہ واجب التعظیم ہیں۔ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ جو شعائر اللہ کی تعظیم کرے یہ دل کا تقوی ہے۔ معلوم ہوا کہ مزاراتِ اولیا پر پھول چڑھانا۔ اور چادریں ڈالنا۔ اور چراغاں کرنا یہ اولیا اللہ کی تعظیم ہے۔ اس سے ان کی عزت و عظمت کرنی مقصود ہوتی ہے جسقدر ان کی قبور پر پھول ہوں گے۔ زائرین کے دماغ معطر ہوں گے جسقدر ان کے مزارات پر روشنی کا زیادہ انتظام ہو گا۔ قرآن و وظائف پڑھنے والے دور تک بیٹھ کر پڑھ سکیں گے۔ جیسا کہ مسجدوں اور سالانہ جلسوں پر علما و مشائخ کے لئے پھولوں اور روشنی کا انتظام ہوتا ہے۔ یہ تمام چیزیں علمائے کرام کی تعظیم و تکریم میں شامل ہیں

ایک بار حضور علیہ السلام کا دو قبروں پر گذر ہوا حضور نے دیکھا کہ انہیں عذاب قبر ہو رہا ہے۔ حضور نے فرمایا ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا دوسرا چغلخور تھا۔ پھر حضور علیہ السلام نے تر شاخ لے کر اسے چیر کر ہر ایک قبر پر گاڑ دی۔ صحابہ کرام نے یہ عرض کیا حضور آپ نے یہ کیا کیا۔ حضور نے فرمایا۔ لَعَلَّهٗ اَنْ یُّخَفَّفَا عَنْهُمَا مَا لَمْ یَیْبَسَا۔ (مشکوۃ باب آداب الخلاء) جب تک یہ تر رہیں گی۔ ان پر عذاب میں کمی رہے گی۔ معلوم ہوا کہ قبر پر تر چیز ڈالنا تخفیفِ عذاب کا سبب ہے۔ کیونکہ تر چیز یہ

نسبت خشک چیز کے زیادہ تسبیح کرتی ہے۔ (اشعۃ اللمعات میں اسی جگہ آیا ہے۔ کہ اس حدیث سے ایک جماعت نے دلیل لی ہے کہ قبر پہ پھول اور سبزہ ڈالنا جائز ہے۔

مرقات شرح مشکوٰۃ میں اسی جگہ آیا ہے۔ کہ ایک صحابی نے وصیت کی تھی کہ اس کی قبر پہ دو شاخیں ڈالی جائیں۔ معلوم ہوا کہ پھول ڈالنا اس سے بھی بہتر ہیں۔ ایک تو وہ تر ہوتے ہیں دوسرے خشبودار۔

(۲) طحطاوی میں ہے کہ ہمارے بعض متاخرین حضرات نے فتوای دیا ہے کہ پھول چڑھانے اور خوشبو چھڑکنے کی جو لوگوں میں عادت ہے سُنَّۃٌ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ۔ اسی حدیث سے سنت ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۳۶۴ معلوم ہوا کہ اکابر نے مزاروں پہ پھول چڑھانے کو سنت لکھا ہے۔

(۳) وَضْعُ الْوَرْدِ وَالرَّیَاحِیْنِ عَلَی الْقُبُوْرِ حَسَنٌ (عالمگیری باب الکراہیت جلد پنجم باب زیارتِ قبور) قبروں پہ پھول اور خوشبو ڈالنا عمدہ ہے۔ معلوم ہوا کہ مزاراتِ اولیاء پہ پھول ڈالنا۔ خوشبو چھڑکنا عمدہ چیز ہے۔ تلاوت قرآن اور دعا خیر اور پھول اور خوشبو ڈالنے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ اگر صاحبِ قبر گنہگار ہو تو اس کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں تر رہیں گی عذاب قبر میں کمی رہے گی۔ دوسرے یہ کہ اگر صاحبِ قبر بزرگ ہو تو اس کے مراتب میں ترقی ہو گی۔ اعمالِ صالح سے انبیاء و اولیاء کے مراتب میں ترقی ہوا کرتی ہے

گنہگاروں کے گناہ معاف ہوا کرتے ہیں۔ یہی دونوں صورتیں تلاوتِ قرآن اور دعا خیر اور پھول اور خوشبو ڈالنے والوں کے لئے ہیں یا تو ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اگر وہ خود صالحین ہیں تو ان کے مراتب میں ترقی ہوتی ہے

(۴) کعبہ معظمہ پر ہر سال غلاف ڈالا جاتا ہے۔ حضور کے روضے شریف پر ریشمی سبز غلاف چڑھا ہوا ہے۔ اگر یہ منع ہوتا تو نجدی حکومت اسے منع کرتی۔ قرآن و احادیث۔ تفاسیر و تواریخ پر غلاف چڑھائے جاتے ہیں۔ آج تک کسی نے منع نہیں کیا ہے۔ یہ سب کچھ کعبہ معظمہ اور روضۂ انور اور قرآن و احادیث کی عزت و عظمت۔ تعظیم و تکریم کرنا مقصود ہے دیکھو تفسیر روح البیان پارہ ۱۰ ازیر آیت اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ

(۵) تمام قبروں پر ضرورت کے لئے اور مزاراتِ اولیا پر اظہارِ عظمت کے لئے چراغ جلایا جاتا ہے۔ تاکہ زائرین کو اندھیرے سے گھبراہٹ نہ ہو جیسا کہ اندھیرے میں مسجدوں میں لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ اور مدارس اور گھروں میں گھبراہٹ ہوا کرتی ہے۔ اگر مزارات پر چراغ نہ ہوں گے۔ تو مجاورین۔ زائرین اور ذاکرین کو ہر طرح کی تکلیف ہو گی۔ انہیں سانپ بچھو کا پتہ نہ چلے گا۔ وہ دیکھ کر قرآن شریف نہ تلاوت کر سکیں گے دیگر وظائف نہ پڑھ سکیں گے۔ چراغ زائرین و ذاکرین کی ضرورت کے لئے ہوتے ہیں۔ اور اولیا کے مزارات کی اظہار عظمت ہوتی ہے۔ نیز راہیوں اور مسافروں کے لئے جیسے مسجدوں میں آرام ہوتا ہے۔ اسی طرح انہیں مزارات پر آرام ملتا ہے۔ دیکھو روح البیان پارہ ۱۰ زیر آیت

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ) حرم شریف میں ہمیشہ بلب اور قمقمے روشن رہتے ہیں اور حضور علیہ السلام کے روضۂ انور پہ بھی روشنی کا بہترین انتظام ہے۔ ہزاروں زائرین روشنی میں قرآن پڑھتے ہیں درود شریف پڑھتے ہیں اذکار و وظائف پورے کرتے ہیں یہ روشنی کا انتظام اب بھی دورِ نجدی میں بدستور قائم ہے۔ آج تک کسی نے منع نہیں کیا ہے کہ کعبہ میں اتنے بلب کیوں جلائے جاتے ہیں۔ فضول خرچی ہے۔ آج ہمارے گھروں میں کئی کئی بلب بجلی کے روشن ہیں مسجدوں اور مدرسوں میں کئی کئی بلب جلتے ہیں۔ سالانہ جلسوں پہ مخالفین بھی ہزاروں بلب اور قمقمے روشن کرتے ہیں۔ تاکہ سالانہ جلسہ کی زیب و زینت دوبالا ہو جائے حاضرین جلسہ دیکھ کر زیادہ سے زیادہ مسرور اور محظوظ ہوں ؎

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

رب العزت فرماتا ہے۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ اے محبوب تم فرما دو کون ہے جو اللہ کی زینت کو حرام کرے۔ جسے لوگوں کے لئے نکالا ہے۔ قبر پہ چراغ جلانے کی جو ممانعت حدیث میں آئی ہے وہ چراغ بلا ضرورت اور بے فائدہ کی ہے۔ بلا ضرورت تو مسجد میں بھی چراغ جلانا منع ہے۔ مسجدوں میں تمام رات چراغ کہاں جلائے جاتے ہیں اور مدارسِ مذہبی میں بھی تو چراغ تمام رات نہیں جلتے اپنا کام کیا پھر چراغ بجھا دیے۔ جب ضرورت ہوئی چراغ جلائے گئے۔

سوال شب قدر - شب برات - شب معراج - شب عید میلاد النبی پر عموماً مسجدوں میں روشنی کی جاتی ہے۔ بعض مولوی صاحبان اسے فضول خرچی اور حرام کہتے ہیں۔

جواب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں ستره سو قندیلیں روشن فرمائی تھیں۔ (روح البیان زیر آیت إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ) معلوم ہوا کہ مساجد میں زیادہ سے زیادہ روشنی کرنا سنتِ انبیا ہے

حضرت تمیم داری کچھ قندیلیں اور رسیاں اور تیل لائے۔ انہیں مسجد نبوی کے ستونوں سے لٹکا کر جلایا تو حضور نے فرمایا نَوَّرْتَ مَسْجِدَنَا نَوَّرَ اللّٰہُ عَلَيْكَ تم نے ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تعالیٰ تمہیں روشن کرے۔

(۲) حضرت عمر نے مسجد میں چراغاں کیا۔ اور قندیلیں لٹکائیں یہ دیکھ کر حضرت علی نے اظہار مسرت فرمایا۔ نَوَّرْتَ مَسْجِدَنَا نَوَّرَ اللّٰہُ قَبْرَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اے عمر جس طرح آپ نے ہماری مسجد کو روشن کیا خدا تمہاری قبر کو روشن فرمائے گا۔

(۳) حضور فرماتے ہیں۔ مَنْ أَسْرَجَ فِي مَسْجِدٍ سِرَاجًا لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ وَحَمَلَةُ الْعَرْشِ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ مَا دَامَ لَهُ فِي الْمَسْجِدِ ضَوْءُهُ (تفسیر کبیر زیر آیت إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ) جو شخص مسجد میں چراغ جلائے جب تک مسجد میں اس کی روشنی رہتی ہے۔ فرشتے اس کے لئے دعا مغفرت کرتے

رہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسجدوں میں روشنی کرنا سنتِ انبیاءؑ اور سنتِ صحابہ کرام اور اولیاءِ عظام ہے۔ اسے حرام کہنا خود جاہل ہونا۔ اور سیاہ رو ہونا ہے۔ اسی طرح مزارات کی روشنی پر اعتراض کرنا تیرہ بختی ہے ؎

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

(۱) شعائر اللہ اور آیات اللہ کی تعظیم و تکریم کرنا عند اللہ اور عند الرسول باعثِ برکت اور موجبِ رحمت ہے۔ قرآن کو چومنا۔ حدیث کو چومنا۔ کعبہ کے در و دیوار کو چومنا۔ حضور کے روضۂ انور کو چومنا استاد اور پیر کے ہاتھ پیر چومنا۔ ماں باپ کے ہاتھ پیر چومنا۔ مزاراتِ اولیاء کو چومنا۔ سنگ اسود کو چومنا باعثِ ثواب اور موجبِ رحمت ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں۔

حضرت ذراع فرماتے ہیں۔ جب ہم مدینہ منورہ آئے اور اپنی سواریوں سے اترتے ہی جلدی کرتے تھے۔ فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهٗ۔ (مشکوٰۃ باب المصافحہ) پس ہم حضور کے ہاتھ پیر چومنے لگے۔ معلوم ہوا کہ حضور کے ہاتھ پیر چومنا سنتِ صحابہ کرام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر حضور کے ہاتھ پیر چومنا منع ہوتے۔ تو حضور ضرور منع فرما دیتے۔ کیونکہ حرام کام کو نہ روکنا شانِ رسالت کے خلاف ہے۔

(۲) صفوان بن عسال سے روایت ہے فَقَبَّلَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ (مشکوٰۃ

باب الکتابۃ) انہوں نے حضور کے ہاتھ پیر چومے۔

(۳) حضرت صدیقہ فرماتی ہیں۔ فَقَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَھُوَ مَیِّتٌ (مشکوٰۃ باب ما یقال عند حضرۃ الموت) یعنی حضور نے عثمان بن مظعون کو بوسہ دیا حالانکہ ان کا وصال ہو گیا تھا۔

(۴) جس منبر پر حضور علیہ السلام خطبہ فرماتے تھے اس پر ابن عمر اپنا ہاتھ لگا کر چومتے تھے۔ ثُمَّ یَضَعُھَا عَلٰی وَجْھِہٖ (شفا شریف) معلوم ہوا کہ تبرکاتِ انبیاء و اولیاء کو چومنا باعثِ ثواب۔ موجبِ برکت ہے۔

(۵) ارکانِ کعبہ کو چومتے سے بعض علماء نے اولیاء اللہ کے تبرکات کو چومنا جائز لکھا ہے۔ امام احمد بن حنبل سے کسی نے پوچھا کہ حضور کے منبر اور قبر انور کو چومنا کیسا ہے۔ فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ (شرح بخاری ابن حجر پارہ ششم ص۱۱۵) معلوم ہوا کہ اکابر نے اس عمل کو محبوب فرمایا ہے۔

(۶) بنی اسرائیل پر جب کوئی حملہ کرتا تو وہ تابوت سکینہ جس میں انبیاء و مرسلین کے تبرکات تھے۔ وہ اسے سامنے رکھتے۔ بنی اسرائیل اس کی برکت سے دشمن پر فتحیاب ہو جاتے۔ وَ بَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَ اٰلُ ھٰرُوْنَ تَحْمِلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ (تفسیر خازن مدارک۔ پارہ ۲) معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء کے تبرکات باعثِ برکت۔ موجبِ رحمت

ان کے طفیل اللہ رب العزت دشمنوں کو مغلوب فرماتا ہے مصائب کو دور فرماتا ہے۔ حاجتیں پوری فرماتا ہے۔

(۷) حضرت اسماؓ کے پاس حضور علیہ السلام کا جبہ شریف تھا جو مریض آتا آپ اسے دھو کر پلاتیں۔ وہ مریض شفا یاب ہو جاتا (مشکوٰۃ کتاب اللباس) معلوم ہوا کہ انبیاء و مرسلین اور اولیاء کاملین کے تبرکات باعث شفا موجب رحمت ہوتے ہیں۔

(۸) حضرت خالد بن ولید جنگ میں اپنی ٹوپی میں حضور کا بال شریف رکھا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ دشمنوں پر فتحیاب ہو جاتے تھے۔

(۹) حضور علیہ السلام نے وضو فرمایا حضرت بلال نے وہ غسالہ شریف لے لیا دوسرے صحابہ کرام بلال کی طرف دوڑے جس کو اس غسالہ شریف کی تری مل گئی اس نے اپنے منہ پر مل لی۔ جسے نہ ملی اس نے دوسرے کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ مل کر اپنے منہ پر پھیر لیا۔ (مشکوٰۃ باب لسترہ) معلوم ہوا کہ حضور کا غسالہ شریف بھی تبرک تھا اور صحابہ کرام اسے اپنے غسالہ پر قیاس نہ کیا کرتے تھے۔ بلکہ اسے باعث رحمت موجب برکت سمجھ کر فیضان حاصل کیا کرتے تھے۔ پھر ان لوگوں کا اپنے جلسوں میں شور مچانا اور رسالوں میں لکھنا کہ صحابہ کرام حضور کو اپنی طرح بشر سمجھا کرتے تھے یہ کتنا بڑا بہتان ہے معاذ اللہ

(۱۰) اپنے ماں باپ کی قبر کو چومنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عالمگیری کتاب الکراہیت باب زیارت القبور) معلوم ہوا کہ اکابر علمائے کرام نے بھی اپنے ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینا جائز لکھا ہے۔ پھر استاد اور

پیر کا درجہ تو ماں باپ سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔

(۱۱) بوسہ کی پانچ صورتیں ہیں۔ اوّل بوسۂ رحمت جیسے والدین اپنے فرزند کو چومتے ہیں۔ بوسۂ ملاقات جیسے بعض مسلمان بعض کو بوسہ دیں۔ بوسۂ شفقت جیسے فرزند اپنے ماں باپ کے ہاتھ پیر چومے (۴) بوسۂ محبت۔ جیسے کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو بوسہ دے (۵) بوسۂ شہوت۔ جیسے شوہر اپنی بیوی کا بوسہ لے۔ جب والدین کے ہاتھ پیر چومنا جائز ہیں اور سنگِ اسود کو چومنا سنت ہے۔ تو انبیاء و اولیاء کی قبور چومنا اور بھی باعثِ برکت ہے۔

(۱۲) فتاوٰی رشیدیہ جلد اوّل صـ۵۲ پر ہے۔ دیندار کی تعظیم کو کھڑا ہونا درست ہے۔ اور ایسے شخص کے پاؤں چومنا بھی درست ہیں

(۱۳) سجدہ کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) سجدۂ عبادت کسی غیر اللہ کو خدا سمجھ کر سجدہ کرنا یہ سجدہ شرعاً کفر ہے۔ جو یہ سجدہ کرے گا۔ کافر ہو جائیگا۔ (۲) سجدۂ تعظیم یہ سجدہ پہلی امتوں کے لئے کرنا جائز تھا۔ جیسا کہ حضرت آدم کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ اور امتیں اپنے پیغمبروں کو سجدہ کیا کرتی تھیں۔ لیکن حضور علیہ السلام نے اسے اپنی امت کے لئے حرام فرما دیا ہے۔ اس کا مرتکب اعلیٰ درجہ کا گنہگار ہے۔ سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے۔ انبیاء و اولیاء کے مزارات اور ان کے تبرکات کو چومنا سنت ہے۔ اور علمائے کرام و مشائخ عظام کے ہاتھ پیر چومنے جائز۔ بلکہ والدین کے ہاتھ پیر چومنے بھی جائز ہیں۔ جیسا کہ ہم دلائل سے ثابت کر آئے ہیں۔

اگر اب بھی کوئی میں نہ مانوں ہیں نہ مانوں کا وظیفہ کرتا رہے

یہ اس کی مرضی ہے ؎

دکھتی ہوئی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج

بیمار زبانوں کو برا لگتا ہے پانی!

سوال آپ نے عرس مصطفےٰ اور گیارہویں غوث الورٰی پر بہت سے قرآن و احادیث سے دلائل پیش فرما کر ثابت فرمایا کہ یہ امور مستحسن اور باعث برکت ہیں ۔ اب آپ یہ بھی بیان فرمائیں کہ کیا گیارہویں اور عرس کو علمائے دیوبندیہ اور علماء وہابیہ نے بھی جائز لکھا ہے ۔

جواب ۔ پہلے ہم اپنے اکابر علمائے کرام و مشائخ عظام کی کتب معتبرہ سے ثبوت پیش کریں گے ۔ پھر ہم اکابر دیوبندیہ اور اکابر وہابیہ کی کتب سے جواز ثابت کریں گے ۔ نمبروار ملاحظہ ہو ۔

(۱) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ قَدِ اشْتَهَرَ فِیْ دِیَارِنَا هٰذَا الْیَوْمُ الْحَادِیْ عَشَرَ وَهُوَ الْمُتَعَارَفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا مِنْ اَهْلِ الْهِنْدِ مِنْ اَوْلَادِهٖ (ماثبت من السنۃ ص۳) یعنی ہمارے شہروں میں گیارہویں شریف کا دن مشہور ہے ۔ اور یہی ہمارے مشائخ جو غوث اعظم کی اولاد سے ہیں ان کے نزدیک متعارف ہے ۔

آگے چل کر پھر گیارہویں شریف کی بابت فرماتے ہیں ۔ هُوَ الَّذِیْ

اَدْرَكْنَا عَلَيْهِ سَيِّدَنَا شَيْخَ الْاِمَامِ الْعَارِفِ الْكَامِلِ شَيْخَ عَبْدُ الْوَهَّابِ الْقَادِرِيِّ الْمُتَّقِيْ فَاِنَّهٗ يُحَافِظُ فِيْ يَوْمِ عُرْسِهٖ هٰذَا التَّارِيْخِ - (ماثبت من السنۃ ۱۲۷م) یعنی یہ وہ تاریخ ہے جس پر ہم نے شیخ عارف کامل عبدالوہاب قادری کو پایا - یہ تمام حضرت اسی تاریخ کو حضور غوث پاک کا عرس پاک کیا کرتے تھے - معلوم ہوا (جیسا کہ ہم اوپر حضور غوث پاک کا معمول نقل کر آئے ہیں - کہ حضور غوث پاک ہمیشہ گیارہ ربیع الآخر کو حضور علیہ السلام کا عرس کیا کرتے تھے) کہ غوث اعظم کی تاریخ وصال بھی گیارہ ربیع الآخر ہی ہے - اس لیے عرس غوث الورٰی بھی گیارہ ربیع الآخر کو ہی ہونے لگا - جیسا کہ ہر جگہ ہوتا ہے ؎

تیرے جد کی ہے بارھویں غوث اعظم
ملی ہے تجھے گیارھویں غوث اعظم

(۲) شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولٰنا جلال الدین صاحب کو لکھتے ہیں - اعراس پیراں بر سنت پیراں بسماع و صفائی جاری دارند (مکتوبات - مکتوب ۱۸۲م) یعنی اے جلال الدین عرس پیراں کو ساتھ سماع و صفائی کے جاری رکھیں - معلوم ہوا کہ عرس اولیا بڑے بڑے اکابر کرتے آئے ہیں - اور اپنے خلفا کو اس سنت پر عمل پیرا رہنے کی تلقین کرتے آئے ہیں -

(۳) حضرت ملا جیون صاحب نورالانوار - استاذ سلطان عالمگیر اورنگ زیب فرماتے - وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْعُرْسَ الْمَنْذُوْرَ لِلْاَوْلِيَاءِ

کہ ھُوَ الرَّسْمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَیِّبٌ (تفسیراتِ احمدیہ ص۲۹ -)
اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کے لئے مانی جاتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے۔ حلال وطیّب ہے۔
(۴) حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم شاہ صاحب محدّث دہلوی کا حال لکھتے ہیں کہ وہ قصبہ ڈاسنہ میں حضرتِ مخدوم اللہ دیا علیہ الرحمۃ کے مزار پر زیارت کو تشریف لے گئے۔ جب آنے لگے تو حضرت مخدوم اللہ دیا نے مزار شریف سے ارشاد فرمایا اے عبدالرحیم ذرا ٹھہرو کچھ کھا کر جانا یہ سن کر والد صاحب ٹھہر گئے۔ پھر ایک عورت اپنے سر پہ چاول شرینی لے کر آئی۔ اور عرض کیا۔ کہ میں نے یہ نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا۔ میں اس وقت کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا کے دربار میں ٹھہرنے والوں کو پہنچا دوں گی، وہ اسی وقت آگیا اور میں نے یہ نذر پوری کر دی ہے۔ (انفاس العارفین ص۴۵)

سمجھائے کون بلبلِ غفلت شعار کو
محدود کر لیا ہے چمن کی بہار کو

(۵) حضرت علامہ عبدالغنی فرماتے ہیں۔ بزرگوں کے لئے جو نذر مانی جاتی ہے۔ اور اسے مریض کے شفا حاصل ہونے پر یا غائب کے آنے پر معلق کیا جاتا ہے۔ تو وہ نذر مجاز ہے۔ اس سے اولیاء اللہ کی قبور پر خادمین کے لئے صدقہ کرنا مراد ہوتا ہے۔ (حدیقہ ندویہ)
(۶) حضرت شاہ رفیع الدین محدّث دہلوی فرماتے ہیں۔ لفظِ نذر کہ اینجا

مستعمل شود۔ نہ بر معنی شرعی است۔ چہ عرف آنست کہ پیش بزرگاں برند ونذر و نیاز گویند (رسالہ النذر) یعنی لفظِ نذر جو اس جگہ مستعمل ہوتا ہے۔ یہ نذرِ شرعی نہیں ہے۔ بلکہ نذر عرفی کہلاتی ہے۔ جو بزرگوں کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ اسے نذر و نیاز کہتے ہیں۔

(۷) حضرت علامہ رافعی ردّ المختار جلد اول ص۱۲۳ میں فرماتے ہیں وَنَذرُ الزَّیتِ وَالشَّمعِ لِلاَولِیاءِ یُوقَدُ عِندَ قُبُورِهِم تَعظِیمًا لَّهُم وَمُحَبَّةً فِیهِم جَائِزٌ" ۔ یعنی تیل اور شمع کی نذر ماننا اولیاء اللہ کے لئے کہ ان کی قبروں کے نزدیک شمعیں جلائی جائیں ان کی تعظیم و محبت کے لئے تو یہ جائز ہے ؎ عقلمنداں توں نکتہ کافی لوڑ نہیں دفتر دی

بے ادباں نوں اثر نہ کردی پند بنی مرودی

(۸) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب اشعۃ اللمعات باب زیارتِ قبور میں فرماتے ہیں۔ کہ روح میت مے آید خانہ خود را شبِ جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق کند از وے یا نہ۔ یعنی جمعرات کو روح اپنی گھر میں آکر نظر کرتی ہے۔ کہ لوگ اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا کہ نہیں۔ معلوم ہوا کہ جمعرات کو جو لوگ فاتحہ دلاتے ہیں اور اپنے بزرگوں اور عزیزوں کے لئے صدقہ کرتے ہیں۔ ان کی ارواح خوش ہوتی ہیں۔ جو لوگ فاتحہ نہیں دلاتے ان کے بزرگوں کے ارواح ناراض جاتے ہیں۔ آگے مزید عرض کریں گے۔

(۹) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب الانتباہ میں

فرماتے ہیں۔ پس دہ مرتبہ درود خوانند۔ ختم تمام کنند و بر قدرے شرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا سوال نمایند۔ یعنی پھر دس بار درود شریف پڑھ کر ختم پورا کریں۔ اور شرینی پہ خواجگانِ چشت کی فاتحہ دیں پھر خدا سے دعا کریں۔

(۱۰) حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنی کتاب زبدۃ النصائح کے صـ۱۲۳ پر فرماتے ہیں۔ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصالِ ثواب بروح ایشان پزند و بخوانند مضائقہ نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیاء را ہم خوردن جائز است۔ یعنی دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے پکائیں تو کوئی حرج نہیں ہے اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو اسے اغنیا بھی کھا سکتے ہیں۔

(۱۱) شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنے والد ماجد کا ہمیشہ عرس کرایا کرتے تھے۔ مولوی عبد الحکیم پنجابی نے ان پر اعتراض کیا کہ تم نے عرس کو فرض سمجھ لیا ہے۔ جو ہر سال کراتے ہو۔ شاہ عبد العزیز نے یہ جواب دیا کہ طعن کرنے والا میرے حال سے ناواقف ہے۔ کہ فرائضِ شرعیہ کے سوا کوئی شخص کسی چیز کو فرض نہیں جانتا ہے۔ البتہ زیارتِ قبور اور صالحین کے مزارات سے فیض حاصل کرنا اور تلاوتِ قرآن اور دعائے خیر کرنا شرینی اور کھانا تقسیم کرنا امر مستحسن اور بہ اتفاق علما جائز ہے اور عرس کا روز معین کرنا اس لئے ہے۔ کہ وہ دن روزِ وصال کے لئے یادگار ہو۔ ورنہ اگر ہر روز بہ نسبت کارِ خیر عرس مبارک کیا جائے تو نجات کا سبب ہے۔ بعد میں

آنے والوں کے لئے لازم ہے کہ اپنے بزرگوں کے ساتھ (فاتحہ ۔ درود ۔ عرس وغیرہ کا احسان کرتے رہیں ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ نیک لڑکا اپنے والدین کے لئے دعائے خیر کرتا ہے ۔ (زبدۃ النصائح ص۱۲ شاہ عبدالعزیز)

(۱۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں ۔ طعامیکہ ثواب آں نیاز امامین نمایند بر آں قل و فاتحہ درود خواندن متبرک میشود و خوردن آں طعام بسیار ثواب است (فتاوٰی عزیزیہ ص۷۵) جس کھانے پر حضرت امام حسن وحسین کی نیاز دلائیں اس پر قل شریف ۔ فاتحہ ۔ درود شریف پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا ثواب ہے ۔

(۱۳) پھر آپ اسی کتاب کے ص۴۱ پر فرماتے ہیں ۔ اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال بروح ایشاں پختہ بخوانند جائز است ۔ مضائقہ نیست ۔ اگر مالیدہ اور شیر کسی بزرگ کی روح کے لئے ایصال ثواب سمجھ کر پکا کر کھلاوے ۔ تو جائز ہے ۔

(۱۴) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے ملفوظات کے ص۸ پر فرماتے ہیں ۔ کہ جب والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا تیجا ہوا کہ روز سوم کثرت ہجوم مردم آں قدر بود کہ بیروں از حساب است ۔ ہشتاد و یک کلام اللہ بشمار آمدہ زیادہ ہم شدہ کلمہ را حصر نیست ۔ یعنی تیسرے دن لوگوں کا اسقدر ہجوم تھا کہ وہ ہجوم شمار سے بھی باہر تھا اکیاسی قرآن شریف ختم ہوئے ۔ جو شمار میں آئے ورنہ زیادہ ہوئے ہوں گے کلمہ طیبہ کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں تھا ۔

(١٥) حضرت ملا علی قاری اپنے فتاوٰی ارجندی میں حدیث نقل فرماتے ہیں۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے خود اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تیجا کیا تھا۔ قَالَ كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ مِنْ وَفَاةِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ اَبُوْذَرٍّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ تَمَرَةٌ يَابِسَةٌ وَلَبَنُ النَّاقَةِ وَخُبْزُ الشَّعِيْرِ۔ فَوَضَعَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ فَقَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ الْفَاتِحَةَ مَرَّةً وَسُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَقَرَاَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَنْتَ لَهَا اَهْلٌ وَهُوَ لَهَا اَهْلٌ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ عَلٰى وَجْهِهٖ فَاَمَرَ لِاَبِيْ ذَرٍّ اَنْ يُّقَسِّمَهَا وَثَوَابُ هٰذِهِ الْاَطْعِمَةِ لِابْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ۔ یعنی حضرت ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا تیسرا دن تھا۔ کہ حضرت ابوذر حضور کی خدمت میں آئے ان کے پاس کچھ سوکھے چھوہارے اور اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی تھی۔ ان چیزوں کو سامنے لا کر رکھ دیا تو حضور نے اس پر ایک بار سورۂ الحمد تین بار سورۂ اخلاص پڑھی اور درود پڑھا۔ پھر حضور نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور چہرے پر پھیرے اور ابوذر کو فرمایا کہ ان چیزوں کو تقسیم کر دیں اور ان چیزوں کا ثواب میرے فرزند ابراہیم کو پہنچے معلوم ہوا کہ تیجا کرنا سنت رسول ہے۔ اور یہ تبرک کا باعث برکت ہے۔

بحوالہ ... ج ۲ ص ۱۸۰ مجموعات ابوسعید

لے تو آئے ہیں انہیں راہ پہ ہم باتوں میں
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

اب ہم مخالفین کے اکابر کی کتب معتبرہ سے ختم فاتحہ گیارہویں عرس۔ تیجا۔ دسواں وغیرہ ثابت کرتے ہیں۔

(۱) مولوی محمد اسماعیل دہلوی امام الوہابیہ اپنی مشہور کتاب صراط مستقیم کے ص۵۵ پر یوں لکھتے ہیں۔ ترجمہ ہر عبادت جو کہ مسلمان سے روا ہو سکے اس کا ثواب موتی کو پہنچا دے اور اس کے پہنچانے کا طریقہ دربار الٰہی میں دعائے خیر کرنا ہے۔ پس جو خود بہتر اور بہت اچھا ہے۔ اگر وہ شخص اس کے حق والوں سے ہے جس کے روح کو ثواب پہنچانا ہے تو اس صورت میں بقدر اس کے حق کے ثواب پہنچانا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ پس فاتحہ و عرس اولیاء اللہ اور ان کی نذر و نیاز اس میں کوئی بھی شک و شبہ نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ فاتحہ نذر و نیاز۔ عرس اولیاء کرنا اور اولیاء اللہ کی ارواح کو ایصال ثواب امام الوہابیہ کے نزدیک بھی جائز ہے۔ بلکہ ہمارے دیوبندیوں نے تو اپنے سیاسی رہنما مہاتما گاندھی کا بھی عرس کیا۔ اس کے لئے قرآن پڑھا گیا پھر قرآن شریف کا ثواب اسے بخشا گیا ؎

اچھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(۲) حافظ محمد لکھوی پیشوائے غیر مقلدین اپنی کتاب احوال الآخرت

کے صلہ پہ یوں فرماتے ہیں ؎

رات جمعہ دی مغرب پچھوں اک روایت آئی
آون روح گھر اپنے اندر یا جیتھے آشنائی
باہر گھروں کھلوتے دیکھن تحم جو دنیا کردے
آکھن کدے تے اسیں بھی آہیے وقت الویں نہی بھردے
ہن اسیں ہوئے محتاج کما کر چھوڑ وڈے وچہ قبراں
دیہو اساںوں راہ اللہ دے لیئو اساڈیاں خبراں
منتاں عاجزیاں کر منگن رووں کر کر زاری
جے کوئی پڑھ کر بخشے یا کجھ دیوے چیز پیاری
کرن دعائیں راضی ہوون خوشیاں کردے جاون
جے کوئی کجھ نہ بخشے انہاں سوندیاں تیک تکاون
ناامید عشاؤں پچھوں آکھن یار خدایا!
رحمت بعنیں ایہناں خالی رکھیں ساتوں جیویں بھلایا

حافظ محمد لکھوی کے درد انگیز اشعار کو غیر مقلدین صاحبان بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ وہ حدیث رسول کو بیان فرما کر غیر مقلدین کو ہدایات فرما رہے ہیں۔

(۳) حافظ محمد لکھوی گیارہویں شریف کی بابت اپنی کتاب زینت الاسلام حصہ اول صـ۲۱ پر لکھتے ہیں۔ بغور ملاحظہ ہو۔

اہو حکم جو یارہویں نہ یوں کھانا دودھ مٹھائی

جے قصد تقرب پیر ہووے تاں خاصہ شرک ابھائی
جے شرط نہ سمجھن ایہہ اس دن دلوں جان سکھالا
یا اس دن یاد خیرات آوے منع نہ کریں لکھالا

حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ گیارہویں کو نذر اللہ اور بنام غوث اعظم سمجھ کر جو دے گا اس کے لئے جائز ہے۔ ورنہ شرک ہے اب حافظ صاحب سے کوئی پوچھے کہ تم تو غیر مقلدین کو اپنی طرف سے ہدایت فرما کر قبرستان میں چل بسے اب تمہارے مریدین ہی تم پر کفر کے فتوای لگانے لگے کہ حافظ صاحب نے مسئلہ گیارہویں شریف کو غلط لکھا۔ اور مرتے مرتے اہلسنت مذہب کی اپنے باپ کی طرح تائید کر گیا۔ معلوم ہوا کہ گیارہویں پیشوائے غیر مقلدین کے نزدیک بھی جائز ہے۔ مگر یہ کہنا چاہیئے کہ نذر اللہ اور بنام سرکار غوث اعظم سے کفر تو نا خدا خدا کرکے۔

(۴) حضرت مولٰنا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد اکابر علماء دیوبند اپنے رسالہ ہفت مسئلہ کے صفحہ پر ارشاد فرماتے ہیں۔ رہا تعین تاریخ یہ بات تجربہ سے ثابت ہوئی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو۔ اس وقت وہ یاد آجاتا ہے۔ اور ضرور ہو رہتا ہے نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا ہے پس اس مصلحت کی بنا پر بھی گیارہویں اور عرس وغیرہ کے لئے دن مقرر کیا جاتا ہے۔

(۵) مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تحذیرالناس کے صتٖ۳۲ پر لکھتے ہیں۔ جنید کے کسی مرید کا یکایک رنگ متغیر ہوگیا آپ نے سبب پوچھا تو بذریعہ مکاشفہ اس نے کہا میں اپنی ماں کو دیکھتا ہوں کہ وہ دوزخ میں ہے۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار کلمہ پڑھا ہوا تھا۔ یوں سمجھ کہ کہ بعض روایات میں اسقدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ آپ نے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخشدیا اور اس کو اطلاع نہ دی بخشتے ہی دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے پھر آپ نے سبب پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ میں اب اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ مکاشفہ بزرگانِ دین حق ہے۔ انہیں جنت اور دوزخ کے حالات کا علم ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کلمات طیبات کا ثواب فوراً ہی پہنچ جاتا ہے۔ عموماً جنہوں پر جو کلمہ طیبہ ایک لاکھ پڑھا جاتا ہے وہ اسی حدیث سے ماخوذ ہے۔ تو تیجے پر چنے پڑھے جاتے ہیں ؎

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

(۶) مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے فتاویٰ رشیدیہ کے صتٖ۹۲ پر لکھتے ہیں۔ اہل عرب سے معلوم ہوا ہے۔ کہ عرب شریف کے لوگ حضرت سید احمد بدوی کا عرس بہت دھوم دھام سے کرتے ہیں خاص کر علمائے مدینہ منورہ حضرت امیر حمزہ کا عرس کرتے رہے ہیں جن کا مزار مقدس احد پہاڑ پر ہے۔ معلوم ہوا کہ اعراس اولیا صرف ہندوستان

ہی میں نہیں ہوتے۔ بلکہ ہر جگہ ہوتے ہیں۔ جیساکہ مولوی صاحب لکھ رہے ہیں۔

(۷) مولوی صدیق حسن خاں بھوپالی امام الوہابیہ اپنی کتاب الداء والدوا کے صلا پر لکھتے ہیں ایک طریقہ خواجگان کا یہ ہے کہ سوائے درود شریف کے ہر چیز کو مع تسمیہ پڑھے۔ پھر فاتحہ سات بار درود ایک سو بار پھر الم نشرح اناسی بار پھر سورہ اخلاص ایک ہزار بار۔ پھر فاتحہ سات بار اور درود ایک سو بار اور کسی قدر شرینی پر فاتحہ حضرات مشائخ پڑھ کر تقسیم کر دے۔ معلوم ہوا کہ اکابر وہابیہ اور اکابر دیوبندیہ۔ ختم فاتحہ۔ عرس وگیارہویں کو جائز و مستحسن جانا کرتے تھے۔ اب اسقدر تعصب بڑھ گیا ہے۔ کہ تمام دیوبندی اور وہابی حرام حرام کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ اور

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کانگرس میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی

(۸) مولوی صدیق حسن خان بھوپالی امام الوہابیہ اسی کتاب کے صلا پر ختم قادریہ یوں لکھتے ہیں۔ ختم قادریہ۔ پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود شریف ایک سو گیارہ بار پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

پھر شیرینی پر فاتحہ جیلانی پڑھ کر تقسیم کرے۔ غیر مقلدین دونوں ختموں کو بار بار پڑھ کر غور فرمائیں۔ کہ کیا عرسِ غوث الورٰی ہی ہے۔ یا کوئی اور بھی تمام عرسوں پر اور ختموں پر بھی کچھ ہوتا ہے

پوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

(۵) مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مدیر اخبار اہلحدیث و مصنف تفسیر ثنائی وہانی جماعت ثنائیہ حیاتِ طیبہ کے صہ۱۲ پر فرماتے ہیں۔ گیارہویں بظاہر ایک بزرگِ اسلام کی یادگار کا ایک جلسہ ہے۔ اگر اسے مذہب کا جامہ نہ پہنایا جاتا بلکہ دنیاوی صورت میں اسے بطور یادگار کے سالانہ جلسہ کیا جاتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ غیر مقلدین اپنے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا فتوٰی بار بار پڑھیں کہ وہ کیا فرما رہے ہیں کیا اس فتوٰی کا مقصد یہ تو نہیں ہے۔ کہ جلسہ گیارہویں پر قرآن و احادیث نہ پڑھیں اور نہ حضور کی شان بیان کریں۔ یا یہ مقصد ہوگا کہ جلسہ گیارہویں پر کسی مہمان کو کھانا نہ دیا جائے اور کوئی تبرک بھی ہرگز نہ تقسیم کیا جائے اور غوث اعظم کی روحِ پاک کے لئے کسی قسم کا بھی ایصالِ ثواب نہ کیا جائے۔ اگر یہی مقصد ہے تو آپ ہی فرمائیں یہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ سے حسنِ عقیدت ہے۔ یا ان سے کھلی عداوت۔ نیز فرمائیں حاضرین جلسہ گیارہویں جو دور و دراز سے آکر شریک ہوں گے (جیسا کہ دور دراز

سے وہابیوں اور دیوبندیوں کے سالانہ مدرسوں کے جلسوں اور اجتماعوں میں غیر مقلدین اور دیوبندی صاحبان خوب شوق سے آتے ہیں اور ان کے لیے کھانے اور رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ یہ ان مہمانوں کی مہمان نوازی ہے یا ان سے عداوت کیا تمہارا کوئی جلسہ آج تک ایسا سالانہ ہوا ہے جس میں مہمانوں اور مقامیوں کے لئے انتظام نہ کیا گیا ہو۔ ایسا سلوک تو وہ غریب آدمی بھی نہیں کرتا۔ جن کے یہاں کوئی میت ہو جائے۔ اور دور سے اس کے عزیز اس کے ہاں اظہار افسوس کو آئیں اور یہ پانی تک بھی اپنے عزیزوں کو نہ پوچھے۔ اسے کہتے ہیں۔ اولیاء اللہ سے عداوت اور حسد و عناد آپ صاحبان فرمائیں جب نمازیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ درود شریف پڑھتے ہو تو یہ درود شریف سرکار غوث اعظم پر بھی پڑھتے ہو کہ نہیں اگر پڑھتے ہو تو تمہاری یہ نماز دین میں داخل ہے یا کہ نہیں اگر نہیں تو نماز باطل۔ اگر دین میں داخل ہے تو تین نماز میں تم نے حضور کے بعد اہلبیت رسول جس میں سرکار غوث پاک بھی شامل ہیں درود شریف پڑھ دیا۔ کیا نماز میں ان پر درود شریف دنیاوی طور پر جمع ہو کر پڑھتے ہو۔ مولوی صاحب کو آج تک دنیا کے معنے ہی معلوم نہیں ہوئے۔ جس دنیا کو آپ نے گلے لگا رکھا ہے۔ حضور علیہ السلام اسے فرماتے ہیں۔ اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنٌ۔ اَلدُّنْيَا جِيْفَةٌ وَّطَالِبُهَا كِلَابٌ۔ مسلمان کے پاس تو دین ہی دین ہے۔ البتہ کافر کے پاس دنیا ہے۔ وہ دین سے محروم۔

ہے۔ ایمان داروں کی شان ہے۔ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ آپ ہی اپنی ذرا بات پہ کچھ غور کریں
ہم اگر آپ کو کچھ کہدیں شکایت ہوگی

(۱۰) مولوی رشید احمد گنگوہی پیشوائے فرقہ دیوبندیہ و ہابیہ اپنے فتاوٰی رشیدیہ کے ص۵۰۱ پر فرماتے ہیں۔ ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارہویں و توشہ کرنا درست ہے۔ معلوم ہوا کہ اکابر دیو بند بھی گیارہویں کے جواز کے قائل تھے۔

(۱۱) اب ہم حضورِ غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حضور علیہ السلام سے حسنِ عقیدت میلاد النبی کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو حضورِ غوث پاک حضور علیہ السلام کا میلاد شریف ہمیشہ بڑی حسنِ عقیدت سے کرایا کرتے تھے اور آپ خوب ہی اس پر خیرات فرمایا کرتے تھے۔ یہ میلاد شریف بارہ ربیع الاول کو ہوا کرتا تھا عرسِ مصطفےٰ آپ گیارہ ربیع الآخر شریف کو دھوم دھام سے کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم عرض کر آئے ہیں۔

ایک رات سرکار غوث اعظم کو حضور رحمتہ اللعٰلمین۔ خاتم المرسلین کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور نے فرمایا بیٹا عبد القادر تم نے ہمیں بارہویں سے یاد کیا۔ ہم تمہیں گیارہویں عطا فرماتے ہیں۔ جس طرح تم دھوم دھام سے ہمیں بارہویں سے یاد کرتے ہو۔ لوگ تمہیں گیارہویں سے یاد کیا کریں گے۔ کیونکہ یہ حضور علیہ السلام کی طرف سے گیارہویں شریف عطیہ اور دان ہے۔ اس لئے یہ عرسِ غوث الوریٰ

بہت ہی دنیا میں مشہور و معروف ہو گیا۔ بلکہ مسلمانوں کے علاوہ بہت سے ہندو۔ سکھ۔ عیسائیوں کو بھی گیارہویں کی نیاز تقسیم کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ وہ کہا کرتے ہیں کہ گیارہویں شریف کی برکت سے ہماری بہت سی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ ہماری مصیبتیں رفع ہوتی ہیں۔ گھروں میں برکت ہوتی ہے۔ دیکھو کتاب یازدہ مجلس اور جاء الحق ص ۲۳۱۔

اعلیحضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں ؎

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

اب ہم اس کتاب کو ختم کر کے دعا کرتے ہیں۔ کہ رب العزت اسے اپنے محبوب معظم اور اہلبیت مکرم اور صحابہ معظم اور اولیاء مفخم کے طفیل نافع و قبول فرمائے۔ آمین آمین بحرمت سید المرسلین

حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام سے پرخلوص گذارش ہے کہ وہ جہاں جہاں اس ہیچ مدان کی کتاب میں اغلاط ملاحظہ فرمائیں۔ اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں یا احقر کو مطلع فرمائیں تاکہ بعد شکریہ اصلاح کر دی جائے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیرِ خلقہٖ محمدٍ وّاٰلہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْن۔

ھمدم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا مہر محمد خان صاحب ہمدم کی تصنیفات

(۱) شاہنامہ اسلام جدید جلد اول

یہ کتاب ایک مقدمہ چہار ابواب پر شامل ہے۔ مقدمہ میں یہ مضامین ہیں۔ آنحضور کا نور و ظہور۔ آنحضرت اور جبریل کا مکالمہ۔ ارشادِ حق۔ امانت۔ نورِ مصطفےٰ کے فیضان نور مصطفےٰ کی برکتیں۔ حضرت آدم کی بیٹے کی وصیت۔ حضرت سلیمان کا دورہ۔ شہنشاہِ یمن کا دورہ۔ حضرتِ عیسیٰ کی بشارت۔ ابرہہ کے لشکر کی تباہی۔ حضرتِ عبدالمطلب کی کرامات۔ حضرتِ عبداللہ کی کرامات۔ حضرت عبداللہ کا یہودیوں سے معرکہ۔ حضرتِ آمنہ کی کرامات۔ آنحضرت کی ولادت باسعادت آنحضرت اور ہامم کا مکالمہ سبزپوش قافل۔

ابوجہل کا معبود۔ حضرت عباس کی حیرت۔ حضرتِ ابوسفیان کی حیرت
حضرتِ زباب کا ایمان لانا۔ حضرتِ نضلہ اور عیسیٰ کا مکالمہ۔ حضرتِ
تمیم داری اور دجال کا مکالمہ۔ اصطلاحاتِ ضروریہ۔ اسلام
کے عورتوں پہ احسانات۔

باب اول میں یہ مضامین ہیں۔ حمد۔ لغت۔ باعثِ تصنیف
عذرِ مصنف۔ مختصر رودادِ مصنف۔ احوال زمانہ ماضی۔ ابلیس
کی تقریر۔ آنحضرت کی ولادت۔ سلام۔ باب دوم میں یہ مضامین
ہیں۔ حضرتِ عبداللہ کا وصال۔ حضرتِ حلیمہ سعدیہ۔ آنحضرت اور
عباس کا مکالمہ۔ شرح صدر۔ مراجعت۔ سفرِ بطحا۔ حضرتِ آمنہ کی وفات
والیسی۔ حضرت عبدالمطلب کا وصال۔ سببِ عدم سایہ۔ سفرِ شام
اصلاح اقوام کی تشکیل۔ آنحضرت کی تجارت۔ آنحضرت کی شادی
تعمیرِ کعبہ۔ نزولِ قرآن۔ آفتاب رسالت کا طلوع۔ حضرتِ
صدیق کا ایمان لانا۔ آنحضرت کی تقریر۔

باب سوم میں یہ مضامین ہیں۔ قریش مکہ کا اجتماع۔ حضرتِ امیر
حمزہ کا ایمان لانا۔ حضرت عمر کا ایمان لانا۔ قریش مکہ کی مجلسِ
مشاورت۔ عاشقانِ رسول پہ مظالم۔ جنات کی مجلسِ مشاورت۔ روایات
قریش کی مجلسِ مفاہمت۔ ضماد ازدی کا قبول اسلام۔

باب چہارم میں یہ مضامین ہیں۔ قریش مکہ کا وحشیانہ اقدام
حضرتِ جعفر کی تقریر۔ قریش کی مجلسِ ترکِ معاملات۔ آنحضرت

کا سفر طائف۔ طفیل کا قبولِ اسلام۔ ابوذر غفاری کا قبول اسلام
معراج نامہ اسلام۔ قیمت دو روپے

۴۔ شاہنامہ اسلام جدید جلد دوم

یہ کتاب بھی چہار ابواب پر شامل
ہے۔ بابِ اول میں یہ مضامین ہیں۔ ہجرتِ الحبشہ۔ حضرتِ صہیب کی ہجرت۔ حضرت عمر کی ہجرت۔ قریشِ مکہ کا اجلاس۔ شب ہجرت۔ انعام کا اعلان۔ غارِ ثور سے روانگی۔ سراقہ بن مالک۔ آنحضرت کا امّ معبد کے خیمہ پر قیام۔ بریدہ اسلمی کا قبول اسلام۔

باب دوم میں یہ مضامین ہیں۔ آنحضرت کی آمد۔ جلوس۔ اظہار مسرت۔ استحکام امن کا معاہدہ۔ قریش کا جوشِ غضب۔ آنحضرت کی تقریر۔ قریش مکہ کی سازش۔ ابوسفیان کی تجویز۔ ابوجہل کی تقریر۔ ابوسفیان کا پیغام۔ آنحضرت کی مجلسِ شورائی۔ حضرتِ مقداد کی گذارش۔ حضرتِ سعد کی گذارش۔ لشکرِ اسلام کی تیاری۔ آنحضرت کی دعا۔

باب سوم میں یہ مضامین ہیں۔ معرکہ بدر۔ ابوجہل کی تقریر۔ ابوجہل کی موت۔ جبریل کا معرکہ۔ حضرتِ رقیہ کی وفات۔ واپسی۔ حضرتِ سیدہ کی شادی۔ آنحضرت کی رحمت۔ حضرت زید اور خبیب کی شہادت۔ ابوسفیان کا خطاب۔ شیخ نجد کا مکر و فریب۔

باب چہارم میں یہ مضامین ہیں۔ ایک خاتون سے مذاق۔ آنحضرت

کا خطاب - قریش کا جوشِ انتقام - قریش مکہ کی تیاری - دو ننھے مجاہد
لشکرِ اسلام کی آمد - لشکرِ اسلام کی ترتیب - لشکرِ اشرار کی ترتیب -
قریشی عورتیں - ابو عامر کی تقریر - طلحہ کی تقریر - قیمت دو روپے

۲۳ شاہنامہ اسلام جدید جلد سوم

یہ کتاب بھی چہار ابواب پر شامل ہے

باب اول میں یہ مضامین ہیں - غزوۂ احد - حضرتِ علی کا معرکہ
حضرتِ حمزہ کا معرکہ - آنحضرت کا لشکر اسلام کو خطاب - حضرتِ
خالد کا حملہ - حضرتِ مصعب کی شہادت - حضرت انس کی جاں نثاری
حضرتِ سعد کا جوش ایمان - خواتین اسلام کے جذبات - حضرت
حنظلہ کی شہادت - حضرتِ امیر حمزہ کی شہادت - آنحضرت کی
زیارت - حضرت امّ عمّارہ کی جانبازی - حضرت سیّدہ کی آمد -
حضرتِ صفیہ کا جذبہ ایمانی - آنحضرت کا معرکہ - واپسی -
ایک خاتون کا جوش ایمان - یہودیوں کی شرارت -

باب دوم میں یہ مضامین ہیں - معرکہ احزاب - آنحضرت
کی بزم مشاورت - چوبیس ہزار کے لشکر کی آمد - حضرتِ صفیہ
کی جانبازی - لشکرِ اشرار کا دھاوا - عکرمہ کا طوفانی رسالہ حضرت
علی کی جانبازی - افسرانِ فوج کا خفیہ اجلاس - ابوسفیان کا
فوج کو خطاب - آنحضرت کی دعا - حضرت عمیر کا ایمان لانا -
صلحِ حدیبیہ - سفیر قریش کی آمد - شرائط صلح - حضرتِ علی کا جوش

ایمان - باب سوم میں یہ مضامین ہیں - معرکہ خیبر - حضرت علی کا معرکہ - ایک یہودی کی گرفتاری - حضرت حباب کا معرکہ - فتح مکہ قریش مکہ دربارِ رسالت میں - معرکہ حنین - لشکر اسلام کی روانگی آنحضرت کی اہلِ طائف پہ نظرِ رحمت - دخترِ حلیمہ کی آزادی - جنگِ موتہ - سفر تبوک -

باب چہارم میں یہ مضامین ہیں - حضرتِ عبداللہ کا ایمان لانا حضرتِ کعبؓ انصاری کا امتحان - آنحضرت کا آخری حج - آنحضرت کا زہرا سے خطاب - آنحضرت کا انصاف - پیغامِ وصال - آنحضرت کی آخری نماز - آنحضرت کا وصال شریف - قیمت دو روپے

یہ کتاب بھی

۴ - **شاہنامہ اسلام جدید جلد چہارم** ایک مقدمہ اور چار ابواب پر شامل ہے - مقدمہ میں یہ مضامین ہیں آنحضرت کا نور و ظہور - تمام انبیاء حضور کے نائبین ہیں - آنحضرت خدا کی نعمتوں کے قاسم ہیں - آنحضرت کی تعظیم اصلِ ایمان ہے - حضور جانِ جہاں ہیں - نائبانِ مصطفےٰ کی محبت - حضور کی محبت ہے - حضور کی توہین عین کفر ہے - تمام مخلوق حضور کی محتاج ہے - تمام قرآن حضور کی نعت ہے - حضور مالکِ کونین ہیں - حضور عالم ما کان و مایکون ہیں - حضور حاضر و ناظر ہیں - حضور حیات النبی ہیں - حضور معصوم مطلق ہیں - حضور خاتم المرسلین ہیں - حضور نبی امی ہیں

حضور شفیع المذنبین ہیں۔ حضور مجسم معجزہ ہیں۔ حضور کا سراپائے اقدس۔ حضور کے فضلات طاہرہ۔

باب اول میں چار رسائل ہیں۔ نورِ مصطفےٰ۔ شانِ قرآن۔ شانِ اسلام۔ شانِ امتِ مصطفےٰ۔

باب دوم۔ معجزاتِ مصطفےٰ پر شامل ہے۔

باب سوم۔ معجزاتِ انبیاء پر شامل ہے۔

باب چہارم۔ ان چار رسائل پر شامل ہے۔ شانِ صدیق شانِ فاروق۔ شانِ عثمان۔ شانِ علی۔ قیمت چار روپے۔

(۵۱) انوار المصابیح

یہ کتاب بھی ایک مقدمہ اور چار ابواب پر شامل ہے مقدمہ میں اصولِ حدیث۔ اقسامِ حدیث۔ اقسامِ تقلید۔ حضرتِ امام اعظم کے فضائل پر دلکش بحث ہے۔ بابِ اول میں یہ مسائل ہیں احکام طہارت۔ غسل کرنا۔ وضو کرنا۔ مسنوناتِ وضو۔ مستحباتِ وضو۔ مکروہاتِ وضو۔ ناقضاتِ وضو۔ فضائلِ اذان۔ فضائلِ نماز۔ زبان سے نیت کرنا۔ نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھنا۔ نماز پڑھنے کا طریقہ۔ فرائضِ نماز۔ مسنوناتِ نماز۔ مستحباتِ نماز۔

باب دوم میں یہ مسائل ہیں۔ نماز مومنوں کی معراج ہے اذان وتکبیر کے کلمات۔ ماہِ رمضان میں سحری کی اذان ہنیں ہے۔ امام اور مقتدی حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ نماز میں عاجزی سے

قیام کرو۔ دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا۔ قرأت خلف الامام منع ہے۔ رفع یدین کرنا منع ہے۔ نماز تسبیح۔ نماز حاجت۔ نماز شب عاشورہ۔ نماز زیارت۔ نماز شب برأت۔

باب چہارم میں یہ مضامین ہیں۔ نماز عید۔ حضرت اسماعیل کی قربانی۔ نماز تمام انبیاء کی یادگار ہے۔ نماز مصطفےٰ۔ نماز صدیق نماز فاروق۔ نماز عثمان۔ نماز علی۔ نماز عبداللہ بن زبیر۔ نماز زید و حبیب۔ نماز مسلم۔ نماز عبداللہ بن عباس۔ نماز ابو طلحہ۔ نماز عبداللہ بن مبارک۔ نماز امام اعظم۔ نماز امام شافعی۔ نماز ثابت بنانی۔ نماز حسن بصری۔ ایک بے نماز اور شیطان کا مکالمہ۔ حضور اور اونٹ کا مکالمہ۔ بے نماز کی وجہ سے ایک گاؤں کی تباہی۔ ایک بے نماز کی خنزیر کی صورت۔ نمازیوں اور سانپ کا مکالمہ۔ قبر میں بے نماز پر عذاب۔ شارح مسلم اور استاذ کا مکالمہ قیمت چار روپے۔

۶ شانِ فاطمہ

یہ کتاب بھی ایک مقدمہ چار ابواب پر شامل ہے۔ مقدمہ میں یہ مضامین ہیں۔ فضائل صحابہ کرام۔ فضائل اہلبیت عظام۔ فضائل ساداتِ کرام۔

باب اول میں یہ مضامین ہیں۔ حضرت سیدہ کی ولادت۔ سلام حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی اولاد۔ خصائص فاطمہ۔ ایک سو کے قریب جمع کئے ہیں۔

باب دوم میں یہ مضامین ہیں۔ حضرتِ سیّدہ کی تربیت۔ حضرت مریم کی کرامات۔ حضرتِ سیّدہ کی سیرت۔ مسلم خواتین کے لئے مشعلِ ہدایت ہے۔ اسلامی تعلیم سے خواتین اسلام کی بے رغبتی۔ حضرتِ سیّدہ حضور کی مظہرِ صفات ہیں۔ قریش مکہ کے حضور پر مظالم اور حضرتِ سیّدہ کی خدماتِ اسلامی حضرت سیّدہ کی اعانتِ رسول۔ حضرتِ سیّدہ کی جنگِ احد میں خدمتِ رسول۔ حضرتِ سیّدہ کی غم خواری۔ حضرتِ سیّدہ کی غمگساری آنحضور اور حضرتِ سیّدہ کی شفاعت۔

باب سوم میں مضامین ہیں۔ حضرتِ سیّدہ کی شادی۔ حضرتِ سیّدہ کا جہیز۔ حضرتِ سیّدہ کے جہیز کی شان۔ حضرتِ سیّدہ کی ایک شادی میں شرکت۔ حضرتِ سیّدہ کی شانِ رفعت۔ حضرتِ سیّدہ کی شان۔ ایک اسرائیلی کا ایمان لانا۔ حضرتِ سیدہ کی دعوت حضرتِ سیّدہ کی بہشتی ناقہ۔ حضرتِ سیّدہ کے لئے بہشتی انار۔ خدا کا فیصلہ۔ امام حسین کی محبت۔ بہشتی طعام۔ فقر اختیاری۔ حضرتِ سیّدہ کا ایثار۔ آنحضور سے کنیز کی گذارش۔ آنحضرت کے ارشادات

باب چہارم میں یہ مضامین ہیں۔ حضرتِ سیّدہ کی زاری۔ آنحضور کے مزار کی زیارت۔ حضرتِ سیّدہ کی دعا۔ حضرتِ سیّدہ کی دعائے خیر۔ حضرتِ سیّدہ کی وفات۔ حضرتِ عائشہ صدیقہ کے حالات۔ حضرت زینب کے حالات۔ حضرتِ سودہ کے حالات۔

حضرت امِّ سلمہ کے حالات۔ حضرتِ امِّ حبیبہ کے حالات۔ حضرتِ عمر کی کنیز۔ حضرتِ رابعہ بصریہ۔ حضرتِ عبداللہ کی ایک ضعیفہ سے ملاقات۔ حضرتِ عبداللہ تستری۔ میاں بیوی کا مکالمہ۔ حضرتِ ابراہیم ادہم کی دعا۔ حضرتِ عبداللہ کی دعا۔ حضرت بایزید بسطامی حضرت بایزید بسطامی کی ماں۔ حضرتِ امام اعظم کی والدہ۔ حضرت امام اعظم سے فریب۔ حضرتِ غوثِ اعظم کی والدہ۔ حضرت غوثِ اعظم کی پھوپھی۔ حضرتِ خواجہ قطب الدین کی ماں۔ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کی والدہ۔ ابلیس کا فریب دینا۔

قیمت ڈھائی روپے ۲/۸

۷ شانِ حسن

یہ کتاب بھی ایک مقدمہ اور چار ابواب پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں یہ مضامین ہیں فضائلِ خلفائے راشدین۔ خصائص اہلبیتِ کرام۔ محبتِ صحابہ و اہلبیتِ عظام۔ خلافتِ باطنی۔ اختلافات۔ فضائل صحابہ کرام فضائل اہلبیت عظام۔ فضائل امیر معاویہ۔ اہلبیت سے امیر معاویہ کی حسنِ عقیدت۔ اہلبیت کی امیر معاویہ سے محبت۔ حضرتِ امیر معاویہ کی یزید کو وصیت۔ باب اول میں یہ مضامین ہیں۔ فضائل فاطمہ، حضرت سیدہ کا فقر اختیاری۔ حضرت سیدہ کی چادر۔

باب دوم میں یہ مضامین ہیں۔ خصائص امام حسن۔ حضرت امام حسن کا ایثار۔ نقاب پوش۔ غلام کی آزادی۔ حضرت امام حسن کا احسان

باب سوم میں یہ مضامین ہیں - امام حسن کی فراست - آنحضرت کی فراست امام حسن کی کرامت - امام حسن کی کرامت - امام حسن کا وظیفہ - امام حسن کی کرامت - بشارتِ جنت - امام حسن کا خلق - امام حسن کی شہادت مروان کی سازش - امام حسن کا دورہ موصل - والسپی - فیصلہ - شانِ شہداء - یہ ایک مستقل رسالہ ہے - جو حیاتِ انبیاء - حیاتِ شہداء - حیاتِ اولیاء پہ لکھا گیا ہے - اس رسالہ میں یہ مضامین ہیں - حیاتِ انبیاء - مجاہد کی شادی - قبر میں قرآن خوانی - تلاوتِ قرآن - قبر سے قرآن کی آواز - اعرابی - شاہی فرمان - امام بوصیری - سلطان ہمفہ کی ولادت - حضرتِ عمیر کی شہداء سے ملاقات - فردوس شہیداں - حضرت امام حسین کی نماز - حیات اولیاء - دورِ قرآن - فرزند کی بشارت - شیخ سعدی سے ملاقات - شاہ عبدالرحیم سے ملاقات - قبر سے آواز - مریدہ کو پانی پلانا - دعوتِ طعام - پیر کی نماز - مخدوم صابر کی نماز - دشمن کی ہلاکت - فقیر - مرید کی اعانت - پیر کی نگاہِ کرم والسپی - کعبہ کی زیارت - آپ یہاں بھی اور وہاں بھی - حضرت سلطان باہو کی بیعت - مرید کی امداد - فرزند رسول کی پیشگوئی قیمت ۲/۸ روپے

۸ مظلوم کربلا

یہ کتاب بھی ایک مقدمہ چہار ابواب پہ لکھی گئی ہے - مقدمہ میں یہ مضامین ہیں - حضرتِ انسان اقسامِ روح - حیاتِ انبیاء و اولیاء - اقسامِ حیات - شانِ مجاہد - شانِ شہید - اقسام شہادت - روح اور نفس کا جہاد - اقسامِ لعنت -

اقسامِ مصیبت ۔ مقاماتِ امتحان ۔ مقام شہادت ۔ یوم عاشورا ۔

باب اول میں یہ مضامین ہیں ۔ حضرتِ آدم اور امام حسین ۔ حضرت شیث اور امام حسین ۔ حضرتِ ادریس اور امام حسین ۔ حضرت نوح اور امام حسین ۔ حضرت ہود اور امام حسین ۔ حضرت صالح اور امام حسین حضرتِ ابراہیم اور امام حسین ۔ حضرت اسماعیل اور امام حسین ۔ حضرتِ یعقوب اور امام حسین ۔ حضرت شعیب اور امام حسین ۔ حضرتِ موسیٰ اور امام حسین ۔ حضرتِ یونس اور امام حسین ۔ حضرتِ عزیر اور امام حسین حضرتِ ایوب اور امام حسین ۔ حضرتِ زکریا اور امام حسین ۔ حضرت یحیٰ اور امام حسین ۔ حضرتِ عیسیٰ اور امام حسین ۔ ختم المرسلین اور امام حسین حضرتِ صدیق اکبر اور امام حسین ۔ حضرت فاروق اعظم اور امام حسین ۔ حضرت عثمان غنی اور امام حسین ۔ حضرتِ علی مرتضےٰ اور امام حسین ۔ حضرت حسن اور امام حسین سے

برق انتقام بہ دشمنانِ امام ۔ قیمت پانچ روپے

۹۔ شہید کربلا یہ کتاب ایک مقدمہ چار ابواب پر لکھی گئی ہے ۔ مقدمہ میں حضرت امام حسین کے فضائل و خصائص کمالات و کرامات پر دلکش پیرایہ میں بحث کی گئی ہے ۔

باب اول میں حضرت امام حسین کی مدینہ منورہ سے روانگی اور مکہ معظمہ میں قیام اور حضرت امام مسلم اور امام مسلم کے بیٹوں کی

شہادت کو بیان کیا گیا ہے۔
باب دوم میں حضرتِ امام حسین کی مکہ معظمہ سے کربلا کو روانگی اور میدانِ کربلا میں قیام۔
باب سوم میں حضرتِ امام حسین اور عزیزانِ حسین اور انصارِ حسین کی شہادت۔ باب چہارم میں قافلہ سادات کی روانگی کوفہ اور دمشق کے حالات اور مدینہ میں جانا اور یزیدیوں کا واصلِ جہنم ہونا بیان کیا گیا ہے۔ قیمت تین روپے۔

۱۰ تفسیر نورانی

یہ کتاب بھی ایک مقدمہ چہار ابواب پر لکھی گئی ہے۔ مقدمہ میں حضور علیہ السّلام کے فضائل و خصائص اور فضلاتِ طاہرہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے سراپائے انور پر ساڑھے صفحات پر دلکش پیرایہ میں بحث کی گئی ہے۔ باب اول میں حضور کے نور ہونے پر قرآنی آیات سے بحث کی ہے۔ باب دوم میں حضور کے نور پر احادیث سے بحث کی ہے۔ باب سوم میں تفاسیر سے حضور کے نور ہونے کا ثبوت دیا گیا ہے۔ باب چہارم میں اقوال سے حضور کے نور پر بحث کی گئی ہے اور ہراک سوال کا محققانہ جواب بھی دیا گیا ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ

۱۱۔ معراج جسمانی

یہ کتاب بھی ایک مقدمہ و در چہار ابواب پر شامل ہے۔ مقدمہ میں عقلی و نقلی دلائل سے حضور کے معراج جسمانی کا ثبوت دیا گیا ہے

باب اول میں قرآنی آیات سے حضور کے معراج جسمانی کو بیان کیا گیا ہے
باب دوم میں۔ حضور کے معراج جسمانی کو احادیث سے ثابت کیا گیا ہے
باب سوم۔ میں تفاسیر سے حضور کے معراج جسمانی کو بیان کیا گیا ہے
باب چہارم۔ میں اقوال سے معراج جسمانی کو ثابت کیا گیا ہے۔ اور ہر
اک سوال کا ساتھ ساتھ جواب بھی دیا گیا ہے قیمت ۱/۸ روپیہ۔

۱۲۔ میلاد رسول رحمانی

یہ کتاب بھی ایک مقدمہ چہار ابواب پر شامل ہے۔ مقدمہ میں
حضور کے میلاد شریف پر عقلی و نقلی دلائل سے دلنواز طریقہ پر
بحث کی گئی ہے۔ باب اول میں حضور کے میلاد شریف پر قرآنی
آیات سے بحث کی گئی ہے۔ باب دوم میں حضور کے میلاد شریف
پر احادیث مبارکہ سے بحث کی گئی ہے۔ باب سوم میں حضور کے میلاد
شریف پر تفاسیر سے بحث کی گئی ہے۔ باب چہارم میں حضور کے میلاد
شریف پر اقوال سے بحث کی گئی ہے۔ ساتھ ساتھ ہر اک سوال کا جواب
بھی محققانہ انداز میں دیا گیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ ۵۰ پیسے

منگوانے کا پتہ

بشیر احمد ناشر مکتبہ ہمدم جامع مسجد منڈی ڈھباں لگما لگا ضلع لاہور

نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور

(حمایت اسلام پریس لاہور)